يُؤتِي الحِكمَةَ مَن يَشاءُ ومَن يُؤتَ الحِكمَةَ فَقَد أُوتِيَ خَيرًا كَثِيرًا

٢٦٩:٢

حظیرۃ القدس

عالمِ شخصی کی بہشت

پروفیسر ڈاکٹر

علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی

(ستارۂ امتیاز)

حظیرۃ القدس

عالمِ شخصی کی بہشت

یکے از تصنیفات

پروفیسر ڈاکٹر

علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی

(ستارۂ امتیاز)

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

دانشگاہِ خانۂ حکمت پاکستان

INSTITUTE OF SPIRITUAL WISDOM (I.S.W.) U.S.A.

www.monoreality.org

ISW
LS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

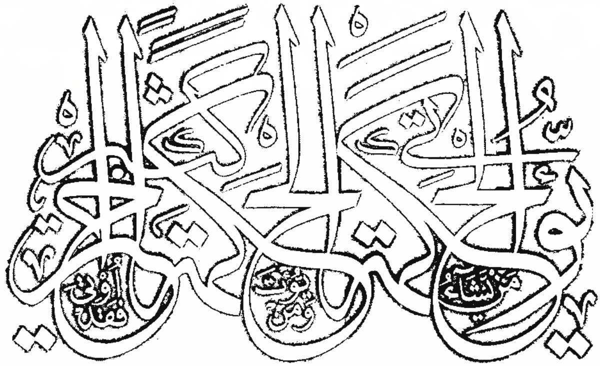

ISBN 190344019-X

Published by:
International Book House Gilgit

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	آغازِ کتاب خطیرۃ القدس	ط
۲	خطیرۃ القدس = عالمِ شخصی کی بہشت	ک
۳	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔۱	۱
۴	" " " " " " قسط۔۲	۳
۵	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔۳	۵
۶	" " " " " " قسط۔۴	۷
۷	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔۵	۹
۸	" " " " " " قسط۔۶	۱۱
۹	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔۷	۱۳
۱۰	" " " " " " قسط۔۸	۱۵
۱۱	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔۹	۱۷
۱۲	" " " " " " قسط۔۱۰	۱۹
۱۳	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔۱۱	۲۰
۱۴	" " " " " " قسط۔۱۲	۲۱

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۵	خطیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۱۳	۲۳
۱۶	" " " " " " قسط۔ ۱۴	۲۵
۱۷	خطیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۱۵	۲۶
۱۸	" " " " " " قسط۔ ۱۶	۲۷
۱۹	خطیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۱۷	۲۹
۲۰	" " " " " " قسط۔ ۱۸	۳۰
۲۱	خطیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۱۹	۳۱
۲۲	" " " " " " قسط۔ ۲۰	۳۲
۲۳	خطیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۲۱	۳۴
۲۴	" " " " " " قسط۔ ۲۲	۳۵
۲۵	خطیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۲۳	۳۷
۲۶	" " " " " " قسط۔ ۲۴	۳۶
۲۷	خطیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۲۵	۳۹
۲۸	" " " " " " قسط۔ ۲۶	۴۰
۲۹	خطیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۲۷	۴۲
۳۰	" " " " " " قسط۔ ۲۸	۴۱
۳۱	خطیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۲۹	۴۳
۳۲	" " " " " " قسط۔ ۳۰	۴۵

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۳	خطیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۳۱	۴۷
۳۴	" " " " " " قسط۔ ۳۲	۴۹
۳۵	خطیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۳۳	۵۱
۳۶	" " " " " " قسط۔ ۳۴	۵۳
۳۷	خطیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۳۵	۵۵
۳۸	" " " " " " قسط۔ ۳۶	۵۷
۳۹	خطیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۳۷	۵۹
۴۰	" " " " " " قسط۔ ۳۸	۶۱
۴۱	خطیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۳۹	۶۳
۴۲	" " " " " " قسط۔ ۴۰	۶۵
۴۳	خطیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۴۱	۶۷
۴۴	" " " " " " قسط۔ ۴۲	۶۸
۴۵	خطیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۴۳	۶۹
۴۶	" " " " " " قسط۔ ۴۴	۷۱
۴۷	خطیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۴۵	۷۳
۴۸	" " " " " " قسط۔ ۴۶	۷۵
۴۹	خطیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۴۷	۷۷
۵۰	" " " " " " قسط۔ ۴۸	۷۹

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵۱	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۴۹	۸۱
۵۲	" " " " " " قسط۔ ۵۰	۸۳
۵۳	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۵۱	۸۵
۵۴	" " " " " " قسط۔ ۵۲	۸۷
۵۵	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۵۳	۸۹
۵۶	" " " " " " قسط۔ ۵۴	۹۱
۵۷	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۵۵	۹۳
۵۸	" " " " " " قسط۔ ۵۶	۹۵
۵۹	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۵۷	۹۷
۶۰	" " " " " " قسط۔ ۵۸	۹۹
۶۱	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۵۹	۱۰۱
۶۲	" " " " " " قسط۔ ۶۰	۱۰۳
۶۳	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۶۱	۱۰۵
۶۴	" " " " " " قسط۔ ۶۲	۱۰۷
۶۵	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۶۳	۱۰۸
۶۶	" " " " " " قسط۔ ۶۴	۱۱۲
۶۷	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۶۵	۱۱۴
۶۸	" " " " " " قسط۔ ۶۶	۱۱۶

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۶۹	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۶۷	۱۱۸
۷۰	" " " " " " قسط۔ ۶۸	۱۲۰
۷۱	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۶۹	۱۲۲
۷۲	" " " " " " قسط۔ ۷۰	۱۲۳
۷۳	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۷۱	۱۲۵
۷۴	" " " " " " قسط۔ ۷۲	۱۲۷
۷۵	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۷۳	۱۲۹
۷۶	" " " " " " قسط۔ ۷۴	۱۳۱
۷۷	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۷۵	۱۳۳
۷۸	" " " " " " قسط۔ ۷۶	۱۳۵
۷۹	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۷۷	۱۳۷
۸۰	" " " " " " قسط۔ ۷۸	۱۳۹
۸۱	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۷۹	۱۴۱
۸۲	" " " " " " قسط۔ ۸۰	۱۴۳
۸۳	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۸۱	۱۴۵
۸۴	" " " " " " قسط۔ ۸۲	۱۴۷
۸۵	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۸۳	۱۵۰
۸۶	" " " " " " قسط۔ ۸۴	۱۵۲

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۸۷	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۸۵	۱۵۴
۸۸	" " " " " " قسط۔ ۸۶	۱۵۶
۸۹	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۸۷	۱۵۷
۹۰	" " " " " " قسط۔ ۸۸	۱۵۹
۹۱	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۸۹	۱۶۱
۹۲	" " " " " " قسط۔ ۹۰	۱۶۳
۹۳	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۹۱	۱۶۴
۹۴	" " " " " " قسط۔ ۹۲	۱۶۶
۹۵	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۹۳	۱۶۸
۹۶	" " " " " " قسط۔ ۹۴	۱۷۰
۹۷	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۹۵	۱۷۲
۹۸	" " " " " " قسط۔ ۹۶	۱۷۴
۹۹	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۹۷	۱۷۵
۱۰۰	" " " " " " قسط۔ ۹۸	۱۷۷
۱۰۱	خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط۔ ۹۹	۱۷۹
۱۰۲	" " " " " " قسط۔ ۱۰۰	۱۸۱

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آغازِ کتابِ حَظِیرۃُ القُدس

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اللّٰہ تبارک وتعالیٰ کے فضل و کرم سے "حَظِیرۂ قُدس" کی پیاری کتاب تقریباً ایک سو قسطوں میں مکمل ہو چکی تھی، اور پھر کم عرصے میں دوسری پیاری کتاب "کُنُوزُ الاَسرار" بھی، خداوندِ قدّوس کے ان علمی معجزات واحسانات کی شکرگزاری سے زبان قاصر اور قلم عاجز ہے، لہٰذا یہ بندہ یعنی غلام اپنے مولا وآقا کے سامنے ازبس خجل و شرمندہ ہے، یہی وجہ ہے کہ میں اپنے تمام عزیزانِ شرقی وغربی کو وقتاً فوقتاً گریہ وزاری کی دعوت دیتا ہوں۔

امامِ زمان علیہ السلام خدا اور رسولؐ کا نور ہے، مجھ ناچیز اور تمام عزیزان پر بدرجۂ انتہا مہربان ہے، اُس کارساز نے ہم سب کو علم کی سب سے اعلیٰ بہشت عطا کر دی ہے، الحمدُ للّٰہ۔

اِس علمی بہشت میں جتنے بھی ہیں وہ سب کے سب فرشتے ہیں، خدا کی قسم! اگر وہ فرشتے نہ ہوتے تو ان کی آوازیں ایسی شادمانی والی روح نہ ہوتی! کل سیکنڈ پریسیڈنٹ شمسُ الدّین جمعہ اور اُن کی فرشتہ خصلت بیگم سیکریٹری کریمہ نے یہ درخواست کی ہے کہ وہ دونوں فرشتے اِس کتابِ حظیرۂ قدس کو شرق وغرب کے اپنے کُل ساتھیوں کی طرف سے طبع ونشر کرانا چاہتے ہیں، ان کی نیّت اور ساتھیوں

کے لئے خیر خواہی قابلِ ستائش تھی، لہٰذا میں نے ان کی درخواست منظور کر لی، آپ سب ان کے لئے دعا کریں، آمین!

ہر کسی کے دنیا میں آنے کا کوئی مقصد ہوتا ہے، آپ عزیزوں کے دنیا میں آنے کا مقصد عظیم، بلکہ انتہائی عظیم ہے، کیونکہ آپ سب کو حجّتِ قائم اور حضرتِ قائم سلامُ اللہ علیہما کے علمی لشکر کے طور پر کام کرنا ہے، یہ بہت بڑی سعادت آپ سب کو مبارک ہو! آمین!

نصیر الدین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (الیس آئی)

اسلام آباد، پیر، ۶ رمئی ۲۰۰۲ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حَظِیرۃُ القُدُس یِعالمِ شخصی کی بہشت

سورۂ لقمان (۳۱ : ۲۰) : کیا تم لوگوں نے (چشمِ بصیرت = چشمِ معرفت سے) نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کی ساری چیزیں تمہارے لئے مسخّر کر رکھی ہیں اور اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر تمام کر دی ہیں ؟

اِس آیۂ کریمہ کی باطنی حکمت میں حظیرۂ قدس = عالمِ شخصی کی بہشت کا قصّہ ہے، جس میں اگر چشمِ معرفت سے دیکھا جائے تو اس نمائندہ آیت کی تاویلی حکمت سمجھ میں آتی ہے۔

میں آپ کو ایک خاص الخاص راز بتانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ قرآنِ حکیم بہت مشکل بھی ہے اور بہت آسان بھی ہے، مجھے احساس ہے کہ میرا یہ قول آپ کے لئے ایک عجیب سا سوال بن گیا کہ قرآن بیک وقت بہت مشکل بھی ہے اور بہت آسان بھی ہے، آیئے ہم قرآن ہی کی روشنی میں اسکی وجہ معلوم کر لیتے ہیں۔

سورۂ اَلَمْ نَشْرَح (۹۴) فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔ ترجمہ: سو بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے، بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ آپ نے سُورۂ اِنْشِرَاح (۹۴ : ۵-۶) کو پڑھا کہ ہر عظیم کام میں پہلے مشکل ہے پھر بعد میں آسانی ہے، چُنانچہ قرآنِ حکیم اپنی اصل صورت میں علم و حکمت کی انتہائی بلندی پر ہونے کی وجہ سے بہت مشکل ہے، مگر

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتِ بے پایان سے اسے آسان کر دیا ہے، ذکر و عبادت کے لئے بھی اور علم و حکمت کے لئے بھی۔

سُورۂ قمر (۵۴: ۱۷، ۲۲، ۳۲) کو دیکھیں، اللہ تعالیٰ نے بہت مشکل قرآنِ حکیم کو اس طرح سے آسان کر دیا ہے کہ اپنا نُورِ مُنَزَّل = زندہ اسمِ اعظم = امامِ زمانؑ کو قرآن کے ساتھ کر دیا ہے، اور جو مومن امامؑ سے قرآن کی حکمت کو سیکھنا چاہتا ہو اس کو امامِ زمانؑ اسمِ اعظم کے اسرار بتاتے ہیں، اور ایسا مومن اسمِ اعظم کے ذریعے سے فنا فی الامام ہو جاتا ہے، اور جب وہ فنا فی الامام ہو جاتا ہے تو اسی کے ساتھ ہی فنا فی القرآن بھی ہو جاتا ہے کیونکہ باطن میں قرآن اور امام کا نور ایک ہی ہے، اسی طرح وہ نیک بخت مومن قرآن کے باطنی اسرار کا عارف ہو جاتا ہے، اب آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ خدا نے قرآن کو کس طرح آسان کر دیا ہے۔

نصیر الدّین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

اتوار، ۲۸، اپریل ۲۰۰۲ء

حَظِیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت

قِسط ۔ ۱

حظیرۂ قُدس = احاطۂ پاک = عالمِ شخصی کی جنت ہے، جہاں کُلّیۂ اِمامِ مُبِین (۱۲:۳۶) کے تمام معجزات اور جُملہ اسرارِ معرفت جمع ہیں، یہاں حضرتِ آدم خَلِیفَۃُ اللّٰہ عَلَیہِ السّلام کی جنّت ہے، اور اسی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ کو صورتِ رحمان پر پیدا کیا تھا، اِسی مقدس مقام پر عظیم فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا، تم سب اُس دن ساجدین میں بھی اور مسجودین میں بھی موجود تھے (۱۱:۷) دیکھو قرآنی حکمت = قرآنی سائنس کو خوب غور سے پڑھو اور قرآنِ حکیم سے روحانی فائدہ حاصل کرتے جاؤ۔

حقیقی مومنین کے لئے وہ مقدس بُیُوت (گھر، ۲۴:۳۶) بھی حظیرۂ قدس ہی میں ہوتے ہیں، جن میں خدا کے نور کا چراغ روشن ہو سکتا ہے۔

حضرتِ نوح عَلَیہِ السّلام کے روحانی طوفان = رُوحانی قیامت میں کشتی کُوہِ جُودی = کُوہِ عقل پر جا کر ٹھہری تھی (۱۱:۴۴)، اور کُوہِ عقل = گوہرِ عقل حظیرۂ قدس میں ہے، یہیں سے نوح سلامتی اور برکتوں کے ساتھ اُتر گیا تھا (۱۱:۴۸)، گُویا روحانی طوفان اور روحانی قیامت کا مقصد حظیرۂ قدس میں پہنچ جانا تھا۔

حضرتِ ادریسؑ جب جسمانی موت سے قبل روحانی طور پر مر گیا تو خُدا نے

اسے حظیرۂ قدس پر مرفوع کیا (۱۹: ۵۶ - ۵۷)۔

قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے کہ تمام چیزیں دو دو ہیں پس حضرتِ ابراہیم اور حضرتِ اسماعیل علیہما السلام نے نہ صرف ظاہر میں خدا کا گھر بنایا تھا، بلکہ باطن یعنی حظیرۂ قدس میں بھی ایک بیت اللہ بنایا تھا۔

اِملا از چیف ریکارڈ آفیسر	ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
عرفت روحی امین الدین	اتوار، ۹، دسمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت

قِسط ۔ ۲

قرآنِ حکیم میں مشارق و مغارب والی سرزمین کا ذکر آیا ہے (۷: ۱۳۷)، اِس سے خطیرۂ قدس مراد ہے، کیونکہ وہاں اگرچہ ایک ہی مشرقِ نور ہے جو مغرب بھی ہے لیکن وہی واحد بھی ہے اور جمع بھی، اللہ تعالیٰ نے حدودِ دین کے ذریعے سے بنی اسرائیل کو خطیرۂ قدس کا وارث بنایا تھا آپ اس آیت کو قرآن میں دیکھیں۔

سورۂ انبیاء (۲۱: ۷۱) کے مطابق خطیرۂ قدس وہ سرزمین ہے، جس میں خدا نے عوالمِ شخصی کے لئے بیشمار برکتیں رکھی ہیں آپ اِس آیت کو باترجمہ قرآن میں پڑھیں۔

سُورۂ ذاریات (۵۱: ۲۰-۲۲) میں ارشاد ہے:

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ
وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ۔

ترجمہ: زمین میں بہت سی نشانیاں (معجزات) ہیں اہلِ یقین کے لئے، اور خود تمہارے اپنے وجود (عالمِ شخصی) میں ہیں، کیا تم دیکھتے نہیں؟ آسمان (خطیرۂ قدس) ہی میں ہے تمہارا رزق بھی اور وہ چیز (بہشت) بھی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

اس ارشاد کی روشنی میں آپ دیکھتے ہیں کہ عالمِ شخصی اور خطیرۂ قدس میں

ISW
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

سب کچھ ہے، یہاں آسمان سے حظیرۂ قدس مراد ہے، رزق علم وحکمت اور معرفت ہے، وہ چیز جس کا وعدہ کیا جاتا ہے بہشت ہے، جب امامِ زمانؑ کا نور عالمِ شخصی میں طُلوع ہو جاتا ہے تو تب یہ سارے حقائق ومعارف روشن ہو جاتے ہیں۔

پس دانائی اور حکمت یہ ہے کہ تم بوسیلۂ عشق امامِ زمان میں فنا ہو جاؤ تاکہ تمہیں عالمِ شخصی اور حظیرۂ قدس کے عظیم معجزات کی حقیقی معرفت حاصل ہو۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

پیر: ۱۰ ردسمبر ۲۰۰۱ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۳

قصۂ موسیٰؑ میں جو طور ہے، اس کی باطنی تاویل خطیرۃ قدس ہے، حضرتِ مولانا علی صلوات اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

اَنَا النُّوْرُ الَّذِیْ اِقْتَبَسَ مِنْہُ مُوْسٰی فَھُدٰی۔

یعنی میں وہ نور ہوں، جس سے موسیٰؑ نے روشنی طلب کی تو ہدایت پائی۔

(بحوالۂ کتاب کوکبِ دُرّی، بابِ سوم ص۔ ۲۲۶) اس ارشاد سے یہ حقیقت ظاہر ہو رہی ہے کہ امامِ زمانؑ کا نور حضرتِ موسیٰؑ کے عالمِ شخصی میں طلوع ہوا تھا۔

سُورۂ نمل (۲۷: ۷-۸) میں ارشاد ہے:

اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِاَھْلِہٖٓ اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا سَاٰتِیْکُمْ مِّنْھَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِیْکُمْ بِشِھَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّکُمْ تَصْطَلُوْنَ فَلَمَّا جَآءَھَا نُوْدِیَ اَنْ بُوْرِکَ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ حَوْلَھَا وَسُبْحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

ترجمہ: جب موسیٰؑ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھے ایک آگ سی نظر آئی، میں ابھی یا تو وہاں سے کوئی خبر لے کر آتا ہوں یا کوئی انگارا چن لاتا ہوں تاکہ تم لوگ گرم ہو سکو، وہاں جو پہنچا تو ندا آئی کہ مبارک ہے وہ جو اس آگ میں ہے اور جو اس کے ماحول میں ہے، پاک ہے اللہ جو عوالمِ شخصی کا پروردگار ہے۔

یہ اللہ کے نورِ مُنَزَّل کی تجلّی تھی نہ کہ ذاتِ سُبحان کی تجلّی، یعنی یہ نورِ الٰہی کا مظہر تھا، جس آیت میں کوئی سوال پیدا ہوتا ہے اس کے آخری حصّے میں حکمتی جواب موجود ہوتا ہے، چنانچہ یہاں سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ میں، پیدا ہونے والے سوال کا جواب ہے، نیز بُوْرِكَ = وہ برکت دیا گیا، یہ تعریف ذاتِ سُبحان کیلئے نہیں ہو سکتی ہے کہ کسی نے اُس کو برکت دی ہو۔

ن.ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس. آئی)

پیر، ۱۰، دسمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط - ۴

سُورۂ مُؤمنُون (۲۳ : ۵۰) میں ارشاد ہے:

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَّآوَيْنٰهُمَآ إِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ۔

ترجمہ: اور ابنِ مریمؑ اور اُس کی ماں کو ہم نے ایک آیت = نشانی یا معجزہ بنایا، اور ان کو ایک سطحِ مرتفع پر رکھا جو اطمینان کی جگہ تھی اور چشمے اس میں جاری تھے، یہ حظیرۂ قدس کی تعریف ہے۔

چونکہ عالمِ شخصی کی بہشت حظیرۂ قدس ہی ہے لہٰذا یہ عارفوں کے لئے اعلیٰ اطمینان کی جگہ ہے، اور اس میں علم و حکمت اور اسرارِ معرفت کے چشمے جاری ہیں جن کی تعریف و توصیف قرآنِ حکیم میں ہے، کیا اس جنّت میں رازِ ازل و ابد بھی ہو سکتا ہے؟ کتابِ مکنون؟ کلمۂ باری کی معرفت؟ گوہرِ عقل کا سِرِّ اعظم؟ لِقَاءُ اللّٰہ؟ کنزِ مخفی؟؟؟؟؟ وغیرہ۔

بُقعۂ مُبارکہ = خِطّۂ مُبارکہ = حظیرۂ قدس (۲۸ : ۳۰)، وہاں جس درخت پر آگ نظر آئی تھی وہ نفسِ کُلّی تھا۔

زیتون کا وہ مُبارک درخت جو نہ شرقی ہے نہ غربی (۲۴ : ۳۵) نفسِ کُلّی ہے جو کائنات گیر اور لامکانی ہے۔

حضورِ اکرم صلعم کے قصۂ معراج (۵۳:۱۵-۱۶) میں سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی نفسِ کُلّی تھا جو گوہرِ عقل کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

سُورۂ مُؤمِنُون (۲۳:۲۰) ترجمہ: اور وہ درخت بھی ہم نے پیدا کیا جو طُورِ سِینا سے نکلتا ہے تیل لئے ہُوئے اُگتا ہے اور کھانے والوں کے لئے سالن بھی۔ اس سے نفسِ کُلّی کے وہ فیُوض وبرکات مُراد ہیں جو عُرفاء کے لئے حظیرۂ قدس میں ہیں۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
منگل ۱۱، دسمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۃُ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۵

سُورۂ قٓ (۵۰ : ۳۱-۳۵) میں ارشاد ہے :

وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ غَیْرَ بَعِیْدٍ ھٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِکُلِّ اَوَّابٍ حَفِیْظٍ مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبِ نِ ادْخُلُوْھَا بِسَلٰمٍ ذٰلِکَ یَوْمُ الْخُلُوْدِ لَھُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ فِیْھَا وَلَدَیْنَا مَزِیْدٌ۔

ترجمہ: اور (روحانی قیامت میں) جنّت مُتّقین کے قریب لے آئی جائے گی (یعنی عالمِ شخصی اور خطیرۂ قدس = جبین میں بہشت ہوگی) کچھ بھی دور نہ ہوگی، ارشاد ہوگا: یہ ہے وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، ہر اس شخص کے لئے جو بہت رجوع کرنے والا اور بڑی نگہداشت کرنے والا تھا جو بے دیکھے رحمان سے ڈرتا تھا اور جو دِل گرویدہ لئے ہُوئے آیا ہے، داخل ہو جاؤ جنّت میں سلامتی کے ساتھ، وہ دن خُلود کا ہوگا (یعنی یہ راز معلوم ہوگا کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ بہشت میں ہیں) وہاں ان کیلئے وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے، اور ہمارے پاس اس سے زیادہ بھی بہت کچھ ان کے لئے ہے۔

بحوالۂ سُورۂ اعراف (۷ : ۱۷۲-۱۷۳) واقعۂ اَلَست کا تعلّق خطیرۂ قدس سے ہے، جہاں رَبُّ العِزّت نے تمام روحوں سے پوچھا تھا کہ آیا میں تمہارا

پروردگار نہیں ہوں؟ سب نے کہا ضرور آپ ہی ہمارے پروردگار ہیں ہم نے دیکھا اس لئے ہم گواہی دیتے ہیں۔ لیکن آج کسی آدمی کو یہ عظیم واقعہ یاد نہیں پھر بھی یہ قرآنی شہادت اور روشن دلیل ہے کہ مومن روحانی ترقی میں حظیرۂ قدس تک جا سکتا ہے اگر روحوں کا یہ عروج کسی وسیلے سے ہوا تھا تو اب بھی وہ وسیلہ موجود ہو سکتا ہے اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تعالیٰ۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
منگل ۱۱، دسمبر ۲۰۰۱ء

خَطِیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت

قِسط ۔ ٦

عِلمُ الیَقِین کی ایک عجیب و غریب مثال: دو دوست کسی دُور شہر میں گئے تھے جس میں دونوں نے بہت سے عجائب و غرائب کا مُشاہدہ کیا، جب یہ دونوں اپنے وطن واپس آ گئے تو ایک دوست تمام عجائب کو بھول چکا تھا، جبکہ اس کے ساتھی کو ہر ہر واقعہ یاد تھا، مگر یہ دونوں دوست بڑے نیک اور ایک دوسرے کے عزیز اور خیر خواہ تھے لہٰذا دونوں نے مل کر قصۂ سفر کو یاد کیا جس میں ذہین دوست نے اپنے دوست کی بہت مدد کی۔

اِس میں میرا مطلب صرف اور صرف یہی ہے کہ علمُ الیقین آپ کے روحانی سفر کا ساتھی اور گویا ذہین دوست ہے، آپ اس سے پوچھیں کہ آیا آپ روحًا دربارِ اَلَست میں موجود تھے یا نہیں؟ اور یہ بھی پوچھیں کہ بارگاہِ الٰہی اُس وقت خطیرۂ قدس میں تھی یا اور کہیں؟

طُور = پہاڑ، حضرتِ مُوسیٰؑ کیلئے ظاہراً و باطناً دو تھے طُورِ باطن آپؑ کی جبینِ مُبارک میں تھا، جس میں امامِ زمان علیہ السّلام کا نور طُلوع ہو گیا تھا، یہ زندہ نورِ خُدا کا اسمِ اعظم ہوتا ہے جو خود گو ذکرِ اکبر ہے یہ از خود روشن ہونے والا کائناتی چراغِ نور ہے۔

قصۂ موسیٰؑ میں دونوں دریاؤں کا سنگم (١٨: ٦٠) عظیم امتحانات میں

سے ہے کیونکہ معلوم ہوا ہے کہ عالمِ شخصی میں جگہ جگہ سنگم ہیں، چنانچہ روحانی قیامت کے آغاز ہی میں اسرافیل اور عزرائیل کا سنگم ہے، پھر خیر و شر (فرشتہ اور جنّ) کا سنگم ہے، یہی نفس اور عقل کا سنگم بھی ہے، قصہ دراصل حظیرۂ قدس کا ہے: کلمۂ امر اور عقلِ کُلّی کا سنگم ہے، قلم اور لوح کا، مشرق اور مغرب کا، گوہرِ عقل اور کتابِ مکنون کا، عرش اور کُرسی کا، آسمانِ عقلِ کُلّ اور زمینِ نفسِ کُلّ کا، ازل و ابد کا، اِبداع و اِنبعاث کا، مکان و لامکان کا، اور ناسوت و ملکوت کا سنگم ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

بُدھ، ۱۲، دسمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خَطِیرۃُ القُدُس عَالَمِ شخصی کی بہشت

قِسط۔ ۷

سالکین اور عارِفین کے لئے عالمِ شخصی اور خطیرۃُ قُدُس میں علمِ لَدُنّی کے بہت سے خاص خاص مقامات ہیں، جن کی نشاندہی اور معرفت کا حکیمانہ رہنما اُصول مَجْمَعَ الْبَحْرَیْن (۱۸ : ۶۰) اور مَرَجَ الْبَحْرَیْن (۵۵: ۱۹-۲۰) ہے، قسط نمبر ۶ کے مطابق ہر سنگم پر خضرِ وقت = امامِ زمان ؑ کی نورانی تائید کی ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسُولِ پاک ؐ کی طرف سے نورِ ہدایت وہی ہے، جبکہ امامِ مُبین میں بحکمِ نُورٌ عَلٰی نُورٍ تمام انوار جمع اور ایک ہیں۔

اے عزیزان! اس بیان کے سلسلے میں یہ حقیقت بھی سُن لو کہ:۔

حضرتِ موسیٰ ؑ کا قصۂ ظاھر از (۱۸ : ۶۰) تا (۱۸ : ۸۲) تاویلِ باطن پر حجاب ہے، کیونکہ حضرتِ موسیٰ ؑ کا یہ سفر اپنے عالمِ شخصی ہی میں تھا۔

نیز دیکھو:

ترجمۂ آیۂ مبارکہ (۲۵ : ۳۵) ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے ساتھ اس کے بھائی ھارون کو وزیر (مددگار) بنایا پس یہاں اشارۂ حکمت یہ ہے کہ بحکمِ خدا ھارونؑ موسیٰ ؑ کے باطنی امور میں وزیر = مددگار تھا اور خُدا ہی کی مرضی ایسی تھی کہ ھارون = امام کا نور موسیٰ کے عالمِ شخصی

میں نورانی تاویل کا کام کرے اور قصّۂ موسیٰ میں یقیناً خضر سے امامِ زمان مُراد ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
جمعرات، ۲۷، رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ
۱۳، دسمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۸

سُورۂ انعام (۶ : ۱۶۵) میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ۔

ترجمہ: (اللہ) وہی ہے جس نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا، اور تم میں سے بعض کو بعض کے مقابلہ میں زیادہ بلند درجے دیئے، تاکہ جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے، بیشک تمہارا ربّ سزا دینے میں بھی بہت تیز ہے اور بہت درگزر کرنے اور رحم فرمانے والا بھی ہے۔

سوال: خلیفہ اور خلافت کی مناسبت سے یہ پُوچھنا ضروری ہے، کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرتِ آدم علیہ السّلام کو کس زمین میں خلیفہ بنایا تھا؟

جواب: اوّل سیّارۂ زمین کے لوگوں = ناسوت میں، دوم عالمِ شخصی میں، سِوُم خطیرۃ قدس میں، چہارم کائناتی بہشت کی زمین میں، پنجم نفسِ کُلّی کی زمین میں۔

لفظِ الخلیفۃ = جانشین = قائم مقام = سب سے بڑا بادشاہ، ج۔ خُلَفاء = خلائف (المُنجد)۔

اللہ تعالیٰ نے جس طرح موسیٰؑ اور ہارونؑ کی قوم میں روحانی مُلوک = سلاطین بنایا (۵ : ۲۰) اسی طرح اُس نے محمدؐ اور علیؑ کے مومنین کو کائناتی بہشت کی زمین کے خُلفاء = بادشاہ = سلاطین بنادیا، اس آیۂ شریفہ کو آیتِ استخلاف (۲۴ : ۵۵) کے تناظر میں پڑھیں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے عالمِ شخصی میں حقیقی مومنین سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ان کو کائناتی بہشت کی زمین میں خلیفہ = بادشاہ بنانیوالا ہے۔

اے عزیزان! آپ حدیثِ اَطِیعُونی تکُونوا مُلوکَ الارض کو ہرگز نہ بھولیں، اس میں شاہانِ بہشت کا ذکر ہے، یعنی رسولِ پاک صلعم کی حقیقی اطاعت وہ ہے جو اہلِ ایمان کو سلاطینِ بہشت بنادیتی ہے۔

ن.ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
جمعۃ المبارک، ۱۴، دسمبر ۲۰۰۱ء

خَطِیرۃُ القُدُس عَالَمِ شخصی کی بہشت

قِسط ۔ ۹

حَظِیرہٗ قُدُس حَق سُبحانہٗ وتعالیٰ کے عظیم معجزات کی جنّت ہے جس میں اللہ کے معجزاتی خزانے ہیں، اور خَزِینۃُ الخزائِن = اِمامِ مُبین کا نور بھی ہے، آپ آیۂ خزائِن (۱۵: ۲۱) اور آیۂ اِمامِ مُبین (۳۶: ۱۲) کو حکمت کی روشنی میں پڑھیں تاکہ آپ کو صاف صاف معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام خزائِن، جُملہ اسماءُ الحُسنیٰ اور ہر ہر خاص چیز کو امامِ مبین کے نور میں گھیر کر اور شمار کر کے رکھا ہے اگر آپ امامِ زمان کو بحقیقت پہچاننا چاہتے ہیں تو اپنے عالمِ شخصی کا سفر کر کے حظیرۂ قُدس کی منزلِ مقصود میں پہنچ جائیں اور چشمِ بصیرت سے وہاں اپنے امام کی کامل معرفت کو حاصل کریں، چونکہ وہ مقام مرتبۂ حَقُّ الیَقِین ہے، لہٰذا آپ امام کو پہچان لیں گے جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے۔

آپ کی بنیادی امام شناسی قرآن و حدیث کی روشنی میں ہونی چاہئے تاکہ آپ ہر طرح سے کامیاب ہو جائیں اللہ جَلَّ جَلالُہٗ نے حضرتِ آدم کو عالمِ ناسوت کے لئے خلیفہ بنایا تھا، آپ یہ بتائیں کہ فی الوقت سیّارۂ زمین پر ناسوت موجود ہے یا نہیں؟ اگر ناس (لوگ) ہیں تو ناسوت (عالمِ انسانیت) بھی ہے، اگر ایسا ہے تو پھر تین باتوں میں سے ایک بات بتا کر اس پر قائم رہو، کیا

خلافتِ الٰہیہ صرف شخصیّتِ آدم ہی کے لئے مخصوص و محدود تھی؟ کیا اللہ نے اپنا یہ مرتبہ ناسوت سے واپس لیا؟ کیا عالمِ ناسوت میں بعد از آدم کوئی انسانِ کامل وارثِ آدم ہوا کرتا ہے؟ کیا داؤد کوئی نیا خلیفہ تھا یا وارثِ آدم (۳۸ : ۲۶)، سُلیمان اپنے باپ داؤد کا وارث ہُوا (۲۷ : ۱۶) وہ اپنے وقت میں وارثِ آدم ہُوا یا نہیں؟

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس، آئی)
سنیچر، ۱۵، دسمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۱۰

سُورۂ حِجر (۱۵ : ۲۱) کی یہ آیۂ شریفہ خطیرۂ قدس کے الٰہی خزانوں کی شان میں ہے: وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ

ترجمہ: کوئی چیز ایسی نہیں جسکے خزانے (خطیرۂ قدس میں) ہمارے پاس نہ ہوں، اور جس چیز کو بھی ہم نازل کرتے ہیں وہ لوگوں کی علمی رسائی کے مطابق ہُوا کرتی ہے۔

اس سے یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ حضرتِ ربُّ العِزّت اور اُس کے خزانوں کی معرفت اور خزانۂ خزائن = نورِ امامِ مبین کی معرفت خطیرۂ قدس میں ہے، اور وہ اہلِ ایمان کو درجہ بدرجہ حاصل ہوتی ہے۔

اس آیۂ کریمہ میں ظاہری چیزیں شامل ہیں اور باطنی چیزیں مشمول، بارش کا خزانہ سمندر ہے، اگرچہ وہ خطیرۂ قدس میں موجود نہیں، لیکن کلمۂ امر = کُن = ہو جا جو ارادۂ الٰہی کا خزانہ ہے، وہ ہمیشہ خطیرۂ قدس کی جنّت میں ہے، اللہ کا ارادہ کلمۂ کُن سے عبارت ہے، کُن (ہو جا) کی عبارت کسی اور لفظ میں بھی ہو سکتی ہے۔

کَلِمۂ اَمرِ کُن (ہو جا) = اِرادۂ باری تعالیٰ کا خزانۂ قدیم = ہمیشہ کا ہے جس کی نہ تو کوئی اِبتدا ہے اور نہ کوئی انتہا، اس سے تصوّرِ آفرینش سمجھ میں آسکتا ہے، جیسا کہ حضرتِ مولانا امام سلطان محمّد شاہ (روحی فداہ) کا ارشادِ مبارک ہے کہ خداوند تعالیٰ ہمیشہ تخلیق کرتا ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (الیس۔آئی)

سنیچر، ۱۵، دسمبر ۲۰۰۱ء

خَطِیرۃُ القُدُس عالمِ شخصی کی بہشت

قِسط ۔ ۱۱

بحوالۂ ہزار حکمت (ح : ۱۰۷) مَنْ مَّاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُہٗ ، ترجمہ : جو شخص (نفسانی = روحانی) موت سے مرجائے تو اُس کی قیامت برپا ہو جاتی ہے۔

اِس حدیثِ شریف میں عارفانہ موت اور انفرادی قیامت کا ذکر ہے، جس میں باطناً اجتماعی قیامت کا منظر ہوتا ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو اُس کُلّی قیامت کی معرفت سے عارف بے خبر رہتا جس کا ذکر سرتاسر قرآن میں ہے، مگر یہ بات نہیں بلکہ عُرفاء کو تمام اسرارِ قیامت سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

سوال : آیا قرآنِ حکیم میں مُوتوا قبلَ اَنْ تموتوا کا حکم یا اشارہ موجود ہے؟

جواب : جی ہاں، سورۂ بقرہ (۲ : ۵۴) میں خوب غور سے دیکھو، قرآنِ حکیم کے ہر لفظ میں حکمتِ بالغہ ہوتی ہے۔ ترجمۂ آیت : جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ لوگو، تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے اوپر سخت ظلم کیا ہے، لہٰذا تم لوگ اپنے خالق کے حضور توبہ کرو اور اپنی جانوں کو ہلاک کر دو۔

یہاں لفظی توبہ مُراد نہیں، بلکہ عملی اور حقیقی توبہ مقصود ہے، اور وہ خطیرۂ قدس میں اپنے خالق سے رجوع ہے، جو نفس کُشی، یعنی مُوتوا قبلَ اَنْ تموتوا سے ممکن ہے جس کا حکم اِس آیت میں موجود ہے : تم میں سے ہر ایک اپنے نفس کو پُرحکمت ریاضت سے قتل کرے۔

ن ۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس ۔ آئیؔ)

اتوار ۱۶، دسمبر ۲۰۰۱ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۱۲

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے قرآنِ حکیم میں سرتاسر حکمتیں ہی حکمتیں ہیں لہٰذا حکمت ہی کی اُمید پر یہ سوال ہے کہ بحوالۂ قرآن (۳۲ : ۱۱) فرشتۂ موت (عزرائیلؑ) ہر انسان پر مقرر اور مؤکّل ہے، اس میں کیا رازِ حکمت ہے؟ حالانکہ اور بھی چھوٹے بڑے فرشتے ہیں ان کی طرف کوئی ایسی توجہ نہیں دلائی گئی ہے؟

جواب: اِس میں دانا لوگوں کے لئے بہت بڑی حکمت ہے، اور وہ یہ ہے کہ ہر دانا شخص مُوتوا قبلَ اَنْ تمُوتوا پر عمل کر کے روحانی قیامت اور سب فرشتوں کو دیکھے، اور جیتے جی حضرتِ ادریسؑ کی طرح خطیرۂ قدس کی جنّت میں داخل ہو جائے، اگر اللہ کی رحمت سے ایسا ہو سکا تو یہ حضرتِ عزرائیل عَلَیہِ السّلام ہی کی برکت سے ہوگا، اگر تم عاشقانہ موت یا عارفانہ موت کے لئے بالکل تیار ہو تو سُنو کہ تنہا عزرائیل نہیں آئے گا بلکہ اِسرافیل اور دیگر تمام فرشتے بھی آئیں گے، اس سے یہ معلوم ہُوا کہ فرشتۂ موت مَلکُوت کا دروازہ ہے جب یہ دروازہ کُھلتا ہے تو سب فرشتے آجاتے ہیں، پس خدائے علیم وحکیم نے مَلَکُ الموت کی صورت میں تمام فرشتوں کو ہر انسان پر مقرر کیا ہے، اور اس سے زیادہ بڑی رحمت اور حکمت اور کیا ہو سکتی ہے۔

قرآنِ عزیز (۲: ۹۴) میں موت کی آرزو کی حکیمانہ تعریف ہے، ایسی باسعادت اور پُر حکمت مَوت کونسی ہو سکتی ہے؟

جواب: صوفیانہ مَوت، عاشقانہ مَوت، اور عارفانہ مَوت، جس میں روحانی قیامت اور معرفت ہے اور جس کا آخری نتیجہ حظیرۂ قُدس = جنّت ہے جہاں جیتے جی بہشتِ جاویدانی کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے (قرآن، ۴۷: ۶) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَنِّہٖ وَاِحْسَانِہٖ۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
بموقعِ عید الفطر، پیر ۱۷، دسمبر ۲۰۰۱ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۱۳

سُورۂ اِنشِقاق (۸۴) ۔ روحانی قیامت اور عالمِ شخصی کے عظیم اسرار سے لبریز ہے لہٰذا آپ تیاری کے طور پر اسے پہلے ترجمۂ قرآن میں بغور پڑھ لیں پھر اِنْ شَاءَ اللّٰہ ہم آپ کو اس کی کچھ حکمتیں بیان کریں گے۔

ترجمۂ آیات (۸۴: ۱-۱۱) : جب آسمان پھٹ جائے اور سُن لے حکم اپنے ربّ کا، اور وہ آسمان اِسی لائق ہے اور جب زمین پھیلا دی جائے اور نکال ڈالے جو کچھ اُس میں ہے اور خالی ہو جائے اور سُن لے حکم اپنے ربّ کا اور وہ زمین اسی لائق ہے، اے آدمی تجھ کو تکلیف اٹھانی ہے اپنے رب تک پہنچنے میں سہہ سہہ کر، پھر اُس سے ملنا ہے، سو جس کو ملا اعمالنامہ اُس کا داہنے ہاتھ میں تو اُس سے حساب لیں گے آسان حساب، اور پھر کر آئے گا اپنے لوگوں کے پاس خوش ہو کر، اور جس کو ملا اُس کا اعمالنامہ پیٹھ کے پیچھے سے، سو وہ پکارے گا موت موت۔

اگرچہ کائناتِ ظاہر عالمِ اکبر ہے، اور انسان عالمِ اصغر، لیکن جب روحانی قیامت برپا ہوتی ہے تو اُس وقت اللہ تعالیٰ ساری کائنات کو عالمِ صغیر = عالمِ شخصی میں محدود کر دیتا ہے، جیسا کہ حضرتِ علیؑ کے دیوان میں ہے:

وَتَحْسَبُ اَنَّکَ جِرْمٌ صَغِیْرٌ

وَفِیْکَ انْطَوَی الْعَالَمُ الْاَکْبَرُ

ترجمہ: اور تُو خیال کرتا ہے کہ تُو ایک چھوٹا سا جسم ہے، حالانکہ تجھ میں عالمِ اکبر لپٹا ہُوا ہے۔

پس یقیناً اللہ رُوحانی قیامت میں جُملہ کائنات کو مومنِ سالک کے عالمِ شخصی میں لپیٹتا ہے، لہٰذا یہاں باطنی اور روحانی قیامت کے جن معجزات کا ذکر ہُوا ہے اُن کا تعلق سالک کے مشاہدۂ باطن سے ہے، کائناتِ ظاہر یہاں صرف مثال کے طور پر ہے، آپ میری ایک کتاب: عملی تصوّف اور روحانی سائنس میں، از صفحہ ۱۴۱۔ ۱۵۰، روحانی سائنس کے عجائب وغرائب کو پڑھیں تاکہ آپ کو روحانی قیامت اور عالمِ شخصی کے معجزات کی خبر ہو۔

آپ کو علم ہے کہ آسمان ٹھوس اور یک لخت نہیں، بلکہ ایک لطیف گیس ہے، لہٰذا آسمان کا پھٹ جانا سالک کے لئے مثالی معجزہ ہے، اور زمین کی توسیع یہ ہے کہ عالمِ شخصی کو حدودِ کائنات تک پھیلا کر کائناتی بہشت بنائی جاتی ہے، ممکن ہے کہ اس کائنات کے باطن میں ستّر ہزار روحانی کائناتیں ہوں، اور ہر کائنات بہشت ہو۔

آپ قرآنِ حکیم کو حکمت کے ساتھ پڑھیں تو ایسے اسرار کا علم ہو جائے گا۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
منگل ۱۸، دسمبر ۲۰۰۱ء

خطیرۂ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۱۴

سُورۂ اِنشِقاق (۸۴) یقیناً صاحبِ رُوحانی قیامت۔ امامِ زمانؑ اور عالمِ شخصی کے عظیم عرفانی اسرار سے لبریز ہے یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ ذاتِ سُبحان نے کون ومکان کی تمام اصل اور اعلیٰ چیزوں کو امامِ مبینؑ میں گھیر کر اور عددِ واحد میں شمار کر کے رکھا ہے، ہر عارف کی روحانی قیامت میں خدا اپنے اِس عظیم معجزے کا تجدُّد کرتا ہے، تاکہ عارف چشمِ بصیرت سے اِس کو دیکھ کر کامل معرفت حاصل کر سکے، امامِ زمان علیہ السّلام کی مہربانی سے ہماری کتابوں میں حکمت اور معرفت کے جواہر پارے بکھرے ہُوئے ہیں آپ دیکھ سکتے ہیں۔

اِس حقیقت میں کسی شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں کہ مومنِ عاشق ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی بے شمار تکالیف کو برداشت کرنے کے بعد ہی خطیرۂ قُدس میں اپنے ربّ سے مل سکتا ہے۔

جو شخص جیتے جی عرفانی موت سے مر کر خطیرۂ قدس تک پہنچ جاتا ہے اور کتابِ مکنون اس کے داہنے ہاتھ میں ہوتی ہے، تو یہ اُس کا نامۂ اعمال ہے جو اس کے داہنے ہاتھ میں دیا گیا، تو اس کا آسان حساب ہو گیا، اب وہ اپنے لوگوں کی طرف شادان وفرحان لوٹ آئے گا۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

منگل ۱۸، دسمبر ۲۰۰۱ء

حَظِیرۃُ القُدُس عالمِ شخصی کی بہشت

قِسط۔ ۱۵

آج کے اس مقالے میں ایک بیحد پیارے قرآنی لفظ کو حفظ = یاد کرنا ہے وہ ہے: لَفِیفاً (۱۷: ۱۰۴) تم اس کو قانونِ لفیف بھی کہہ سکتے ہو۔

لفیف = لپٹا ہوا = سمٹا ہوا۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اَرحَمُ الرّاحِمین ایک ہی عاشق و عارفِ مولا کی روحانی قیامت میں سب لوگوں کو لپیٹ کر = سمیٹ کر حظیرۂ قدس میں اپنے پاس لے جاتا ہے، ایسے میں تمام لوگ نفسِ واحدہ ہو جاتے ہیں، یعنی ایک ہی جان = ایک ہی روح۔

پس مبارک ہیں وہ جُملہ عزیزان جو مل کر علمی خدمت کرتے کرتے خود بھی علمی ہو جاتے ہیں، میرا خیال ہے کہ آپ تمام عزیزان کی خوش نصیب روحیں حُجّتِ قائم کے زمانے میں حظیرۂ قدس میں پہنچ گئی تھیں اور جُملہ جماعت بھی۔

اسرارِ معرفت پر بہت سے حجابات ہیں، آپ علم الیقین کے ذریعے سے ایک ایک کر کے حجابات کو ہٹاتے جائیں تاآنکہ آپ کو کامل یقین ہو کہ آپ امامِ مُبین کی نورانی بہشت = حظیرۂ قدس میں ہیں۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

بُدھ ۱۹، دسمبر ۲۰۰۱ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۱۶

حظیرۂ قُدس، وادیٔ مُقدّسِ طُویٰ (۲۰ : ۱۲) بھی ہے طُورِ سَینَاء (۲۳ : ۲۰) بھی ہے، یہ وہ جَبَل (پہاڑ) ہے (۷ : ۱۷۱) جو بنی اسرائیل پر ظُلَّة = چھتری کی طرح بلند کیا گیا تھا (۲ : ۶۳)، (۴ : ۱۵۴) یہاں انتہائی عظیم معجزات ہیں کہ اللہ اپنے دستِ مبارک سے کائنات کو لپیٹتا ہے اور پھیلاتا بھی ہے (۲۱ : ۱۰۴) یہاں مطویّات ہیں (لپیٹی ہوئی کائناتیں) (۳۹ : ۶۷)۔

اے عاشقانِ امامِ زمان علیہ السّلام، تم کو اپنے پاک مولا کا مقدس عشق مبارک ہو! علم و عبادت اور حقیقی اطاعت سے آگے بڑھو بہت آگے بڑھو تا آنکہ امامِ مُبینؑ کا نور تمہاری جبین (پیشانی) میں طلوع ہو جائے، لیکن اتنا کارِ بزرگ = عظیم کام چند دنوں میں کیسے ہو سکتا ہے؟ محنت، محنت، مشقّت، بہت زیادہ مشقّت، دائم الذّکر ہو جاؤ، ہمیشہ گریہ و زاری کرو، دیکھو جیتے جی خطیرۂ قدس کی جنّت کی معرفت ممکن ہے۔

قرآن میں دیکھو، اللہ نے اپنی آیات = معجزات دکھانے کا وعدہ فرمایا ہے یا نہیں؟ کیا قرآن و حدیث میں امام شناسی بیحد ضروری نہیں ہے؟

اگر یہ چیز بہت ہی ضروری ہے تو آخر کیوں؟ یہ خدا ہی کی مرضی ہے کہ اُس نے امامِ مبین میں سب کچھ رکھا ہے (۱۲:۳۶) پس یہ آپ کی بہت بڑی دانائی ہوگی کہ خدا و رسُولؐ کی خوشنودی کو امامِ زمان کی اطاعت سے حاصل کریں۔ آمین! ثمُّ آمین!

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔ آئیؔ)
جمعرات ۲۰، دسمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۂ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۱۷

سوال: آیا خطیرۂ قدس سے امامِ مبینؑ کا احاطۂ نور مُراد ہے جو عالمِ شخصی کی جنّت ہے؟ جواب: جی ہاں۔

پس اللہ تعالیٰ کا وہ ارشادِ مبارک جو امامِ مبینؑ کی شان میں ہے (۳۶: ۱۲) وہ عالمِ شخصی کی بہشت میں گوناگون الٰہی تجلّیات و معجزات کی صورت میں ہے۔

امامِ مبینؑ کے احاطۂ نور = خطیرۂ قدس میں کُلّ اشیاء تو محدود ہیں مگر امام خود لامحدود ہے پھر بھی اُس کی معرفت ہو سکتی ہے، یہ معرفت عارف کی خود شناسی کی چوٹی پر ہے، چونکہ امامِ آلِ محمدؐ مظہرِ نورِ الٰہی ہے لہٰذا امامِ زمانؑ کی معرفت خدا کی معرفت ہے۔

خطیرۂ قدس = جنّت کا ہر ہر معجزہ تجلّیاتی ہے مثال کے طور پر وہاں کتابِ مکنون ایک غالب تاویلی معجزہ ہے، جس میں قرآنِ کریم کے تمام اسرار = بھید جمع ہیں، اسکی ہر تجلّی سے امامِ زمان (روحی فداہٗ) آپ کو ایک قرآنی بھید بتاتا ہے، نہ تو تجلّیات کا سرچشمہ بند ہو جاتا ہے اور نہ ہی اسرارِ قرآنِ کریم ختم ہو جاتے ہیں۔

کتابِ مکنون (۵۶: ۷۷۔ ۷۹) کتابِ مکنون کے اور بھی بہت سے اسماء ہیں اور ہر اسم میں بہت سی معنوی تجلّیات ہیں، الحمدُ للہِ ربِّ العٰلمین۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

جمعہ ۲۱، دسمبر ۲۰۰۱ء

حظیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط - ۱۸

حضرتِ مولانا امام سلطان محمّد شاہ صلوات اللہ علیہ کا پُرحکمت فرمان ہے: " ہم علیؑ اور نبیؐ دونوں کے نور ہیں"۔ امامِ عالی مقام کا یہ جامعُ الجوامع ارشاد آیاتِ نور کی ایک حکیمانہ تفسیر ہے، اس میں امامِ زمان کے عاشقوں کے لئے حظیرۃ قدس = جنّت کی بُشارت ہے، کیونکہ امامِ زمان علیہ السلام اللہ کا زندہ اسمِ اعظم اور زندہ بہشت ہے۔

جو مومنین و مومنات اپنے امامِ وقت کو علم الیقین کی روشنی میں پہچانتے ہیں وہ بڑے مبارک ہیں، اگرچہ عینُ الیقین اور حقُ الیقین کے مراحل ہنوز طے نہیں ہوئے ہیں، تاہم مولائے مہربان کارساز اور بندہ نواز ہے اور اس کے پاس حدودِ دین کا وسیلہ بھی ہے، اور وہ مسبّبُ الاسباب ہے، آمین!

ارشادِ قرآنی کے مطابق ہر امام کے زمانے میں ایک مخفی = روحانی قیامت برپا ہوتی ہے، جو سب لوگوں کے لئے باعثِ رحمت ہے، کیونکہ امام اوّل متّقین کے لئے ہے، اور دُوم تمام لوگوں کے لئے۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

جمعہ، ۲۱، دسمبر ۲۰۰۱ء

خطیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۱۹

حضرتِ رحمان نے بوسیلۂ اسمِ اعظم قرآنِ حکیم کی باطنی و نورانی تعلیم دی اور اسی ذریعے سے اس نے ہر انسانِ کامل کو بعد از جسمانی تخلیق و تکمیل رُوحاً و عقلاً پیدا کیا، اور علم البیان و علمِ تاویل سکھایا، خطیرۂ قدس میں شمس و قمر ایک ہیں اس لئے ان کا طلوع و غروب اور گردش کا ایک ہی حساب ہے، وہاں نجوم (تارے) اور درخت ایک ساتھ سجدہ ریز ہو جاتے ہیں، خدا ہی نے عالمِ شخصی کی زمین سے آسمان کو الگ کر کے بلند کیا، اور علم و حکمت کی میزان خطیرۂ قدس کے آسمان ہی میں قائم کر دی تاکہ تم یہاں تک پہنچ جانے کے بعد ہی حقائق و معارف کو ٹھیک ٹھیک تول سکو۔

قرآنِ حکیم کی ہر آیت میں حکمتِ بالغہ، یعنی خطیرۂ قدس تک پہنچ جانے والی حکمت ہے، پس مضامینِ قرآن گویا خطیرۂ قدس و جنّت کے چشموں سے آئی ہوئی نہریں ہیں، یا اس بہشت کے قابلِ تعریف اور پُرسکون لمبے لمبے سائے و ظلِّ ممدود (۵۶ : ۳۰) ہیں، مثلاً توبہ، رجوع، لقاءاللہ، دیدار، کلام، اشارہ، صورتِ رحمان کا سرِّ اعظم، فنافی اللہ، انبیاء علیہم السّلام کی معراجوں کے اسرار، نورِ محمّدی و قلم، نورِ علی و لوح، الغرض تمام اسرار اسی عرفانی جنّت و خطیرۂ قدس میں ہیں۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (الیس۔ آئی)

سینیچر، ۲۲، دسمبر ۲۰۰۱ء

خَطِیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت

قِسط۔ ۲۰

صحیحِ بُخاری جلدِ سوم کتابُ الرّقاق باب ۸۵۶
میں یہ حدیثِ شریف ہے:

یَدخُلُ الجَنَّۃَ سَبعُونَ اَلفاً بِغَیرِ حِسَابٍ۔

ترجمہ: جنّت میں ستّر ہزار بلا حساب داخل ہوں گے۔

ہر زمانے کا امامِ آلِ محمدؐ وارثِ علیؑ بحکمِ خدا (۱۷:۷۱) عالمِ شخصی میں ایک مخفی اور روحانی قیامت برپا کرتا ہے، جس میں دُنیا بھر کے تمام لوگوں کا روحانی حشر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ان سب میں سے ستّر ہزار خاص ایمانی روحوں کو فرشتہ بناتا ہے، یہی ستّر ہزار فرشتے بیتُ المعمور کی زیارت کرتے ہیں جو حظیرۂ قُدس کے آسمان میں ہے اور وہ مرتبۂ امامِ زمان علیہ السّلام ہے، یعنی امامِ زمانؑ کا نور ہی بیتُ المعمور یعنی خدا کا وہ گھر ہے جس میں خدا کا دیدار اور اس کے جملہ خزائن ہیں ان ستّر ہزار فرشتوں میں سے ہر فرشتہ ایک عالمِ شخصی بھی ہے اور ایک روحانی کائنات بھی، ان تصوّرات میں خوب غور کرنے کی ضرورت ہے۔

سوال: جو حقیقت قرآنِ پاک میں ہے، وہی حدیثِ شریف میں بھی ہے، پس وہ آیت کونسی ہے، جس میں یہ ذکر ہے کہ خدا کی رحمت سے بعض لوگ

حساب کے بغیر بھی بہشت میں داخل ہو سکتے ہیں؟

جواب: اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (۳:۳۷)

ترجمہ: اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے (یعنی خدا جسے چاہتا ہے روحانی قیامت کی سختی کے بغیر حظیرۂ قدس کی بے شمار نعمتیں عطا فرماتا ہے) یہاں حساب سے روحانی قیامت کی سختی مراد ہے، یہ قصہ مریم سلام اللہ علیہا کا ہے کہ اس کے پاس علمِ لدُنّی آ رہا تھا حالانکہ وہ روحانی قیامت کی سختی سے ہنوز نہیں گزری تھیں نیز دیکھو (۳ : ۲۷) (۲ : ۲۱۲)۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (الیس۔ آئی)
سنیچر ۲۲، دسمبر ۲۰۰۱ء

خَطِیرۃُ القُدُس عالَمِ شخصی کی بہشت

قِسط ۔ ۲۱

مذکورۂ بالا بہشت دو مقام پر ہے، اوّل جبینِ مبارک امامِ مبینؑ دُوم کائنات گیر کُرسی کا دائرۂ اعظم = نفسِ کُلّی جو امامِ مُبین کا نورِ مُحیط ہے، اس کے ساتھ ساتھ یہ حقیقت بھی ہے کہ اگر تم امامِ زمانؑ میں فنا ہو جاتے ہو جیسا کہ فنا ہو جانے کا حق ہے تو خدا کی قسم تمہاری باسعادت جبین میں بھی نورِ امامِ مبین طلوع ہو کر ہر طرح سے خطیرۂ قدس کا منظر ہوگا، اور وہ سارے معجزات ہوں گے جن کا ذکر ان قسطوں میں ہو چکا ہے، اس حقیقت پر بہت سی قرآنی شہادتیں پیش کی جا سکتی ہیں، لیکن مجھے یقین ہے کہ میرے عزیزان اس حقیقت کو جان چکے ہیں ان کو حُجّتِ قائم کی اعلیٰ رُوحانی تعلیمات یاد ہیں، اعنی حضرتِ مولانا امام سلطان محمد شاہؑ (روحی فداہ) کے ارشادات جو رُوحانی ترقی سے متعلق ہیں۔

حُجّتِ قائم نے بڑے رازدارانہ طریق سے فرمایا ہے کہ تم زندگی ہی میں روح کو بدن سے ایک بار باہر نکال کر تجربہ کرو، یہ بات ہرگز معمولی نہیں، یہ تو رُوحانی قیامت اور منزلِ عزرائیلی ہی کا پُرحکمت قصہ ہے، ایک اور ارشاد میں یہ مفہوم ہے کہ کوئی بھی مومن جیتے جی اپنے امام سے واصل نہیں ہو سکتا مگر مر جانے کے بعد، اس کا واضح مطلب یہ ہُوا کہ جو مومن جیتے جی عارفانہ موت سے مرجاتا ہے وہ خطیرۂ قدس = احاطۂ نورِ امامِ مبین سے واصل ہو جاتا ہے۔ الحمدُ للہِ ربّ العٰلمین۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

اتوار ۲۳، دسمبر ۲۰۰۱ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۲۲

سورۂ بُرُوج (۸۵: ۲۱-۲۲) میں ارشاد ہے: بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ۔ ترجمہ: بلکہ وہ قرآنِ مجید ہے (بلند مرتبہ قرآن ہے) اُس لوح میں (نقش ہے) جو محفوظ ہے۔ رسولِ اکرمؐ کے علم و حکمت کا باب (دروازہ) کون تھا؟ جواب: مولا علیؑ۔ پس یہ مولا علیؑ ہی کا ارشاد ہے: اَنَا اللَّوْحُ الْمَحْفُوظُ یعنی میں لوحِ محفوظ ہوں (کوکب دُرّی) یقیناً آنحضرتؐ کا نور قلم اور علیؑ کا نور لوحِ محفوظ ہے۔ پس امامِ مبین کا نور لَوحِ محفوظ ہے جس میں قرآنِ مجید ثبت ہے۔

سورۂ قٓ (۵۰: ۱) میں ارشاد ہے: قٓ۔ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ۔ قسم ہے قلم کی اور لَوحِ محفوظ۔ قرآنِ مجید کی، یعنی نورِ محمدؐ اور نورِ علیؑ کی قسم ہے۔ اس کے بعد جو ارشاد ہے، وہ جوابِ قسم ہے، پس قرآن کی تاویلی حکمت محمدؐ و علیؑ کے نور کی اس معرفت میں ہے، جو حظیرۂ قدس کے خزانوں میں ہے۔

سُورۂ طور (۵۲: ۱-۷) میں ارشاد ہے: ترجمہ اور حکمت: قسم ہے طُور (کوہِ عقل) کی اور کتابِ مَسْطُور (یعنی ذراتِ لطیف پر لکھی ہوئی کتاب) کی اور بیت المعمور (آباد گھر) کی اور اونچی چھت (حظیرۂ قدس) کی اور بھرا ہُوا سمندر (یعنی بحرِ علم جس پر عرشِ اعلیٰ ہوتا ہے) کی قسم ہے کہ تیرے ربّ کا عذاب ضرور واقع ہونیوالا ہے (یعنی روحانی قیامت جسکے ابتدائی مراحل میں سخت تکلیف ہے)۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

پیر ۲۴، دسمبر ۲۰۰۱ء

حظیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۲۳

سُورۂ بقرہ کے آغاز ہی (۲: ۱-۲) میں ارشاد ہے: الٓمّٓ، ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ، هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ ترجمہ: وہ کتاب (ایسی ہے کہ) اُس میں کوئی شک ہی نہیں، (یعنی اُس میں یقین ہی یقین ہے) ہدایت ہے پرہیزگاروں کیلئے۔

مولا علی علیہ السّلام مؤوّلِ قرآن نے فرمایا: اَنَا ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ یعنی میں وہ کتابِ ناطق ہوں جس میں کوئی شک نہیں (۴۵ : ۲۹) اس میں متقین کے لئے روشن ہدایت ہے۔

حضرتِ مولانا علی صلوات اللہ علیہ نے فرمایا: اَنَا خَازِنُ عِلْمِ اللّٰهِ۔ یعنی میں ہوں علمِ الٰہی کا خزانہ دار، یعنی قرآنِ حکیم کے علم و حکمت کا خزانہ میرے پاس ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مولا خزانہ بھی ہے اور خزانہ دار بھی ہے۔

اے عزیزان آپ جان و دل اور عشق و محبّت سے مولا علی علیہ السلام کے پُرحکمت ارشادات کو پڑھیں اور مطالب کو یاد کریں، تاکہ قرآنی حکمت کے سمجھنے میں اس طریق کار سے مدد ملے، کیونکہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے، قرآنِ عزیز بھی حکیم ہے، اور مولائے پاک بھی حکیم ہے۔

مولا علیؑ کے ارشادات کے لئے کوکبِ دُرّی میں دیکھیں۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (الیس۔ آئی)

پیر ۲۴، دسمبر ۲۰۰۱ء

خطیرۃُ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۲۴

سُورۂ مُطفِفِین (۸۳: ۱۸-۲۱) میں ارشاد ہے: کَلَّآ اِنَّ کِتٰبَ الۡاَبۡرَارِ لَفِیۡ عِلِّیِّیۡنَ وَمَآ اَدۡرٰکَ مَا عِلِّیُّوۡنَ کِتٰبٌ مَّرۡقُوۡمٌ یَّشۡھَدُہُ الۡمُقَرَّبُوۡنَ۔ ترجمہ: ہرگز نہیں، بیشک نیک آدمیوں کا نامۂ اعمال عالی مرتبہ ہستیوں کے دفتر (کتاب) میں ہے اور تمہیں کیا خبر کر کیا ہے وہ عالی مرتبہ ہستیوں کا دفتر؟ ایک لکھی ہُوئی کتاب، جس کو مقرّب لوگ چشمِ بصیرت سے دیکھ سکتے ہیں (یعنی وہ خطیرۂ قدس ہے) جو عقلِ کُلّ، نفسِ کُلّ، ناطق، اساس اور امامِ مبین کے انوار کی وحدت کا مقامِ اعلیٰ ہے، یہی خطیرۂ قدس ہے، جو عالمِ شخصی کی بہشت ہے، مقرّبین = عارفین، جس کا مشاہدہ کر کے کامل معرفت حاصل کرتے ہیں، یہ ہے خطیرۂ قدس کی ایک خاص تعریف، یہ فضل و کرم اللہ تعالیٰ ہی کا ہے وہ جسے چاہے عطا کرتا ہے۔

سوال: کیا روحانی قیامت کے شروع شروع میں تجربۂ عذاب بھی ہے؟ جواب: جی ہاں۔

سوال: ایسا کیوں ہے؟

جواب: اس میں بہت بڑی حکمت اور بہت بڑی مصلحت ہے، یہ بہت بڑی قربانی ہے، بہت ہی بڑی قربانی، اور باطنی شہادت بھی۔

سُورۂ مریم (۱۹ : ۷۱) وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا۔

ترجمہ: تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو جہنم پر وارد نہ ہو، یہ تو ایک طے شدہ بات ہے جسے پورا کرنا تیرے ربّ کا ذمّہ ہے۔ (پھر ہم اُن لوگوں کو بچالیں گے جو دنیا میں متّقی تھے اور ظالموں کو اسی میں گِرا ہوا چھوڑ دیں گے)۔

عقلِ کُل، نفسِ کُل، ناطق، اساس اور امامِ مبین کے انوار کی وحدت کا مقام سُبحان اللہ!

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (الیس۔آئی)

منگل ۲۵، دسمبر ۲۰۰۱ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۲۵

عالمِ شخصی کی مذکورہ بہشت کائناتی بہشت کے ساتھ مربوط ہے، جس کو حاصل کرنے میں سبقت کا حکم دیا گیا ہے (۵۷: ۲۱) اور (۳: ۱۳۳) یہ عالمی اور کائناتی سبقت انتہائی مشکل عمل ہے، جس کی تفصیلات ہم بیان نہیں کر سکتے ہیں، الغرض جو مُتّقی لوگ تمام شُروط کے مطابق عالمِ شخصی اور کائناتی بہشت کے حصول میں سبقت کریں گے، تو جنّت بحقیقت انہی کو عطا ہوگی، تاہم سلاطینِ بہشت کی سلطنت لوگوں کے بغیر ممکن نہیں لہٰذا سب لوگ بہشت میں داخل کئے جائیں گے، کیونکہ امامِ آلِ مُحمّد علیٰ زمان امام المتقین بھی ہے اور امامُ النّاس بھی ہے، الحمدُ للّٰہِ ربّ العٰلمین۔

آپ قرآنِ حکیم میں سبقت کے مضمون کو اچھی طرح سے پڑھ لیں اور سابقون ہی مقرّب لوگ ہوتے ہیں (۵۶: ۱۰-۱۱) اس حکمت کو بھی سمجھ لیں۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
منگل ۲۵، دسمبر ۲۰۰۱ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۲۶

سورۂ نمل (۲۷: ۶۵-۶۶) قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ بَلِ ادّٰرَکَ عِلْمُھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ، بَلْ ھُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْھَا، بَلْ ھُمْ مِّنْھَا عَمُوْنَ۔

ترجمہ: ان سے کہو، اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا، اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ کب مبعوث کئے جائیں گے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ آخرت کے بارے میں ان کے علم کا خاتمہ ہوگیا ہے، بلکہ اس کی طرف سے شک میں پڑے ہیں، بلکہ سچ یہ ہے کہ اس سے یہ لوگ اندھے بنے ہوئے ہیں۔

اگر علمِ قیامت اور علمِ آخرت کسی بھی وسیلے سے ممکن الحصول نہ ہوتا تو یہاں بعض لوگوں پر یہ اعتراض نہ ہوتا مگر ظاہر ہے کہ یہ کام غیر ممکن نہیں بلکہ ممکن ہے، پس اہلِ دانش پر واجب ہے کہ وہ امامِ زمان صلوات اللہ علیہ کی خصوصی ہدایت کی روشنی میں عالمِ شخصی میں داخل ہو جانے کے لئے سخت ریاضت کریں تاکہ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ نفسانی موت اور روحانی قیامت کا دروازہ ان کے لئے مفتوح ہو جائے اور قیامت و آخرت کا علم ان کو حاصل ہو۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

بدھ ۲۶، دسمبر ۲۰۰۱ء

حظیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۲۷

قسط ۲۶ کو بار بار پڑھیں تاکہ آپ کو علم القیامت اور علم الآخرت کی اہمیت کی خبر ہو، قرآنِ پاک نے عُمُونٌ (اندھے) کے لفظ میں باطنی اندھاپن کی مذمت برائے مذمت نہیں کی بلکہ یہ برائے عبرت و ہدایت ہے تاکہ عقل والے قرآنی حکمت سے فائدہ حاصل کریں، یہی مقصد ہر اُس آیت کا ہے، جس میں باطنی نابینائی کی مذمت کی گئی ہے، جیسے سورۂ بنی اسرائیل (۱۷: ۷۲) میں ارشاد ہے: وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا۔ ترجمہ: اور جو شخص اس دنیا میں اندھا بن کر رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا بلکہ راستہ پانے میں اندھے سے بھی زیادہ ناکام۔

قرآنِ حکیم طبیبِ لاہوتی کا شفاخانہ ہے جس میں عالمِ ناسوت کے ہر باطنی مریض کے لئے شفائے کُلّی کا انتظام ہے لہٰذا ہر ہوشمند انسان کو قرآنی حکمت سے فائدہ اُٹھانے کی سخت ضرورت ہے، جس طرح ظاہر میں اگر ایک بیماری کا بروقت علاج نہ کیا گیا تو دوسری بیماری بھی ہو سکتی ہے، یہی مثال باطن میں بھی ہے۔

اے عزیزان ذکر و عبادت، گریہ وزاری اور علم و حکمت ہی سے روحانی زندگی مُیسّر ہو سکتی ہے، اللہ تعالیٰ سب کو نیک توفیق عطا فرمائے، آمین!

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

بدھ ۲۶، دسمبر ۲۰۰۱ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۲۸

حضرتِ مولانا امام سلطان محمد شاہ (رح ق) صلوات اللہ علیہ کے پاک ارشادات میں ہے: جہاں (باطنی) دیدار ہے وہاں ہی بہشت ہے (کلامِ امامِ مبین حصۂ اوّل۔ منجیوڑی۔ ۲۵-۱۲-۱۸۹۳)۔

تم نورانی بدن کے لباس میں ملبوس ہوکر بہشت میں جاؤ گے (کلامِ امامِ مُبین حصۂ اوّل، منجیوڑی۔ ۲۸-۱۲-۱۸۹۳)۔

نورانی بدن = جسمِ لطیف = لَبُوسٍ (۲۱: ۸۰) سرابیل (۱۶: ۸۱) جُثّۂ ابداعیہ۔

حدیثِ شریف ہے: رُوحُ المؤمنِ بعد الموتِ فی قالبٍ کقالبہٖ فی الدُّنیا۔ مومن کی روح بعد از موت ایک قالب (نورانی بدن) میں رکھی جاتی ہے جو اُسی صورت کا ہوتا ہے جیسے دنیا میں اس کا قالب (بدن) تھا صرف فرق یہ ہوتا ہے کہ دنیا میں قالب کثیف تھا مگر یہ جدید بدن لطیف اور نورانی ہوتا ہے (ہزار حکمت، قالب، ح: ۶۷۲)۔

سوال: جو مومن جیتے جی مرکر زندہ ہو جاتا ہے، اس کی روح جسمِ لطیف میں ہوتی ہے یا جسمِ کثیف میں؟ جواب: دونوں میں ہوتی ہے، یعنی بہشت میں بھی ہوتی ہے اور دنیا میں بھی، الحمدُ للہِ ربِّ العٰلمین۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (الیس۔ آئی)

جمعرات ۲۷، دسمبر ۲۰۰۱ء

حظیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۲۹

سورۂ رعد (۱۳: ۱۲) میں ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ۔ ترجمہ: وہی ہے جو تمہیں برق (جُثّۂ اِبداعیہ = نورانی بدن) دکھاتا ہے، جس سے تم ڈرتے بھی ہو، اور تم کو طمع بھی ہوتی ہے (کہ تم اس میں منتقل ہو جاؤ) وہی ہے جو پانی سے لدے ہوئے بادل اُٹھاتا ہے۔

آفاق و انفس کے معجزات ظاہری بھی ہیں اور باطنی بھی، اور جتنے ظاہری ہیں ان میں سب سے زبردست معجزہ برقی بدن = نورانی بدن = جُثّۂ ابداعیہ ہے، جی ہاں عارف کے لئے یہاں بھی جیتے جی ایک پُرحکمت موت ہے، مگر منزلِ عزرائیلی کی موت کی طرح نہیں، بلکہ یہ صرف ایک خوف یا رعب کی کیفیت میں ہے، کیونکہ یہ امامِ زمانؑ کا نورانی دیدار ہے۔

حدیثِ شریف کے حوالے سے بار بار اس حقیقت کا ذکر ہو چکا ہے، کہ قرآنِ حکیم کی ہر آیت کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن، اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ قرآنِ پاک کے ہر قصّے کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے، اور یقیناً قصۂ موسیٰؑ بھی اسی قانونِ ظاہر و باطن کے مطابق ہے، اور آیت کے باطن سے تاویلی حکمت مراد ہے، اب آپ کو ایک سچے عاشقِ مولا کی حیثیت سے اس بات کا پختہ یقین آئے گا کہ قرآنِ حکیم

کی تاویل حضرتِ مولانا علی صلوات اللہ علیہ کے پاک ارشادات سے شروع ہو کر سلسلۂ نورِ امامت کے ساتھ ساتھ جاری و ساری رہی ہے، کیونکہ یہ بات قانونِ رحمتِ الٰہی سے بعید ہے کہ دنیا میں قرآن بھی ہو اور سلسلۂ نور بھی ہو مگر قرآنی حکمت غائب ہو جائے یہ بات ہرگز نہیں ہے بلکہ جس طرح دنیا میں اللہ کی کتاب اور اللہ کا نور موجود ہے اسی طرح قرآن کی حکمت بھی عاشقوں کو حاصل ہوتی رہتی ہے۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

جمعہ ۲۸، دسمبر ۲۰۰۱ء

حَظِیرۃُ القُدُس عالَمِ شخصی کی بہشت

قِسط۔ ۳۰

اِنَّ لِلقُرآنِ ظَھراً وَبطناً وَلِبطنِہٖ بَطناً اِلیٰ سَبعَۃِ اَبطُنٍ۔ ترجمہ: یقیناً قرآن کا ایک ظاہر ہے، اور ایک باطن، اور باطن کا بھی باطن ہے سات بواطن تک (کتابِ احادیثِ مثنوی از بدیع الزّمان فروزانفر اُستادِ دانشگاہِ تہران)۔

سُورۂ بقرہ (۲: ۵۵-۵۶) میں خوب غور سے دیکھیں، یہ لوگ حدودِ دین یا صفِ اوّل کے مومنین تھے لہٰذا یہ جیتے جی معجزاتی موت سے مر کر زندہ ہوگئے تھے اور یہ مظہرِ نورِ خدا = امامِ مُبین کا معجزہ تھا، حُصُولِ معرفت کی غرض سے جس کو دیکھنا ضروری ہے، اور یہ حقیقت وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (اور تم دیکھتے تھے) سے ظاہر ہو جاتی ہے، اگر ان کی موت عرفانی نہ ہوتی، ظاہری اور جسمانی ہوتی، تو وہ کچھ بھی نہیں دیکھ سکتے، کیونکہ حادثاتی موت میں آدمی کے دل و دماغ کا چراغ فوراً ہی گُل ہو جاتا ہے، جیسے منزلِ عزرائیلی میں مومن کی رُوح بار بار قبض کی جاتی ہے مگر سالک بیہوش نہیں ہوتا، بلکہ وہ حضرتِ عزرائیل کے ذکرِ اسمِ اعظم کو اور حضرتِ اسرافیل کی آوازِ صور کو نیز عالمِ ذرّ کی تسبیحات کو سنتا رہتا ہے، اور یہ بھی دیکھ رہا ہوتا ہے کہ رُوح کائنات میں پھیلائی جا رہی ہے، وغیرہ، حالانکہ اس کی رُوح کا صرف نچلا سِرا دماغ میں باقی

رہ کر اس کے لئے شعور کا کام کر رہا ہوتا ہے، تو یہ بڑی عجیب بات ہے کہ یہاں بھی حیات و ممات کا ایک سنگم ہے، جس میں بھید ہی بھید ہیں۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔آئیؔ)

جمعہ ۲۸، دسمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۳۱

یہ حدیثِ شریف، گنجینۂ جواہرِ احادیث، ص ۶۶ پر ہے: اِنَّ فَاطِمَةَ وَعَلِيًّا وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فِي حَظِيرَةِ الْقُدُسِ فِي قُبَّةٍ بَيْضَاءَ سَقْفُهَا عَرْشُ الرَّحْمٰنِ۔

ترجمہ: یقیناً فاطمہؑ اور علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ علیہم السّلام حظیرۂ قدس = جنّت کے ایک ایسے سفید قُبّہ (گنبد) میں ہوں گے جس کی چھت عرشِ رحمان ہے۔

ہم مذکورہ کتابِ مُستطاب کے ترجمۂ اردو کے لئے بھی درخواست کرتے ہیں، اس ایمان افروز اور روح پرور کتاب کے ص۲ پر صاحبِ جوامعُ الکلِم کا یہ ارشادِ مبارک بھی ہے: یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ = اے علی مجھ سے تم کو وہ نورانی منزلت حاصل ہے، جو موسیٰ سے ہارون کو حاصل تھی، مگر یہ ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے۔ اس حکمتِ بالغہ کی رُو سے حضرتِ امام ھارون وزیرِ موسیٰ کے تمام ظاہری و باطنی اوصاف و کمالات مولا علیؑ سے بھی متعلق ہو جاتے ہیں۔

قرآنِ حکیم میں ۱۳۶ دفعہ حضرتِ موسیٰؑ کا نام ہے اور ۲۰ دفعہ حضرتِ مولانا

ھارونؑ کا نام ہے، پس اسمِ موسیٰؑ اور اسمِ ھارونؑ محمدؐ و علیؑ کے نور کی آئینہ داری کرتے ہیں اور ہر دانا مومن کو حکمت کے اِس عجیب وغریب پُل کو عبور کر کے علم وحکمت کے عجائب وغرائب کا نظّارہ کرنا چاہیئے، ہم انشاءاللہ اِس پُرحکمت عمل کی کوئی مثال پیش کریں گے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔آئیؔ)

سنیچر ۲۹، دسمبر ۲۰۰۱ء

حَظِیرَۃُ القُدُس عالمِ شخصی کی بہشت

قِسط۔ ۳۲

سُورۂ اَنبیاء (۲۱ : ۴۸) میں ارشاد ہے:

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِیَاۤءً وَّذِکْرًا لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ ترجمہ: پہلے ہم موسیٰؑ اور ہارونؑ کو فرقان = معجزہ = توراۃ، اور نور، اور ذکر = اسمِ اعظم عطا کر چکے ہیں۔

سَیِّدُ الاَنبیاءِ وَالمُرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ارشادِ مبارک کی روشنی میں دیکھا جائے تو اس آیۂ کریمہ میں کئی عظیم اساسی حکمتیں ہیں، یعنی موسیٰؑ اور ہارونؑ رسولِ اکرمؐ اور مولا علیؑ کی مثال ہیں، اور متّقی لوگ وہاں بھی ہیں اور یہاں بھی، اور عجیب و غریب حکمت تو یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ پیغمبر اور امام کو جو فرقان = معجزہ، نور، اور ذکر = اسمِ اعظم عطا فرماتا ہے، وہ متّقین کے لئے ہے۔

پس ہر مومن کی دانائی اس بات میں ہے، کہ وہ موسیٰ اور ہارون کے قصّے میں محمدؐ و علیؑ کے اسرار کے لئے تلاش کرے، انشاء اللہ کامیابی ہوگی، اور حدیثِ مماثلتِ ہارونی کا مقصد یہی ہے، اور یہاں یہ سوال ہونا چاہئے کہ حدیثِ منزلت میں جس طرح لفظِ منزلت آیا ہے، اس کا اشارۂ حکمت کیا ہے؟ جواب: منزلت دراصل منزل سے ہے، یعنی جائے

نزول یا اُترنے کی جگہ، کیونکہ اللہ سے جو وحی موسیٰؑ پر نازل ہوتی تھی، اسکی روحانی اور نورانی تاویل براہِ راست یا بالواسطہ ہارونؑ پر نازل ہوتی تھی، لہٰذا موسیٰؑ سے ہارونؑ کو نورانی تاویل کی منزلت حاصل تھی، اور بحکمِ حدیثِ نبوی نورانی تاویل کی یہی منزلت آنحضرتؐ سے مولا علیؑ کو حاصل تھی، اسی نورانی تاویل کے حامل ہونے کے معنی میں مولا علیؑ قرآنِ ناطق = نور برائے کتاب (۵ : ۱۵) اور صاحبِ تاویل ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
سنیچر ۲۹، دسمبر ۲۰۰۱ء

حظیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۳۳

سوال: کیا آپ ذوالقرنین کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں؟

جواب: اِن شاءاللہ، میں امامِ آلِ محمد صلوات اللہ علیہ کی یاری سے چند حکمتیں بیان کر سکتا ہوں، اوّل یہ ہے کہ ذوالقرنین دنیا کا کوئی بادشاہ ہرگز نہیں بلکہ یہ حضرتِ امام علیہ السلام ہی ہے، جیسے مولا علی قرآنِ ناطقؑ نے فرمایا: اَنَا ذُوالْقَرْنَیْنِ۔ یعنی میں ذوالقرنین ہوں (کوکبِ دُرّی، بابِ سوم، منقبت۔ ۴) ذُوالقرنین کے لفظی معنی ہیں دو سینگوں والا، اس سے ناقورِ قیامت مراد ہے جو آواز کے دو حصّوں پر مبنی ہے چونکہ دین کی ہر بڑی چیز دو دریاؤں کے سنگم کے اصول پر ہے، لہٰذا صورِ قیامت بھی اسی طرح سے ہے، پس ذوالقرنین سے صاحبِ صورِ قیامت = امام مراد ہے، ذوالقرنین کا سفر عالمِ شخصی میں تھا مگر وہ اکیلا نہ تھا، بلکہ کسی مومنِ سالک = عارف کی رہنمائی فرما رہا تھا۔

قصّۂ ذوالقرنین کے آغاز (۱۸: ۸۴) میں ارشاد ہے: اِنَّا مَکَّنَّا لَہٗ فِی الْاَرْضِ وَاٰتَیْنٰہُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا۔

ترجمہ: ہم نے اس کو زمینِ عالمِ شخصی میں اقتدار عطا کر رکھا تھا، اور اسے ہر قسم کے اسباب و وسائل بخشے تھے یہ یقیناً کُلیّۂ امامِ مُبِین کی ایک

تفسیر ہے نہ کہ یہ کسی دُنیوی بادشاہ کی تعریف ہے۔

پس ذوالقرنین یعنی حضرتِ امام علیہ السّلام نے سالک ِ عارف کو حظیرۂ قدس تک رہنمائی فرمائی اور اسی مقام پر منزلِ مقصود تھی، چونکہ یہاں اسرار ہی اسرار بھی ہیں اور حجابات ہی حجابات بھی اس لئے فرمایا گیا کہ وہ پہلے مغرب میں گیا اور دیکھا کہ سورج ایک کالے پانی میں غروب ہوتا تھا، یہ سخت حجاب اور زبردست امتحان نہیں تو اور پھر کیا ہے؟

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
اتوار ۳۰، دسمبر ۲۰۰۱ء

خَطِیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت

قِسط۔ ۳۴

اَلمُستَدرَک جلدِ سوم ص ۱۳۳ پر یہ حدیثِ شریف ہے، رسولِ پاکؐ نے فرمایا: یَا علی اِنَّ لَکَ کَنزاً فِی الْجَنّۃِ وَاِنَّکَ ذُوقَرنَیْھا ترجمہ: اے علی تمہارے لئے جنّت میں ایک (عظیم) خزانہ ہے، اور یقیناً تم اس (جنّت) کا ذوالقرنین ہو۔ یہ کنز خطیرۂ قدس = جنّت = کُلّیّۂ اِمامِ مُبین (۱۲:۳۶) کا خزانہ ہے۔

قصّۂ ذوالقرنین میں جس مغرب و مشرق کا ذکر ہے وہ سیّارۂ زمین کے شرق و غرب نہیں ہیں، وہ تو خطیرۂ قُدس، یعنی عالمِ شخصی کی جنّت ہے جس میں ایک ہی مقام مشرق و مغرب بھی ہے اور جمع و واحد بھی ہے، وہاں دُنیا کا سورج ہرگز نہیں بلکہ وہ نورِ ازل ہی ہے جس میں ہر ہر روشن چیز کی نمائندگی ہے یعنی وہ شمس بھی ہے، قمر بھی، نجم بھی ہے، انجم بھی، نور بھی ہے، انوار بھی، اور اس کے صدہا اسماء ہیں، الغرض ذوالقرنین سے امامِ مبین مراد ہے، اور ذوالقرنین کا مطلب صاحبِ ناقور ہے۔

ناقور یا صُورِ قیامت کے بارے میں ایک اعرابی نے آنحضورؐ سے پوچھا کہ یا حضرت صُور کیا چیز ہے؟ رسولِ پاکؐ نے فرمایا کہ وہ ایک قرن (سینگ) ہے یعنی وہ سینگ جس میں پھونکنے سے ایک زوردار آواز نکلتی

ہے، قرآن (۲۹ : ۶۸) میں دیکھیں کہ صُور دو دفعہ پھُونکا جاتا ہے، پس یہ گویا دو قرنِ (قَرنَین) دو سینگ ہیں، میں نے قرآنِ حکیم کے حوالے سے ہر خاص اور عظیم چیز کے سنگم کا بار بار ذکر کیا ہے، کیونکہ ذاتِ سُبحان کے سوا ہر چیز کا جوڑا ہوتا ہے (۳۶ : ۳۶)۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
اتوار ۳۰، دسمبر ۲۰۰۱ء

IISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خَطِیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت

قِسط ۔ ۳۵

کتاب کوکبِ دُرّی، بابِ سوم، منقبت ۸۱ میں حضرتِ امیرالمومنین علی قرآنِ ناطق علیہ السّلام کا ارشادِ مبارک ہے: اَنَا ذُوالقَرنَینِ ھٰذِہِ الاُمَّۃِ، یعنی میں اِس اُمّت کا ذوالقرنین ہوں۔ اَنَا الَّذِی اَنفُخُ فِی النَّاقُورِ، یعنی میں وہ شخص ہوں کہ روحانی اور عرفانی قیامت کو برپا کرتے وقت صُور پھونکتا ہوں اور عالمِ شخصی کی مخفی روحانی قیامت برپا کرتا ہوں (منقبت ۸۲)۔

مذکورہ کتاب کے بابِ دُوُم، منقبت ۶۷ میں ارشادِ رسُولِ اکرم صلعم ہے: یَاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ مِنکُم مَن یُقَاتِلُ عَلٰی تَاوِیلِ القُراٰنِ کَمَا قَاتَلتُ عَلٰی تَنزِیلِہٖ فَقُلنَا مَن ھُوَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ، فَقَالَ ذَاکَ خَاصِفُ النَّعلِ۔

ترجمہ: اے لوگو! تم میں سے ایک شخص ہے کہ وہ تاویلِ قرآن پر جنگ کرے گا، جیسا کہ میں نے تنزیلِ قرآن پر جنگ کی ہے۔

سوال: قرآنی تاویل پر علیٔ زمان کس طرح جنگ کرتا ہے اسکی کوئی خاص مثال کیا ہے؟ جواب: زمانے کا امام علیہ السّلام بحکمِ خدا (۱۷: ۷۱) اپنے حُدودِ دین کے عالمِ شخصی میں ایک مخفی روحانی قیامت

قائم کرتا ہے، یہ روحانی قیامت بھی ہے، تاویلِ قرآن کی جنگ برائے دعوتِ اسلام بھی ہے، اب سب لوگ اِس تاویلی جنگ = قیامت کی زبردستی سے دینِ حق میں داخل ہو جاتے ہیں۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس، آئیؔ)
پیر ۳۱، دسمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حَظِیرۃُ القُدُس عالَمِ شخصی کی بہشت

قِسط ۔ ۳۶

سُنَّتِ الٰہی میں تبدیلی ہرگز ہرگز نہیں، ہاں اُس میں مُسلسل تجدُّد ہے، چُنانچہ کاملین وعارِفین کے لئے مخفی روحانی قیامت کا تجدُّد اللہ کی سُنّت ہے، کیونکہ علم وحکمت اور معرفت کے تمام انمول خزانے حجاباتِ قیامت ہی کے پیچھے پوشیدہ ہیں، لہٰذا مخفی رُوحانی قیامت کا قیام ہر امامِ حق کے زمانے میں بیحد ضروری ہے، جیسا کہ حکیم پیر ناصر خسرو کے دیوان میں ہے:۔

هُوَالاَوّل، هُوَالآخر، هُوَالظّاهِر، هُوَالبَاطن
مُنزّه مَالِکُ المُلکِی که بے پایان حشر دارد

ترجمہ: وہی اوّلین سے اوّل ہے، اور آخرین سے آخر ہے، وہی سب سے آشکار ہے، اور سب سے باطن ہے، وہ ہر چیز سے پاک اور پادشاہی کا ایسا مالک ہے، کہ اس کی پادشاہی میں بے پایان قیامات ہیں۔

بے پایان حشر کا مطلب ہے کہ سلسلۂ قیامات کی نہ تو کوئی ابتداء ہے اور نہ ہی کوئی انتہا، اس کے معنی یہ ہوئے کہ قرآنِ حکیم میں جہاں جہاں قیامت کے برپا ہونے کا ذکر ہے وہ دراصل قیامت کے تجدُّد کا ذکر ہے اور یہ نکتۂ دلپذیر خوب یاد رہے کہ نزولِ قرآن کے بعد جب بھی کسی کامل یا

عارف پر روحانی قیامت آئی تو وہ تاویلِ قرآن کی صورت میں آئی، کیونکہ قیامت کا سب سے عظیم اور ہمہ رس اور ہمہ گیر فائدہ قرآنی تاویل ہے، اور یہ حظیرۂ قدس میں جمع ہے، الحمد للہ۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
منگل، یکم جنوری ۲۰۰۲ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حظیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۳۷

قرآنِ حکیم کی تاویل، مخفی روحانی قیامت کی صورت میں آتی ہے، سورۂ اعراف (۷: ۵۲-۵۳)۔

اللہ تعالیٰ نے حضرتِ یوسف علیہ السّلام کو علمِ تاویل سکھانے کے لئے منتخب کیا تھا، (۱۲: ۶) حضرتِ یوسف امامِ مُستودَع کو علمِ تاویل عالمِ شخصی اور حظیرۂ قدس میں عطا ہوا تھا (۱۲: ۲۱)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے: فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا۔ ترجمہ: ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا کی اور ملکِ عظیم بخش دیا، یعنی عظیم روحانی سلطنت۔ (۴: ۵۴)۔

پس جب تک دنیا میں قرآن اور حکمت ہے تب تک آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ کی روحانی سلطنت (امامت) بھی جاری اور باقی ہے، پس قصّۂ یوسف میں مَلِكُ (بادشاہ) سے امامِ مُستقر مراد ہے، مگر یہ ضروری نہیں کہ وہ ظاہراً مصر ہی میں موجود ہو، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جملہ قرآن میں لفظِ مَلِكُ خدا کے بعد صرف حضرتِ امامؑ ہی کے لئے آیا ہے، اور مذکورہ آیۂ کریمہ کا یہی فیصلہ ہے۔

کتاب ہزار حکمت میں لفظِ تاویل کو دیکھیں: از حکمت ۱۸۴-۲۰۴ یعنی ۲۱ حکمتیں۔

آلِ ابراہیم سے متعلق ایک مختصر اور جامع بیان ہزار حکمت (ح: ۵) میں بھی دیکھ لیں، اور کتابِ دعائم عربی جلدِ اوّل صہ ۲۱ پر بھی، بلکہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ آپ دعائم میں سے کتابُ الولایت کو خوب غور سے پڑھیں۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

بدھ، ۲، جنوری ۲۰۰۲ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حظیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۳۸

امیر المومنین علی ابنِ ابی طالب علیہ السّلام سے یہ روایت منقول ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب آیتِ کریمہ: وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ (۲۶ : ۲۱۴) ترجمہ: اور آپ اپنے قریب ترین کنبہ والوں کو ڈرائیے، نازل ہوئی تو آنحضرت صلعم نے ایک پیالہ دودھ اور بکری کی ایک ران دسترخوان پر رکھ کر خاندانِ بنی عبدالمطلب کو جمع کیا جو چالیس مردوں پر مشتمل تھا، مگر دس نوجوان تو ایسے تھے کہ ان میں سے ہر ایک، میمنہ اکیلا ہی کھا سکتا تھا اور ایک مشک دودھ پی سکتا تھا، پھر بھی ان لوگوں نے خوب پیٹ بھر کر کھایا پیا، اس روز ابولہب بھی ان کے ساتھ تھا، جب خورد و نوش سے فارغ ہو چکے تو رسولِ اکرم صلعم نے ان سب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے بنی عبدالمطلب! میری اطاعت کرو تو تم سب زمین کے بادشاہ اور حکمران بن جاؤ گے، اور میں تم سے پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اب تک پروردگارِ عالم نے دنیا میں جتنے پیغمبر بھیجے ہیں ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک وصی اور وزیر بھائی اور وارث اور ولی مقرر فرمایا تھا تو آج تم میں کون ایسا جوان مرد ہے جو میرا وصی میرا وارث میرا ولی میرا بھائی اور میرا وزیر بنے گا؟ اتنا سُننا تھا کہ سب پر خاموشی چھا گئی، مگر آنحضرت صلعم نے اتمامِ حُجّت کے طور پر ان میں سے ایک ایک کے سامنے

فرداً فرداً یہ دعوت پیش کی لیکن کسی نے آپؐ کی اس دعوت کو قبول نہ کیا اِلّا آنکہ میں باقی رہ گیا تھا اس وقت میں سب سے کم سن تھا مگر جب رسول اللہ صلعم نے میرے سامنے اپنی یہ دعوت پیش کی تو میں نے مؤدبانہ عرض کیا کہ اے پیغمبرِ خداؐ میں آپ کا وصی، وزیر، بھائی، وارث اور ولی بنوں گا آپؐ نے فرمایا کہ ہاں! اے علی تمہیں میرے وصی میرے وزیر میرے بھائیؑ اور میرے ولی ہو۔

جب بنی عبدالمطلب مجلس سے باہر نکلے تو ابولہب نے ان سے کہا کہ تم نے آج جو کچھ دیکھا ہے کیا اس سے تم کو اپنے صاحب محمدؐ کی جادوگری کا ثبوت نہیں ملتا کہ اس نے تمہارے سامنے دسترخوان پر بکری کی ران رکھی اور دودھ کا ایک پیالہ جس سے تم لوگ خوب شکم سیر ہو گئے، پھر کیا تھا وہ سب کے سب ابولہب کی اس بات کو سن کر ٹھٹھا کرنے لگے اور حضرتِ ابوطالب سے کہنے لگے کہ تمہارا بیٹا تم پر مقدم ہو گیا۔ از کتابِ دعائم الاسلام حصہ اوّل ص ۳۱-۳۲۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
جمعرات ۳، جنوری ۲۰۰۲ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۳۹

قسط ۳۸ میں حدیثِ بنی عبد المطلب کا ذکر ہوا، کیا یہ حدیثِ شریف دین کی حقیقی بُنیاد کا حصّہ نہیں ہے؟ جواب: کیوں نہیں، یہ تو عاشقانِ نور کے لئے ایک ایسا چراغِ ہدایت ہے جو کبھی بجھنے والا نہیں ہے، سُبحان اللہ! صاحبِ جوامع الکَلِم کی تعریف و توصیف خدا کے سوا کوئی نہیں کرسکتا، اللہ ہمیں اپنے محبوب رسول صلعم کے کلامِ حکمت نظام سے اور زیادہ حیرت اور عشق نصیب کرے!

اس حدیثِ شریف میں دینِ حق کی اساسی حقیقتیں اپنی جگہ پر ہیں، ساتھ ہی ساتھ یہ ذکر بھی ہے کہ حقیقی اطاعت کے انعام میں بہشت کی بادشاہی ملتی ہے، جس کے بارے میں کئی مقالے لکھے گئے ہیں۔

حقیقی مومنین سے اللہ تعالیٰ نے عالمِ شخصی میں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح اگلے لوگوں کو خلیفہ بنا چکا ہے (۲۴:۵۵) اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو کثیف سے لطیف بنائے گا، یعنی وہ جُثّۂ ابداعیہ میں کائناتی بہشت کے بادشاہوں میں سے ہوں گے، جُثّۂ ابداعیہ کو کائناتی بہشت کی سلطنت حاصل ہے، وہ تمام سیّاروں، ستاروں، اور فضاؤں کی سیاحت کرسکتا ہے، ساتھ ہی ساتھ اس کا

تعلق عالمِ روحانی سے بھی ہے جس کی بہت بڑی اہمیت ہے، اور اصل بہشت تو وہی ہے، اور مضمونِ خلافت میں آپ (۱۶۵:۶) کو ہرگز فراموش نہ کریں، اس میں آپ کو بڑی بشارت اور مبارکبادی ہے۔ آمین آمین!!

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
جمعہ ۴، جنوری ۲۰۰۲ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حَظِیرۃُ القُدُس عالمِ شخصی کی بہشت

قِسط۔ ۴۰

اے برادران وخواھران روحانی! قرآن اور امامِ مبینؑ کے تمام اسرار کا سب سے عظیم خزانہ عالمِ شخصی ہی میں مخفی ہے، اگر آپ عالی ہمّت اور عاشقِ صادق ہیں تو امامِ زمان صلوات اللہ علیہ عالمِ شخصی کی رہنمائی کر سکتا ہے، سب سے پہلے امامِ مبین نے بذریعۂ اسمِ اعظم آدم کو عالمِ شخصی میں پہنچا دیا تھا۔

ہر مخفی روحانی قیامت میں کاملین اور عارفین کو امامِ زمان (روحی فداہ) حظیرۂ قدس کی منزلِ مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔

اگر تم کثرتِ ذکرِ اکبر کے زیرِ اثر مخفی روحانی قیامت کے آغاز ہی میں مرتے ہو تو یہ تمہاری روح کی موت ہرگز نہیں، بلکہ نفس ہی کی موت ہے، جس کی وجہ سے تم کو ذات وکائنات کی کُلّی فتح حاصل ہوئی، اب تم شکر گزاری میں گریہ وزاری کرتے رہو، کہ اللہ ورسول کا ہر وعدہ تمہارے حق میں پورا ہوا، اب ناشکری سے ڈرتے رہو۔

سوال: آلِ ابراہیمؑ اور آلِ محمدؐ کی عظیم سلطنت (۴: ۵۴) اور بہشت کی مُلکِ کبیر (بڑی بادشاہی) (۷۶: ۲۰) میں کیا فرق ہے؟ جواب: عظیم اور کبیر کے ایک ہی معنی ہیں، لہٰذا یہ حضرتِ امام کی ایک ہی بہت بڑی بادشاہی،

بلکہ شاہنشاہی ہے۔

جب حضرتِ موسیٰؑ اور حضرتِ ہارونؑ کے خاص مومنین کو خدائے مہربان نے مُلوک = سلاطین بنایا (۵: ۲۰) تو اپنے محبوب رسول صلعم اور آپؐ کے وارث (امامؑ) کے حقیقی مومنین کو بھی بہشت کے سلاطین بنا سکتا ہے، اور اس حقیقت میں اہلِ دانش کو کوئی شک ہی نہیں۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
سنیچر ۵، جنوری ۲۰۰۲ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خَظِیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۴۱

انبیا و اولیا علیہم السّلام اور ان کے حدودِ جسمانی کے عالمِ شخصی میں سُنّتِ الٰہی کا تجدّد ہوتا ہے، یہاں یہ راز یاد رہے کہ باطنی اور اصولی معجزات سُنّتِ الٰہی کے مطابق یکساں ہوا کرتے ہیں، چُنانچہ حضرتِ عیسیٰؑ کے معجزات کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن، مثال کے طور پر آیت (۳:۴۹) اور (۵:۱۱۰) کو پڑھیں، حضرتِ عیسیٰؑ مٹی کے گارے سے پرندے کی صورت کا ایک مجسّمہ بناتا تھا اور اس میں پھونک مارتا تو وہ خدا کے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا، اسکی ایک عظیم الشّان تاویل ہے، اور وہ یہ ہے کہ جب حدودِ جسمانی میں مخفی روحانی قیامت قائم ہوتی ہے تو اُس وقت دنیا بھر کے لوگوں کی ارواح حاضر ہوتی ہیں، یہ منزلِ اسرافیلی اور عزرائیلی کا قصہ ہے، جس میں کسی مومن پر سخت روحانی قیامت گزرتی ہے، اس کی روح بار بار قبض کر کے واپس بدن میں ڈال دی جاتی ہے، ایسی حالت میں صاحبِ قیامت بحکمِ خدا ستّر ہزار ایماندار روحوں کو فرشتے بناتا ہے، مٹی کی تاویل مومن ہے، اور مٹی سے پرندہ بنانے کی تاویل ہے، مومن سے فرشتہ بنانا۔

بخاری جلدِ سوم باب ۸۵۶ میں یہ حدیثِ شریف ہے: یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ ترجمہ: جنّت میں ستّر ہزار بلا حساب داخل ہوں گے۔ البتہ یہی ستّر ہزار فرشتے ہیں جو خظیرۂ قدس کے بیت المعمور کی ایکبار زیارت کرتے ہیں۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

سنیچر ۵، جنوری ۲۰۰۲ء

خطیرۃُ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۴۲

ستّر ہزار فرشتوں کا ذکر ہوا، وہ جس قیامت گاہ = عالمِ شخصی سے مرفوع ہوئے ہیں، یعنی بلند کئے گئے ہیں، اسی کی کاپیاں اور کائناتیں ہیں، اعنی ہر فرشتہ ایک کائناتی بہشت، اور ایک خلافت = سلطنت ہے، جس کا وعدہ قرآنِ پاک میں موجود ہے (۶: ۱۶۵) اور (۲۴: ۵۵)۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (۳: ۲۷)
ترجمہ: اور تو جس کو چاہتا ہے قیامت کا حساب لئے بغیر بہشت کا بے شمار رزق عطا کرتا ہے۔ یہ ستّر ہزار حقیقی مومنین و مومنات ہیں جو نہ صرف حساب کے بغیر بہشت میں داخل ہوئے، بلکہ اللہ نے ہر ایک کو ایک فرشتہ اور ایک زندہ کائناتی بہشت بنایا، اور اس میں ایک دینی خلافت و سلطنت قائم کی تاکہ اس میں علم و حکمت اور معرفت کی نعمتوں کی فراوانی ہو، الحمدُ للہِ علیٰ منّہٖ و احسانہٖ۔

یہ حقائق و معارف اپنی اپنی جگہ پر بدرجۂ اعلیٰ یقینی ہیں، تاہم بحکمِ الخلقُ عیالُ اللہِ سب لوگ بہشت میں جائیں گے کیونکہ بہشت کی سلطنتیں لوگوں کے مختلف درجات پر قائم ہوتی ہیں۔

ن۔ ن (حبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
اتوار ۶، جنوری ۲۰۰۲ء

حَظِیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت

قِسط ۔ ۴۳

حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جو معجزات دیئے تھے ان کا ذکر قرآنِ حکیم کے دو مقام پر ہے: (۳: ۴۹) اور (۵: ۱۱۰) ان معجزات میں اساسی معجزہ یہ ہے کہ حضرتِ عیسیٰؑ اسمِ اعظم کا ایک جسمانی ظہور تھا، کیونکہ آپ کی والدہ مریم صدیقہ سلام اللہ علیہا کو اسمِ اعظم عطا ہوا تھا اور وہ لفظ کَلِمَۃ ہے (۳: ۴۵) اور (۴: ۱۷۱) اور آپ کو یقین ہے کہ امامِ زمانؑ خود ہی اللہ تعالیٰ کا زندہ اسمِ اعظم ہے، اور جب امامِ مُبین میں خدا کی ہر ہر چیز محدود ہے، تو پھر پیغمبروں کے معجزات کیوں کر امامِ مبین سے باہر ہو سکتے ہیں، پس آیئے ہم امامِ زمان کی نورانی معرفت کی روشنی میں حضرتِ عیسیٰؑ کے معجزات کی تاویلِ باطن کو دیکھتے ہیں، آپؑ نے گہوارے میں لوگوں سے کلام کیا، اسکی تاویل یہ ہے کہ جب مومنِ سالک کی روحانی قیامت کا آغاز ہوتا ہے تو امامِ زمانؑ کا نور طِفلِ نومولود کی آواز میں کلام کرتا ہے۔

قرآن (۲: ۲۶) میں یہ معجزہ بَعُوضَہ کی مثال ہے، مولا علی علیہ السّلام نے فرمایا: وہ بَعُوضَہ میں ہوں۔ کوکبِ دُرّی، باب سوم، منقبت: ۶۴۔
یہاں نور کی یہ آواز برائے امتحان مچھر کی آواز کی طرح ہے یا کان بجنے کی آواز کی طرح ہے، نیز یہ ناقورِ قیامت کی بُنیاد بھی ہے، اور مولا علی خود

ناقور ہے، منقبت ۵۶۔ اور امامِ زمانؑ کا یہ سمعی نور جو کان بجنے کے حجاب میں ہے وہ فرشتہ بھی ہے جو ایک جنّ کے خلاف مقرّر ہے۔

حضرتِ عیسیٰؑ کے دوسرے معجزات کی تاویل اِن شاءاللہ قسط ۴۴ میں بیان کریں گے۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (الیس۔ آئی)

پیر ۷، جنوری ۲۰۰۲ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۴۴

حضرتِ عیسیٰؑ خدا کے حکم سے مادر زاد اندھوں کو بینائی عطا کرتے تھے، یہاں یہ سوال ہے کہ آیا باطن میں بھی مادر زاد اندھے ہوتے ہیں؟ جواب: جی ہاں بہت زیادہ بلکہ بے شمار، کیونکہ جو حضرات نُورٌ علیٰ نور ہیں وہ تو اس بحث سے بالاتر ہیں باقی سب لوگ چشمِ باطن کے بغیر پیدا ہوتے ہیں، اس سے یہ حقیقت نکھر کر سامنے آئی کہ حضرتِ عیسیٰؑ کے اس معجزے کی تاویل ہے، اور وہ یہ ہے کہ آپؑ باطنی اندھوں کا علاج کرتے تھے اور خدا کے اذن سے ان کی چشمِ باطن روشن ہوتی تھی، آپؑ مُردوں کو زندہ کرتے تھے، مُردے دو قسم کے ہوتے ہیں، جسمانی مُردے، اور غفلت و جہالت کے مُردے۔

انبیاء و ائمہ علیہم السلام کا سب سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ وہ غافلوں اور جاہلوں میں علم و حکمت کی روح پھونک کر حقیقی معنوں میں زندہ کرتے ہیں، پس حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم تاویلِ باطن کو دیکھتے ہیں تو حضرتِ عیسےٰؑ نے کوئی انوکھا معجزہ نہیں کیا بلکہ یہ ہر پیغمبر اور ہر امام کے باطنی معجزات کی نشاندہی ہے، الحمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِین۔

سوال: ابنِ مریمؑ کوڑھی = جذامی کو بھی شفایاب کرتے تھے، اسکی

کیا تاویل ہے؟ جواب: روحانی سفر میں ذرا آگے چلنے کے بعد ایک آزمائشی روشنی آتی ہے جو غیر مفید ہے، اس کو چھوڑ کر آگے جانا چاہئے، لیکن ھادیٔ برحق کی مدد کے بغیر یہاں سے نکل کر آگے جانا غیر ممکن ہے، لہٰذا بہت سے لوگ وہاں سے ناکام ہو کر واپس ہو جاتے ہیں، مگر جس کو ھادیٔ برحق کی رہنمائی حاصل ہوئی وہ آگے سے آگے جاتا ہے اور رفتہ رفتہ حظیرۂ قدس کی منزلِ مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
پیر ۷، جنوری ۲۰۰۲ء

خَطِیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت

قِسط ۔ ۴۵

سُورۂ مائدہ (۵:۱۱۲-۱۱۵) کے حوالے سے مائدہ (خوانِ آسمانی) کی کیا تاویل ہے؟ جواب: اسمِ اعظم کے نتائج وثمرات = علمی وعرفانی معجزات اور خطیرۂ قدس کا مشاہدہ۔

سوال: آیا یہ معجزہ صرف حضرتِ عیسیٰؑ اور اُس کے شاگردوں (حواریوں) کے لئے مخصوص تھا؟ جواب: نہیں نہیں یہ تو امامِ مبین علیہ السلام کا باطنی معجزہ ہے، جس سے ہر زمانے کے عارفین وسالکین فائدہ حاصل کر سکتے ہیں، اور حدودِ دین کے وسیلے سے اس معجزۂ علمی کا دائرۂ برکات وسیع تر ہو سکتا ہے۔

حضرتِ عیسیٰؑ نے حواریوں کی درخواست پر ربُّ العزّت کے حضور میں یوں دعا کی:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (۵:۱۱۴)

ترجمہ: خدایا، ہمارے رب، ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل کر جو، ہمارے لئے اور ہمارے اگلوں پچھلوں کے لئے عید (خوشی کا موقع) ہو، اور تیری طرف سے ایک نشانی (ایک معجزہ) ہو، ہم کو رزق دے اور تو بہترین رازق

ہے۔

حضرتِ عیسیٰؑ کی اس دعا میں صاحبانِ عقل کے لئے بہت سی حکمتیں ہیں ظاہر ہے کہ یہ باطنی عیدِ سعید زمانۂ عیسیٰ سے پہلے بھی آتی تھی اور بعد میں بھی آتی رہے گی، اللہ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ہے، اس میں عقلی اور روحانی رزق دینے کا واضح اشارہ ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
منگل ۸، جنوری ۲۰۰۲ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۴۶

حدیث شریف ہے: خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ ۔ ترجمہ: اللہ نے آدم کو اپنی (رحمانی) صورت پر پیدا کیا (بخاری، جلدِ سوم، باب ۶۸۵) اور یہ ارشادِ نبوی بھی ہے: فَکُلُّ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ عَلٰی صُوْرَۃِ اٰدَمَ ۔ پس جو شخص بھی جنّت میں جائے آدم علیہ السّلام کی صورت کے مطابق ہو کر جائے گا۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے کب اور کہاں آدمؑ کو اپنی رحمانی صورت پر پیدا کیا تھا؟

جواب: جب آدم خطیرۂ قدس = جنّت میں داخل ہُوا، اب یہاں آدم کی دو صورتوں کا تصوّر ہوتا ہے، ایک وہ صورت جو خطیرۂ قدس سے باہر اور فنا فی اللہ سے پہلے تھی اور ایک یہ صورت، یعنی صورتِ رحمان، جو بعد میں عطا ہوئی۔

دوسرا اہم سوال یہ ہے، کہ جو شخص بھی جنّت میں جائے وہ آدم کی صُورت کے مطابق ہو کر جائے گا، لیکن پوچھنا یہ ہے کہ آدم کی بشری صورت ؟ یا رحمانی صورت؟ اگر بات رحمانی صورت کی ہے تو قرآنی شہادت ضروری ہے۔

قرآنی شہادت (۷ : ۱۱) میں اس طرح ہے: وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ

صَوَّرْنٰکُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ۔

ترجمہ: ہم نے تم کو (نفسِ واحدہ = آدم کی وحدت میں) جسماً و رُوحاً و عقلاً پیدا کیا پھر تم کو حظیرۂ قدس میں صورتِ رحمان پر پیدا کیا پھر فرشتوں کو حکم کیا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ اور فرشتوں نے خدا کے حکم سے آدم کو دو مقام پر سجدہ کیا ہے، پہلا سجدہ منزلِ اسرافیلی کے آغاز میں، دوسرا سجدہ حظیرۂ قدس میں، دونوں مقام پر تم فرشتوں میں بھی تھے اور آدم میں بھی۔

ایک بہت بڑی قرآنی شہادت یہ بھی ہے: مَا خَلْقُکُمْ وَلَا بَعْثُکُمْ اِلَّا کَنَفْسٍ وَّاحِدَۃٍ۔ مفہوم: تم سب کو پیدا کرنا اور پھر بعد از موتِ نفسانی دوبارہ جلا اٹھانا نفسِ واحدہ (آدم) کی طرح ہے (۳۱: ۲۸)۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (الیس۔ آئی)

بدھ ۹، جنوری ۲۰۰۲ء

حظیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۴۷

حدیثِ شریف ہے : اِنَّ لِکُلِّ شَیءٍ قَلْباً وَّقَلْبُ الْقُرْاٰنِ یٰسٓ۔

ترجمہ : ہر چیز کا دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰسٓ ہے۔

صَاحِبِ جوامِع الکَلِم صلعم کے اِس پاک و پُرحکمت ارشاد میں ضرور کوئی بہت بڑا راز مخفی ہو سکتا ہے، اور وہ راز یقیناً یہی ہے کہ خدائے علیم وحکیم نے اس سورہ میں کُلّیۂ امامِ مُبین کا بیان فرمایا ہے (۳۶ : ۱۲) یہ کُلّیہ دراصل کُلِّ کُلّیات ہے، یعنی قوانینِ قرآن کا جامِعُ الجوامِع قانون ہے، اور اس میں صاحبانِ عقل و دانش کے لئے ہر ہر علمی و عرفانی سوال کا شافی جواب موجود و مہیّا ہے، اور اس حقیقت میں کسی دانا کے لئے کیا شک ہو سکتا ہے کہ قرآنِ حکیم کلامِ الٰہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی سُنّت کا مظہر ہے، سُنّتِ الٰہی کی کامل اور مکمل معرفت تو خداشناسی سے الگ نہیں ہے، تاہم علم الیقین کی مدد سے آپ اس حقیقت کا یقین حاصل کریں کہ اللہ الباسط بھی ہے اور القابض بھی، یعنی وہ چیزوں کو پھیلاتا بھی ہے اور لپیٹتا بھی ہے، پس اسی سُنّتِ الٰہی کے مطابق قرآن حکیم بیک وقت پھیلایا ہوا بھی ہے، اور لپیٹا ہوا بھی ہے، الحمد میں سارا قرآن جمع ہے، اسمِ اعظم میں قرآن مخزون ہے، اُمُّ الکتاب میں، لوحِ محفوظ میں، خزائنِ الٰہی میں، اور اس بولنے والی کتاب میں، جو خدا کے پاس

ہے، وغیرہ، اگر ان حقائق کے باوجود ہم قرآن کی وحدت وسالمیت کو نہیں جانتے ہیں تو ہم ان لوگوں میں سے ہو جائیں گے، جنھوں نے اپنے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ہے، (۹۱:۱۵) قرآنِ عزیز کے جو جو خزائن اور مراکز اور درجات ہیں ان سب کی وحدت وسالمیت امامِ مبین ہی میں ہے، لہٰذا امامِ زمانؑ کا نور قرآن کا زندہ قلب = دل ہے اور سورۂ یٰسٓ کے قلبِ قرآن ہونے کا رازِ اعظم یہی ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (الیس۔آئی)
جمعرات ۱۰، جنوری ۲۰۰۲ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حَظِیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت

قِسط۔ ۴۸

آپ حضرتِ مولا علی صلوات اللہ علیہ کے پاک و پُر حکمت ارشادات کو کامل عشق و محبّت سے پڑھا کریں، خود مولا کی نورانی تاویل کا کہنا ہے کہ امامِ مُبین قرآنِ ناطق ہے، اسی مناسبت سے سورۂ یٰسٓ قلبِ قرآن ہے، اور یہ خداوندِ تعالیٰ ہی کا ارشاد ہے کہ اللہ کی طرف سے نور بھی آیا ہے اور کتاب بھی آئی ہے (۱۵:۵)۔ یہی زندہ نور قرآنِ ناطق ہے، پہلے رسُولِ اکرمؐ، اور پھر آپؐ کا وصی = امامِ مبین، قرآنِ ناطق ہے، نیز اسی زندہ نور کا بالائی سرا کتابِ ناطق کے نام سے اللہ کے پاس ہے (۶۲:۲۳) (۲۹:۴۵) اور یہی نوراللہ کی رسّی بھی ہے، جس کا ایک سِرا اللہ کے ہاتھ میں ہے، اور دوسرا سِرا لوگوں کے سامنے ہے، اور یہی نور وہ امامِ مُبین ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے کُل اشیاء کو گھیر کر اور عددِ واحد میں گن کر رکھا ہے، اور خدا وہ قادرِ مُطلق ہے جو بے شمار کائناتوں کو دستِ قدرت میں لپیٹ کر گوہرِ نورِ ازل بناتا ہے، پھر اسی نور سے لاتعداد کائناتیں بناتا ہے، جب نورِ مُحمّدی، عقلِ کُلّ = قلم = عرش ہے اور نورِ علی، نفسِ کُلّی = لوح = کُرسی ہے، تو کُرسی کی تعریف قرآن میں پڑھیں:

ارشاد ہے: وَسِعَ کُرۡسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ۔

ترجمہ: اُس کی کُرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا

ہے (۲: ۲۵۵)۔ اللہ کی یہی کُرسی امامِ مبین کا ہمہ رَس اور ہمہ گیر نور ہے جو فرشتۂ عظیم یعنی نفسِ کُلّی ہے، جس کے باطن میں ستّر ہزار سے زیادہ کائناتیں ہیں۔

پس سورۂ یٰسٓ (۳۶: ۱۲) میں جو کُلّیۂ امامِ مُبین ہے، وہ دراصل کُلِّ کُلّیّات اور تمام قوانینِ قرآن کا جامعُ الجوامع قانون ہے، جس میں اہلِ بصیرت کے لئے قرآنِ حکیم کی نورانی تاویل کا سب سے بڑا خزانہ موجود ہے، قرآنِ عزیز کی نورانی تاویل سے کاملین و عارفین کا عالمِ شخصی معمور و پُرنور رہوتا ہے، اور یہ سب کچھ مخفی روحانی قیامت کی برکت سے ہے، جس کو امامِ مُبین ہی برپا کرتا ہے، الحمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلمین۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

جمعہ ۱۱، جنوری ۲۰۰۲ء

حظیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۴۹

سوال: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا؟ جبکہ اوّلیت سے متعلق رسولِ اکرم صلعم کی تین پاک حدیثیں ہیں۔ جواب: ان اسرارِ عظیم میں لوگوں کا بڑا امتحان ہے، اور امرِ واقعی یہ ہے کہ نورِ محمدی، عقل، اور قلم ایک ہی چیز ہے، محمّد و علی کا نورِ واحد ہی نورِ ازل اور سب سے اوّل ہے، یہی پاک نور قلم اور عقل ہے، ایک ہی اعظم چیز کے بہت سے نام اور بہت سے کام ہوا کرتے ہیں، جیسے اللہ کے اور اس کے پاک رسولؐ اور علیؑ کے بہت سے اسماء ہیں۔

سوال: حظیرۂ قدس میں بہت سے انوار ہیں یا نورِ واحد ہے؟ جواب: وہاں نورِ یک حقیقت ہے، چونکہ ح۔ق عالمِ وحدت ہے۔

حضرتِ مولانا امام سلطان محمّد شاہ حجّتِ قائم صلوات اللہ علیہ نے یک حقیقت کا انقلابی تصوّر دیا ہے، آیا اس غالب تصوّر کے اسرارِ عظیم حظیرۂ قدس میں مکشوف ہو سکتے ہیں؟ جواب: جی ہاں، بہت زیادہ تسلّی بخش طریق پر۔

سوال: رُجوعِ روح کس طرح ہے؟ کیا یہ انفرادی اور ذاتی ہے، یا اجتماعی؟ یا نفسِ واحدہ کے ذریعے سے ہے؟ جواب: انسان دنیا میں از خود نہیں آیا ہے، بلکہ نفسِ واحدہ کے ذریعے سے آیا ہے، پس لازمی ہے کہ نفسِ واحدہ ہی کے ذریعے

سے وہ واپس جائے گا، یعنی ہر شخص خوشی سے یا زبردستی سے امامِ مبینؑ ہی میں فنا ہو کر خدا کے پاس جا سکتا ہے، پس اسی معنیٰ میں وجہُ اللہ اِمامُ المتّقینؑ بھی ہے اور امامُ النّاس بھی ہے۔

خدا کے دین میں سب سے زبردست طاقت روحانی قیامت ہے، جس کو برپا کرنے کے لئے اللہ نے امام کو مقرر فرمایا ہے (۱۷: ۷۱)۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
سنیچر ۱۲، جنوری ۲۰۰۲ء

ISW Ls
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خَطِیرَۃُ القُدُس عَالَمِ شخصی کی بہشت

قِسط۔ ۵۰

کتابِ دعائم الاسلام عربی جلدِ اوّل صہ ۱۵-۱۶ پر حدیثِ بنی عبد المطلب کو خوب غور سے پڑھیں اس میں چند عظیم اساسی حکمتیں ہیں، اِس حدیثِ شریف کے مطابق حضرتِ مولا علیؑ آنحضرتؐ کا وصی، وزیر، وارث، بھائی اور ولی ہے، اس بارے میں آپ کو کئی اور احادیثِ صحیحہ مل سکتی ہیں۔

آپ یقیناً اِس حقیقت کو جانتے ہیں کہ ہر حدیثِ صحیحہ قرآنِ حکیم کی کسی آیت کی ترجمانی کرتی ہے، چُنانچہ ہم یہاں خداوندِ قدّوس کی توفیق سے اِس بات کی تحقیق کرتے ہیں کہ مولا علیؑ حضورِ اکرمؐ کی کس چیز کا وارث ہے، اور وہ آیۂ شریفہ کونسی ہے، جس میں پیغمبرؐ کے وارث ہونے کا حکم یا اشارہ ہے؟

جواب: سُورۂ فاطر (۳۵: ۳۲) میں یہ ارشاد ہے:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا۔

ترجمہ: پھر ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے چُن لیا تھا۔ اِس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ علی ؑ امامِ مبین وارثِ نبیؐ کے معنی میں وارثِ کتاب یعنی وارثِ قرآن ہے، کہ قرآن کی جو نورانی تاویل امامِ آلِ محمّد کے پاس ہے، وہ کسی کے پاس نہیں، اور قرآن کی نورانی تاویل عظیم باطنی معجزات کی صورت میں اُس عالمِ شخصی

اور حظیرۂ قدس میں ظہور پذیر ہوتی ہے۔ جس میں بعنوانِ روحانی قیامت امامِ زمان کا نور طلوع ہو جاتا ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

پیر ۱۴، جنوری ۲۰۰۲ء

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

حَظِیرۃُ القُدُس عالمِ شخصی کی بہشت

قِسط ۔ ۵۱

مولا علی صلوات اللہ علیہ کا یہ فرمانِ اقدس عاشقانِ امامِ مُبین کے لئے ایک عظیم نورانی خزانہ ہے:

اَنَا وَمُحَمَّدٌ نُورٌ وَاحِدٌ مِنْ نُورِ اللّٰہِ۔

ترجمہ: میں اور محمّد ایک ہی نور ہیں، اللہ کے نور سے

اَنَا اللَّوحُ المَحفوظُ = میں لوحِ محفوظ ہوں۔

وَاَنَا القُرآنُ الحَکِیمُ = اور میں قرآنِ حکیم (قرآنِ ناطق) ہوں۔

اَنَا مُحَمَّدٌ وَمُحَمَّدٌ اَنَا = میں مُحمّد ہوں، اور مُحمّد میں (علی) ہے۔

فَآدم، وَشِیث، وَنوح، وَسام، وَابراھیم، وَاسمٰعیل، وَموسیٰ، وَیُوشع، وَعیسیٰ، وَشمعون، وَمُحمَّد وَاِنَّا کُلّنا واحد = پس آدم، اور شیث، اور نوح، اور سام، اور ابراہیم، اور اسمٰعیل اور موسیٰ، اور یُوشع، اور عیسیٰ، اور شمعون، اور محمّد اور یقیناً ہم سب ایک ہیں۔

اَنَا مَلِكٌ ابنِ مَلِكٌ = میں بادشاہ کا بیٹا بادشاہ ہوں (یعنی امام کا بیٹا امام ہوں)۔

اَنَا النَّبَأُ العظیمُ اَنَا الصِّراطُ المُستقیمُ = میں وہ سب سے بڑی خبر ہوں، جس کے بارے میں لوگوں میں اختلاف ہے، میں صراطِ مُستقیم ہوں یعنی وہ نورانی راہِ راست جو آسانی سے خدا تک جاتی ہے۔

اَنَا وَاللّٰہِ وَجۡہُ اللّٰہِ = خدا کی قسم! میں وجہُ اللّٰہ ہوں۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

پیر ۱۴، جنوری ۲۰۰۲ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۵۲

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ (۴۰: ۱ حٰمٓ)۔ (۴۱: ۱ حٰمٓ)
(۴۲: ۱ حٰمٓ)۔ (۴۳: ۱ حٰمٓ)۔ (۴۴: ۱ حٰمٓ)۔ (۴۵: ۱ حٰمٓ)۔
(۴۶: ۱ حٰمٓ)۔

یہ قرآنِ حکیم کے حروفِ مُقطّعات میں سے ہیں ان میں سے ہر ٹکڑا حٰمٓ کہلاتا ہے، اور جمع حوامیم ہیں، ان کی تاویل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولا علیؑ نے ارشاد فرمایا: اَنَا اَمَانَۃُ یاسین، اَنَا حاءُ الحوامیم۔ مفہوم: میں یاسین (سورۂ یٰسٓ، نیز حضرتِ محمدؐ) کی امانت ہوں، میں حوامیم کا حرفِ حا = حُجّت = الحیّ ہوں۔ ح = ۸، م = ۴۰ = ۴۸، یہ اشارہ ہے کہ حُجّتِ قائمؑ کے زمانہ میں ایک عظیم مخفی روحانی قیامت برپا ہوگی، جس میں سورۂ قدر (۹۷: ۴) کے ارشاد کے مطابق عالمِ امر سے ملائکہ وارواح کا نزول ہوگا، مگر اہلِ معرفت کے سوا کسی کو اس قیامت کی خبر نہ ہوگی۔

حٰمٓ میں اللہ تعالیٰ کے دو بزرگترین نام ہیں: اَلْحَیُّ، اَلْقَیُّوم۔ اور حٰمٓ قرآنِ عزیز میں سات دفعہ وارد ہوا ہے، اس کا اشارۂ حکمت یہ ہے کہ زمانۂ نبوّت اور زمانۂ قائمؑ کے درمیان سات روحانی قیامات ہیں۔

وجہ دین ص۱۹۷ پر یہ حدیثِ شریف درج ہے: بَیْنَ قَبری وَمِنبری رَوْضَۃٌ مِنْ رِیاضِ الجنّۃِ = میری قبر اور منبر کے درمیان باغاتِ بہشت میں سے ایک باغ ہے۔

قبر = اساس = علیؑ، منبر = حضرتِ قائمؑ، یعنی میرے اساس اور قائمؑ کے درمیان ظاہری اور باطنی دعوت کا سلسلہ جاری رہے گا، اور باطنی دعوت روحانی قیامت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ روحانی قیامت ہر امام کے زمانے میں برپا ہوتی چلی آئی ہے۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
منگل ۱۵، جنوری ۲۰۰۲ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حظیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۵۳

رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ کا پاک ارشاد ہے:
اِنَّ لِلْقُرْاٰنِ ظَھْرًا وَّبَطْنًا وَّلِبَطْنِہٖ بَطْنًا اِلٰی سَبْعَۃِ اَبْطُنٍ اَوْ اِلٰی سَبْعِیْنَ بَطْنًا۔ ترجمہ: اس میں شک نہیں کہ قرآن کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اور اس کے باطن کا بھی باطن ہے یہ سلسلہ سات بواطن یا ستّر بواطن تک جاتا ہے۔ ہزار حکمت (ح: ۶۸۸) بحوالۂ المیزان، جلدِ اوّل، ص ۷۔

قرآن کے باطن سے تاویل مراد ہے، اور نورانی تاویل امامِ مبین ع کے نورِ اقدس میں ہے، اور یقیناً قرآن خود بھی باطن میں روح اور نور ہے (۴۲: ۵۲) یعنی قرآن جہاں امامِ مبین علیہ السّلام میں ہے، وہاں یہ امام کی رُوحِ مقدّس میں روح اور اس کے نورِ پاک میں زندہ نور ہے۔

سورۂ اعراف (۷: ۵۳) کے مطابق روحانی قیامت ہی کی صورت میں قرآن کی نورانی تاویل آتی ہے، بالفاظِ دیگر جب امامِ مُبین کا نور مومنِ سالک کے عالمِ شخصی میں طلوع ہو جاتا ہے تو یہ سورج کی طرح خاموشی سے طلوع نہیں ہوتا بلکہ قیامت برپا ہو جاتی ہے، جس کا تذکرہ تمام قرآن میں موجود ہے، پس اسی مخفی روحانی قیامت کے واقعات و معجزات میں امام کے نور کی وجہ سے قرآن کی نورانی تاویل آتی ہے۔

مولا علیؑ کے ارشادات میں دیکھیں: مولا نورِ قیامت ہے (۴۷ : ۸)، مولا الساعۃ = قیامت ہے (۲۵ : ۱۱)، مولا ہی قائم القیامت ہے (۱۷ : ۱۷)، پس سرتاسر قیامت میں مولا ہی کا نور کام کر رہا ہوتا ہے، لہٰذا قرآن کی نورانی تاویل امام کے نور کی نورانیت ہے۔ الحمد للہ رب العٰلمین۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔آئیؔ)
بُدھ ۱۶، جنوری ۲۰۰۲ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حَظِیرۃُ القُدُس عالمِ شخصی کی بہشت

قِسط ۔ ۵۴

سُورۂ اَعراف (۷ : ۱۸۰) میں ارشاد ہے: وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا وَ ذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اَسْمَآئِہٖ سَیُجْزَوْنَ مَاکَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۔ ترجمہ: اور اللہ کے بہت ہی اچھے نام = اسمائے عِظام ہیں، اُس کو انہی اسمائے عظام ہی سے پکارو، اور اُن لوگوں کو چھوڑ دو، جو اُس کے اسماء کی معرفت میں راستی سے منحرف ہو جاتے ہیں جو کچھ وہ کرتے ہیں، اس کا بدلہ وہ پا کر رہیں گے۔

کوکبِ دُرّی بابِ سوم، منقبت ۲۹ کو دیکھو مولا علی (یعنی امامِ مُبین) اسمِ اعظم اور اسماءُ الحسنیٰ ہے، یاد رہے کہ امامِ زمان اپنے جن روحانی بچّوں کو نمائندہ اسمِ اعظم عطا فرماتا ہے، وہ اگرچہ واحد ہوتا ہے، پھر بھی وہ جمع ہے، کیونکہ کامیابی کی صورت میں اس میں سے کئی اسماء کا ظہور ہوتا ہے اسی وجہ سے مذکورہ آیۂ کریمہ میں اسمِ اعظم اسماءُ الحُسنیٰ سے عبارت ہے، نیز یہ مثال ایسی ہے جیسے امامِ زمان میں سب امام ہوتے ہیں، پس امامِ زمان واحد بھی ہے اور جمع بھی، جیسے حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام امام تھا، جو واحد بھی تھا اور جمع بھی، وہ آیۂ شریفہ یہ ہے: اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ کَانَ اُمَّۃً قَانِتًا لِّلّٰہِ حَنِیْفًا ۔ ترجمہ: واقعہ یہ ہے کہ ابراہیمؑ

ایک اُمّت تھا اللہ کا مُطیعِ فرمان اور یک سُو۔ (۱۶ : ۱۲۰) اسی طرح امامِ زمان اللہ تعالیٰ کا زندہ اِسمِ اعظم ہے اور اپنے سِلسلۂ نور میں اسماءُ الحُسنیٰ ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
بُدھ ۱۶، جنوری ۲۰۰۲ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خَطِیرۃُ القُدُس عَالَمِ شخصی کی بہشت

قِسط۔ ۵۵

گنجینۂ جواہرِ احادیث ص۱۳ پر یہ حدیثِ شریف ہے:
عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٍّ، لَنْ یَّتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ۔ رسولِ کریمؐ کا پاک ارشاد ہے: علی (باطن اور نورانیت میں) قرآن کے ساتھ ہے، اور قرآن اُسی صورت میں علی کے ساتھ ہے، یہ دونوں ایک دوسرے سے جُدا نہ ہوں گے تاآنکہ یہ دونوں حوضِ کوثر پر مجھ سے مل جائیں۔ یعنی اِن دونوں کی رہنمائی حجّتِ قائم اور قائم تک ضروری اور لازمی ہے۔

اس کے بعد صاحبِ تاویل سے متعلق جو مشہور حدیث ہے اس کا ترجمہ یہ ہے: یقیناً تم میں وہ شخص بھی ہے جو قرآن کی تاویل پر جنگ کرے گا، جس طرح میں نے قرآن کی تنزیل پر جنگ کی۔ یہ حضرتِ علی علیہ السلام کی شان میں ہے۔

پس جس طرح حضور اکرمؐ تنزیلی جنگ کے لئے ظاہر میں لشکر کو مُنظّم اور تیار کرتے تھے، اسی طرح امامِ مُبین تاویلی جنگ کے لئے لشکر کو باطن اور نورانیت میں تیار کرتا ہے کیونکہ قرآنِ حکیم کی نورانی تاویل عالمِ شخصی کے باطن میں بشکلِ معجزاتِ روحانی قیامت پائی جاتی ہے، جس کے حُصُول کے لئے عالمِ شخصی کا

روحانی سفر ضروری ہوتا ہے، بشرطیکہ عالمِ شخصی میں امامِ زمانؑ کا مقدس نورِ طلوع ہو چکا ہو، ورنہ ظلمت میں نہ تو صراطِ مُستقیم کا سفر ممکن ہے، اور نہ ہی کوئی تاویلی معجزہ نظر آئے گا۔

شبِ تاریک اور روزِ روشن کے درمیان جو آسمان زمین کا فرق ہے، اس کو کون نہیں جانتا؟ مجھے حکیم پیر ناصر خسرو کا شعر یاد آیا:

بر جانِ من چو نورِ امامِ زمان بتافت
لَیلُ السّرار بودم و شَمسُ الضُّحیٰ شُدم

میری جان پر جب امامِ زمان کا نور طلوع ہوا میں گھُپ اندھیری رات تھا (اب) روزِ روشن ہو گیا۔

ن۔ن (حُبّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
جمعرات ۱۷، جنوری ۲۰۰۲ء

ISW
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حَظِیرۃُ القُدُس عالمِ شخصی کی بہشت

قِسط۔ ۵۶

سورۂ اعراف (۷: ۵۲-۵۳) مفہوم: ہم ان لوگوں کے پاس ایک ایسی کتاب (قرآن) لے آئے ہیں جس کو ہم نے ایک خاص علم یعنی علمِ تاویل کی بناء پر مُفصّل بنایا ہے، اور جو حقیقی معنوں میں ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے، کیا وہ لوگ کسی اور بات کے مُنتظر ہیں مگر یہ ہے کہ (مخفی روحانی قیامت کی صورت میں) اُس کی (یعنی قرآن کی) تاویل آئے گی۔

سوال: مخفی روحانی قیامت کا قرآنی ثبوت کیا ہے؟ ج: جواب کے لئے ویسے تو بہت سی آیاتِ کریمہ ہیں، مگر مقالہ بہت ہی مختصر ہے، لہٰذا صرف ایک ہی آیۂ شریفہ کا ترجمہ پیش کرتے ہیں، جو سورۂ نمل (۲۷: ۶۶) ہے: بلکہ آخرت کا علم ہی ان سے گُم ہوگیا ہے، بلکہ یہ اُس کی طرف سے شک میں ہیں، بلکہ یہ اُس سے اندھے ہیں۔

ہزار حکمت (ح: ۶۲۶) اور (ح: ۶۲۷) کو دیکھو، وہاں، لفظِ عمُون کی حکمت بیان ہُوئی ہے۔

آپ کو یہ جاننا از بس ضروری ہے کہ اللہ کا کلامِ حکمت نظام صِدق وعدل میں بدرجۂ انتہا کامل ومکمّل اور ہر طرح سے بے مثال ہے (۶: ۱۱۵) ایسے میں قرآنِ حکیم کا یہ اعتراض کہ آخرت کا علم ہی ان لوگوں سے گُم ہوگیا ہے، یعنی

یہ لوگ سرچشمۂ علمِ آخرت سے ہٹ گئے ہیں، پھر اعتراض ہے کہ یہ اس کی طرف سے شک میں ہیں، اس کی حکمت یہ ہے کہ یہ کام (امر) ممکن تھا کہ وہ علمُ الیقین، عینُ الیقین، حقُّ الیقین سے شکوک کو ختم کر سکتے تھے، آخری اعتراض ہے: بلکہ یہ اس (قیامت اور آخرت) سے اندھے ہیں، اگر دنیا ہی میں قیامت اور آخرت کا مشاہدۂ عرفانی ممکن نہ ہوتا تو قرآنِ حکیم ان لوگوں کو اندھے قرار نہ دیتا، اِس آیۂ کریمہ کی حکمتِ بالغہ سے صاحبانِ عقل پر یہ حقیقت روشن ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا امتحان عِلمُ الآخرت میں ہے اور علمِ قیامت کا نتیجہ علمِ آخرت ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
جمعہ ۱۸، جنوری ۲۰۰۲ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خَطِیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت

قِسط۔ ۵۷

سُورۂ طٰہٰ (۲۰: ۱۵) میں ارشاد ہے: اِنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ اَکَادُ اُخْفِیْھَا لِتُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰی۔ ترجمہ: قیامت ضرور آنے والی ہے، میں اُس کو مخفی رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص اپنی سعی کے مطابق بدلہ پائے۔ ایک اور ترجمہ: یقیناً قیامت آنے والی ہے، میں اُس کو (تمام خلائق سے) پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں، تاکہ ہر شخص کو اس کی کوشش کے مطابق بدلہ مل جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یقیناً قیامت کو تمام خلائق سے برائے امتحان پوشیدہ رکھا ہے، ساتھ ہی ساتھ اُس قادرِ مطلق نے امامِ مُبین کو صاحبِ قیامت بنایا ہے، پس امام کا لوگوں کو قیامت کے لئے بُلانا گویا خُدا کا بلانا ہے (۱۷: ۷۱) امامِ زمانؑ اپنے روحانی لشکر کے کسی عالمِ شخصی سے بذریعۂ اسرافیل سیّارۂ زمین کے تمام لوگوں کو بُلاتا ہے، لوگ ظاہری جسم میں نہیں، بلکہ ذرّاتِ روحانی میں محشور ہوتے ہیں سوائے عارف کے باقی سب لوگوں کی یہ مخفی روحانی قیامت غیر شعوری حالت میں ہوتی ہے، کیونکہ سب لوگ شعوری قیامت کی شرائط سے غافل تھے اور انہوں نے صاحبِ قیامت سے رجوع نہیں کیا جیسا کہ رجوع کرنے کا حق ہے، امامِ زمان علیہ السّلام ہی بحکمِ خدا ارواحِ خلائق کو مخفی روحانی قیامت

کے لئے بُلاتا ہے، جیسے حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام نے بمرتبۂ امامت حجؔ کی مثال میں دُنیا بھر کے لوگوں کو روحانی قیامت کے لئے بلایا تھا، (۲۲: ۲۷-۲۹) خدا نے حضرتِ ابراہیمؑ کو حکم دیا: وَاَذِّن فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ (۲۲: ۲۷)۔ ترجمہ: اور دنیا بھر کے لوگوں کو حجؔ کے لئے پکارو۔ پہلا سوال: آیا زمانۂ ابراہیم میں سب لوگ مسلمان تھے؟ دوسرا سوال: اس زمانے میں دنیا بھر کے لوگوں کو بلانے کے لئے کیا ذریعہ تھا؟ ظاہر ہے کہ یہ صرف اور صرف روحانی قیامت کے لئے بذریعۂ اسرافیل روحانی دعوت تھی، جس کا حکم خدا نے حضرتِ ابراہیمؑ ہی کو دیا تھا۔

اُس روز صور پھونکا جائے گا اور وہ سب بے ہوش ہو جائیں گے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں، سوائے ان کے جنہیں اللہ باہوش رکھنا چاہے (۳۹: ۶۸)۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔آئی)
سنیچر ۱۹، جنوری ۲۰۰۲ء

خطیرۂ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۵۸

قرآنِ عزیز کی متعدد آیاتِ کریمہ میں کائنات یا اجزائے کائنات کی تسخیر کا ذکر آیا ہے، اگر ان آیاتِ مقدّسہ کا باطنی اور تاویلی پہلو بھی ہے، تو بتائیں کہ سفرِ عالمِ شخصی کی کس کس منزل میں سالکین و عارفین کے لئے تسخیری معجزات ہوتے ہیں؟ ج: سوال انتہائی عظیم اور سخت مُشکل ہے، اور میری معلومات بہت ہی محدود، چلو مولائے پاک سے تائید کی درخواست کرتے ہیں، روحانی سفر کا مکمّل قصہ نہ صرف بڑا طویل ہے، بلکہ ازبس نازک اور انتہائی دشوار بھی ہے لہٰذا ہم، مخفی رُوحانی قیامت کے آغاز میں جو جو عظیم معجزاتِ اسرافیلی اور عزرائیلی ہیں، ان کا اشارہ کرتے ہیں، ان دونوں عظیم فرشتوں کے تمام معجزات تسخیری ہیں، یعنی تسخیر سے متعلق جتنی بھی آیاتِ شریفہ ہیں، ان سب کی ایک بار تاویل اسی منزل میں مکمّل ہو جاتی ہے، اگر تم حُجّتِ قائمؑ میں اور حضرتِ قائمؑ میں فنا ہو جاتے ہو تو کائنات اور اجزائے کائنات کی تسخیر کا سب سے بڑا مقصد حاصل ہو سکتا ہے، اور آخری بار ہر چیز کی تسخیر تو خطیرۂ قدس ہی میں ہے، جبکہ تم اُس میں داخل ہو سکتے ہو۔

آپ میری کتابوں کو غور سے پڑھیں اور اس سوال کے جواب کے لئے عملی تصوّف کو بھی، خاص کر روحانی سائنس کے عجائب و غرائب ص ۱۴۱۔۱۴۶ قرآنِ حکیم میں آیاتِ تسخیر کو پڑھیں، خصوصاً (۳۱ : ۲۰) کو۔

معجزاتِ اسرافیلی و عزرائیلی سے پہلے عالمِ خواب اور عالمِ خیال کے معجزات اور عجائب و غرائب ہیں، حق الیقین کے سب سے عظیم معجزاتِ تسخیری تو حظیرۂ قدس ہی میں ہیں کیونکہ ح۔ق تو بہشتِ برین ہے، سُبحَانَ اللهِ، وَالحَمدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ، وَاللهُ اَکبَرُ وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللهِ العَلِیِّ العَظِیمِ۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
اتوار، ۲۰، جنوری ۲۰۰۲ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۵۹

سورۂ رعد (۱۳: ۱-۲) میں ارشاد ہے: الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ وَالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔

مفہوم: الف۔ لام۔ میم۔ را= الف= اوّل= عقلِ اوّل= نورِ محمدی= قلم= عقلِ کُلّ۔ لام= ثانی= نفسِ کُلّ= لوحِ محفوظ= نورِ علی۔ میم= مرقوم= مکنون= مقامِ محمود۔ را= رُویت= دیدار= لِقاءُ اللہ= وجہُ اللہ۔ یہ اُس کتابِ ناطق کی آیات ہیں جو اللہ کے حضور میں ہے (۲۳: ۶۲، ۴۵: ۲۹) اور جو کچھ تمہارے ربّ کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے (یعنی قرآن) وہ عین حق ہے مگر (تمہاری قوم کے) اکثر لوگ مان نہیں رہے ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ۔

مفہوم: وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو غیر مرئی ستونوں پر مرفوع (قائم) کیا پھر وہ عرش (تخت) پر جلوہ فرما ہوا اور سورج اور چاند کو مُسخّر کر دیا ہر

چیز ایک مُعمّا حقیقت (ظاہر کرنے کے) لئے چل رہی ہے، وہ کَلِمۂ امرؔ (کُن = ہوجا) کا ہمیشہ اِعادہ فرماتا ہے، یعنی ہمیشہ تخلیق کا کام کرتا ہے، وہ اپنی آیات کی تفصیل بیان کرتا ہے، شاید کہ تم اپنے ربّ کی ملاقات کا یقین کرو۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔آئیؔ)
پیر ۲۱، جنوری ۲۰۰۲ء

ISW
LS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حَظِیرۃُ القُدُس عالمِ شخصی کی بہشت

قِسط۔ ۶۰

مَقامِ مَحمُود (۱۷: ۷۹) = عِلّیّین (۸۳: ۱۸) = کتابِ مرقوم (۸۳: ۲۰) = کتابِ مکنون (۵۶: ۷۷-۷۹) = وجہُ اللہ (۲: ۱۱۵، ۵۵: ۲۷، ۲۸: ۸۸)۔

قرآنِ حکیم کے بہت سے مقامات پر اللہ تعالیٰ کی پاک ملاقات کا ذکر ہے، رسولِ اکرمؐ کا ارشاد ہے: مَنْ رَانِی فَقَدْ رَأَ اللّٰہ = جس نے مجھکو دیکھا اُس نے (گویا) خُدا کو دیکھا۔ اور یہاں فرمانِ امام مُحمّد باقرؑ (ما قِیلَ فِی اللّٰہِ) بھی پیشِ نظر ہو، پس ممکن ہے کہ خدا کے دیدار کی تاویل امامِ مُبین کا دیدار ہو، جبکہ امامِ زمان وجہُ اللہ ہے = آئینۂ خدائے نُما ہے، مظہرِ نورِ الٰہی ہے، اللہ کا زندہ اسمِ اعظم ہے، خدا کے حکم سے حظیرۂ قدس میں امامِ مبین ہی کا نورِ اقدس طُلوع ہوتا ہے۔

سوال: وہ سرزمین کونسی ہے، جس کے بہت سے مشارق ومَغارِب ہیں اور جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے لاتعداد برکتوں سے مالامال فرمایا ہے (۷: ۱۳۷)؟ جواب: یہ حظیرۂ قدس کی خوبصورت اور پُرحکمت مثالوں میں سے ایک بڑی عمدہ مثال ہے، ح۔ق کا صرف ایک ہی مشرق ہے، جو خود مغرب بھی ہے، اور بہت بڑی عجیب بات یہ ہے کہ یہی بہت پاک مقام بہت سے مشارِق و

مغارِب کا کام کر رہا ہوتا ہے، پس ان کثیر مشارِق و مغارِب کے ذریعہ آفتابِ نورِ امامِ مُبین کثرت سے طلوع و غروب ہوتا ہے، ہر طلوع اور ہر غروب ایک بے نام حقیقت کی طرف اشارہ ہے، اب خدا کی جانب سے صرف امامِ زمان ہی بتا سکتا ہے کہ وہ حقیقت کس نام سے ہے، اسی طرح بہت سے اشارے، بہت سے اسماء، اور بہت سے مُسمّا ہو گئے، اور یہ خزانۂ نورِ امامِ زمان کے اسرار میں سے ایک سِرِّ عظیم ہے جس کے مطابق حضرتِ آدم خلیفۃ اللہ علیہ السلام کو امامِ زمانؑ نے علمُ الاسماء کی تعلیم دی تھی۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
منگل ۲۲، جنوری ۲۰۰۲ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔۶۱

حضرتِ مولانا امام سلطان محمد شاہ حجّتِ قائم (روحی فداہٗ) کا مبارک ارشاد ہے: دُنیا میں ہمیشہ تین سو تیرہ (۳۱۳) مومن ہوتے ہیں اگر وہ نہ ہوں تو دُنیا کا نظام نہ چلے۔ (کلامِ امامِ مُبین حصّہ اوّل منجیوڑی ۲۷۔۱۲۔۱۸۹۳ء)

کہتے ہیں کہ اصحابِ طالوت اور اصحابِ بدر کی تعداد برابر تھی (تین سو تیرہ = ۳۱۳) اور اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ حضرتِ امامِ عالی مقامؑ کا ایک خاص روحانی لشکر ہے، جس کی تعداد امام علیہ السّلام نے خود ہی بتا دیا، اور مولائے پاک نے ہر طرح سے روحانی ترقّی پر بہت ہی زور دیا ہے، یقیناً امام کا یہ لشکر بطریقِ روحانی فاتحِ عالم = فاتحِ کائنات ہو سکتا ہے۔

سُورۂ توبہ (۹: ۳۳) سُورۂ فتح (۴۸: ۲۸) اور سُورۂ صف (۶۱: ۹) میں ایک ہی ارشاد ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے: اللہ وہی تو ہے، جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے پورے کے پورے دین پر غالب کر دے خواہ مشرکین کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔

اِس انتہائی عظیم آسمانی پروگرام کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ اِس بندۂ ناچیز کو بفضلِ خدا اسکی یہ معرفت حاصل ہوئی ہے کہ جانشینِ

رسولؐ = امامِ آلِ محمدؐ = امامِ زمانؑ = امامِ مبینؑ بحکمِ خدا اپنے روحانی لشکر اور روحانی قیامت کے ذریعے سے دینِ حق کو دیگر ادیان پر غالب کر دیتا ہے، اور اسی طرح سب لوگ بوسیلۂ امامِ آلِ محمدؐ خدا کے دین میں زبردستی سے لا کر بہشت میں داخل کئے جاتے ہیں، تاکہ وہ یہ دیکھ سکیں کہ سلاطینِ بہشت کون ہیں اور شاہنشاہِ بہشت کون ہے، آپ اس حقیقت کو ہرگز فراموش نہ کریں کہ ہر زمانے کا امام روحانی قیامت کا تجدّد (REVIVAL; RENEW) کرتا ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

بدھ، ۲۳، جنوری ۲۰۰۲ء

خَطِیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت

قِسط ۔ ۶۲

امامِ زمان صلوٰتُ اللہ علیہ کے خاص روحانی لشکر کا تعلّق اجسامِ لطیف سے بھی ہوسکتا ہے، جن کا ذکر قرآنِ حکیم میں موجود ہے، جیسے سرابیل (۱۶: ۸۱) ظِلال = اجسامِ مثالی (۱۶: ۸۱) لَبُوس (۲۱: ۸۰) جُثّۂ ابداعیّہ یا قالبِ نورانی۔

خاص روحانی لشکر کا گہرا تعلّق فرشتوں سے بھی ہے اور جنّات سے بھی ہے (۳: ۱۲۴-۱۲۵) چونکہ امامِ آلِ محمدؐ کی روحانی سلطنت حضرتِ سُلیمانؑ ہی کی روحانی سلطنت جیسی ہے، لہٰذا سورۂ نمل (۲۷: ۱۷) میں جس طرح لشکرِ سُلیمان کا ذکر آیا ہے بالکل اُسی طرح امامِ مبین کے بھی لشکر ہیں حقیقت یہ ہے کہ لشکرِ سُلیمانی میں انس و جنّ اور فرشتے تھے، اور پرندے اس میں فرشتوں کی مثال ہیں، ورنہ پرندے جنگ نہیں کرسکتے ہیں جبکہ روحانی جنگ کیلئے صرف تین قسم کی مخلوقات درکار ہیں، وہ انسانان، جنّات، اور فرشتے ہیں۔

وَحُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُہٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّیْرِ فَھُمْ یُوْزَعُوْنَ (۲۷: ۱۷)، ترجمہ: اور سُلیمانؑ کیلئے جنّات اور انسانان اور پرندوں (فرشتوں) کے لشکر جمع کئے گئے تھے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

بدھ، ۲۳، جنوری ۲۰۰۲ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط - ۶۳

از کتاب عملی تصوّف اور روحانی سائنس، بعنوان "جِنّات کے بارے میں چند سوالات": روحانی سائنس کے سلسلے میں یہ بھی ایک اہم موضوع ہے کہ ہم قرآنِ حکیم اور روحانیت کی روشنی میں جِنّات سے متعلق بطریقِ سوال و جواب کچھ معلومات فراہم کریں، کیونکہ بعض لوگ اس مخلوقِ لطیف کے وجود ہی سے انکار کرتے ہیں، اور بعض کو انکار تو نہیں، لیکن وہ جنّ کی اصل حقیقتوں سے ناآشنا اور نابلد ہیں، لہٰذا ہماری کلیدی معلومات درجِ ذیل ہیں:۔

(۱) س: جنّ اور پری قوم کے درمیان کیا فرق ہے یا کیا رشتہ ہے؟ لفظی لحاظ سے جنّ کے کیا معنیٰ ہیں؟ اور پری کو کس معنیٰ میں پری کہا گیا؟ ج: جنّ اور پری ایک ہی قوم ہے، اس لئے فرق اور رشتے کا سوال خود بخود ختم ہو جاتا ہے، کیونکہ ایک ہی قوم اور ایک ہی مخلوق ہے، جس کا نام عربی میں جنّ اور فارسی میں پری ہے، لفظِ جنّ پوشیدہ ہونے اور نظر نہ آنے کے معنی کو ظاہر کرتا ہے، جبکہ پری (پریدن سے) اُڑنے کو کہتے ہیں۔

(۲) س: سورۂ نمل (۲۷: ۱۷) میں ایک آیۂ کریمہ وَحُشِرَ ... تا یُوْزَعُوْنَ ہے، جس کا ترجمہ ہے: سُلیمانؑ کے لئے جنّ اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کئے گئے تھے اور وہ پورے ضبط میں رکھے جاتے تھے۔

یہاں یہ ایک فطری سوال ہے کہ پرندے آدمیوں سے بھاگتے ہیں اور آدمی جنّات سے ڈرتے ہیں، پھر ان لشکروں کی یکجائی کیوں کر ممکن ہو سکتی ہے؟
ج: عالمِ ذرّ میں تمام مخلوقات اور جملۂ اشیاء ایک جیسے ذرّات ہیں، لہٰذا ماننا ہوگا کہ حضرتِ سُلیمان علیہ السلام کے یہ تمام لشکر ذرّاتی اور روحانی صورت میں تھے۔

(۳) س: یہ تو معلوم ہی ہے کہ ابلیس سُجُودِ آدم ؑ سے انکار کرنے پر راندہ ہوگیا، اس سے قبل وہ فرشتوں میں سے تھا (۲: ۳۴) یہ شہادت چند آیاتِ کریمہ میں موجود ہے، اور سورۂ کہف کے ایک ارشاد (۱۸: ۵۰) میں ہے کہ وہ اس نافرمانی سے پہلے جنّات میں سے تھا، آپ یہ بتائیں کہ اس میں کیا راز ہو سکتا ہے؟ ج: اس میں بہت بڑا راز یہ ہے کہ مؤمن جنّ ہی فرشتہ ہوتا ہے، اور فرشتہ ہی مؤمن جنّ ہوتا ہے۔

(۴) س: کہا جاتا ہے کہ انسان میں عاجزی اور حلیمی اس وجہ سے ہے کہ اسکی سرِشت مٹی سے ہوئی، اور جنّ میں سرکشی اس سبب سے ہے کہ وہ شعلۂ آتش سے پیدا کیا گیا ہے، اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ ج: خیر و شرّ کی یہ توجیہہ بڑی عجیب ہے، کیونکہ سارے انسان عاجز و حلیم نہیں ہیں، اور نہ ہی تمام جنّات سرکش ہو سکتے ہیں، آپ سورۂ جنّ (۷۲) میں آیت ۱۱، اور ۱۴ کو ذرا غور سے پڑھ لیں، مزید برآں نکتۂ راز تو یہ ہے کہ جنّ کو خداوند تعالیٰ آدمی کی روحانی ترقّی سے پیدا کرتا ہے، یعنی جنّ انسان کا جسمِ لطیف ہی ہے کہ جب کوئی مؤمن عشقِ سماوی کی آگ میں جلتے رہنے کی سعادت حاصل کرتا ہے تو اسی حال میں شعلۂ عشق سے جنّ (فرشتہ = جسمِ لطیف) کا ظہور ہوتا ہے۔

(۵) س: آپ سورۂ رحمٰن (۵۵) کی آیاتِ شریفہ ۱۴ تا ۱۶ کی حکمت

بیان کریں۔ ج: اسی (خدا) نے انسان کو ٹھیکری کی طرح کھنکھناتی ہوئی مٹی (یعنی صورِ اسرافیل کی ابتدائی آواز) سے پیدا کیا اور اسی نے جنّات کو آگ کے شعلے (یعنی سالک کے نورِ عشق) سے پیدا کیا، پس اے جنّ و الانس! تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جُھٹلاؤ گے؟ اس کا مطلب یہ ہُوا کہ انسان اور جنّات قانونِ کثرت کے تحت الگ الگ بھی ہیں، اور قانونِ وحدت کے مطابق ایک بھی ہیں۔

(۶) س: اے گروہِ جنّ و انس، اگر تم سے ہو سکتا ہے کہ تم آسمانوں کے اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو (چلو) نکل جاؤ حالانکہ بغیر غلبہ تم نکل نہ سکو گے (۵۵: ۳۳) کیا آپ اس ارشاد کی کوئی حکمت بتا سکتے ہیں؟ ج: (انشاء اللہ تعالیٰ) یہ بہت بڑا امتحان روحانی سفر سے متعلق ہے جو انسان کی اپنی ذات میں ہے کہ اگر کوئی مؤمنِ سالک علم و عبادت کے زور سے ذاتی کائنات کی چھت پر چڑھ سکتا ہے تو وہ یقیناً ان خزائنِ معرفت کو حاصل کر لیتا ہے جو زمان و مکان سے بالاتر ہیں، کیونکہ تمام تر مشکل مسائل قیدخانۂ کائنات ہی میں ہیں۔

(۷) س: آپ قرآنِ پاک کے حوالے سے یہ بھی کہتے ہیں کہ بہشت کائنات کی وسعتوں میں پھیلی ہوئی ہے، اور ستاروں پر لطیف زندگی ہے، ایسے میں کائنات سے باہر جانے کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ ج: کائناتی بہشت معرفت سے مشروط ہے، معرفت کے خزانے لامکان میں ہیں، آپ اس کائنات کو دماغ میں رکھتے ہوئے ازل کا تصوّر نہیں کر سکتے ہیں، نہ لامکان کو پہچان سکتے ہیں اور نہ حظیرۂ قُدس کے اسرار سے آگہی ہو سکتی ہے، پس سالک کے لئے یہ سفر ضروری ہے کہ وہ اپنے جنّات یعنی فرشتوں میں مُدغم ہو کر عالمِ شخصی

کی چھت پر چڑھ کر ایک بار دیکھے تاکہ تمام علمی و عرفانی عقدے کھل سکیں۔

نصیر الدّین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی
کراچی
پیر، ۱۷، رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ
۲۷، جنوری ۱۹۹۷ء

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
جمعہ ۲۵، جنوری ۲۰۰۲ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۶۴

سورۂ احقاف (۴۶: ۲۹-۳۲) میں ایماندار جنّات کے بارے میں ارشاد ہے جو حسبِ ذیل ہیں: وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ۔ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔

ترجمہ: (اور وہ واقعہ بھی قابلِ ذکر ہے) جب ہم جنوں کے ایک گروہ کو تمہاری طرف لے آئے تھے تاکہ قرآن سنیں۔ جب وہ اُس جگہ پہنچے (جہاں تم قرآن پڑھ رہے تھے) تو انہوں نے آپس میں کہا خاموش ہو جاؤ۔ پھر جب وہ پڑھا جا چکا تو وہ خبردار کرنے والے بن کر اپنی قوم کی طرف پلٹے انہوں نے جا کر کہا: "اے ہماری قوم کے لوگو، ہم نے ایک کتاب سُنی ہے جو موسیٰؑ کے بعد نازل کی گئی ہے، تصدیق کرنے والی ہے اپنے سے پہلے آئی ہوئی

کتابوں کی رہنمائی کرتی ہے حق اور راہِ راست کی طرف۔ اے ہماری قوم کے لوگو، اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت قبول کرلو اور اُس پر ایمان لے آؤ، اللہ تمہارے گناہوں سے درگزر فرمائے گا اور تمہیں عذابِ الیم سے بچا دے گا۔" اور جو کوئی اللہ کے داعی کی بات نہ مانے وہ نہ زمین میں خود کوئی بل بوتا رکھتا ہے کہ اللہ کو زچ کر دے، اور نہ اُس کے کوئی ایسے حامی و سرپرست ہیں کہ اللہ سے اُس کو بچا لیں، ایسے لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
جمعہ ۲۵، جنوری ۲۰۰۲ء

ISWLS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ٦٥

قاموس القرآن صـ۲۴۹ پر انبیاء کی تعداد، ایک لاکھ چوبیس ہزار، اور رسولوں کی تعداد تین سو تیرہ ہے، لغات الحدیث کتابِ ن، صـ۴ پر ہے: دُنیا میں ایک لاکھ بیس ہزار پیغمبر آئے ہیں، ان میں رسول (جو صاحبِ شریعت ہوں) تین سو تیرہ گزرے ہیں۔

کتابِ سرائر و اسرار النُّطقاء جو جعفر بن منصور الیمن الدّاعی الأجل یہ عظیم داعی کی کتاب ہے اس کے صـ۲۰ پر انبیاء علیہم السّلام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔

سورۂ انعام (۶: ۱۳۰) کے حوالے سے کسی کو فوری طور پر یہ گمان ہو سکتا ہے کہ شاید جنّات میں بھی نبی ہوئے ہوں گے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ جنّوں میں سے کوئی نبی نہیں ہوا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اصل و اساس انسان ہی ہے، یہی افضل اور برتر ہے، انسان ہی ایک دیندار جنّ ہو کر فرشتہ ہو سکتا ہے، اور انسان ہی نافرمانی سے ایک نافرمان جنّ اور شیطان ہو سکتا ہے، پس اصل پیغمبر انسانوں میں سے ہوتا ہے، اور جنّات میں سے جو مومن ہیں وہ مرکزِ ہدایت کی طرف سے قاصد یا ایلچی یعنی حدودِ دین ہو سکتے ہیں۔

شروع شروع میں ہم نے اپنی کم علمی کی وجہ سے یہ خیال کیا تھا کہ دو۲

دریاؤں کا سنگم صرف ایک ہی جگہ پر ہو سکتا ہے، مگر عرصۂ دراز کے بعد معلوم ہوا کہ خدا کی خدائی میں جگہ جگہ دو دریا اور سنگم ہے، پس انس وجنّ کے دو دریاؤں کا سنگم دیکھنا ہے تو سورۂ رحمان کو غور سے پڑھیں۔

پہلا سوال ہے کہ سورۂ رحمان کو کس وجہ سے عُروسُ القرآن کہا گیا ہے؟ دوسرا سوال ہے کہ اِس سُورہ کے حوالے سے اِنس وجنّ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں کیوں ایک ساتھ ہیں؟ بالفاظِ دیگر اللہ کی تمام نعمتیں اِنس وجنّ میں مُشترک کیوں ہیں؟

کیا ہر انسان میں ایک جنّ اور ایک فرشتہ نہیں ہیں اگر ہیں، تو سُنّتِ رسولؐ کے مطابق ہر عالی ہمّت مومن ذاتی جنّ کو مسلمان بنائے تاکہ تمام جنات کی بُرائی یکسر ختم ہو جائے، جو لوگ ذاتی جنّ کو مسلمان نہیں بنا سکتے ہیں، وہ بیرونی جنّات کو گالیاں دیتے ہیں۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔آئیؔ)
سنیچر ۲۶، جنوری ۲۰۰۲ء

خطیرۂ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ٦٦

سورۂ لقمان (۳۱: ۲۰) میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً۔

ترجمہ: کیا تم لوگ (چشمِ بصیرت سے) نہیں دیکھتے کہ اللہ نے زمین اور آسمانوں کی ساری چیزیں تمہارے لئے مُسخّر کر رکھی ہیں، اور اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر تمام کر دی ہیں؟

یہ آیۂ شریفہ عاشقانِ نورِ معرفت کے لئے ایک عظیم خزانہ ہے، اور اسکی حکمت درجہ بدرجہ ہے، اور اس کی آخری درجے کی حکمت خطیرۂ قدس میں ہے، آپ فنا فی الامام کی حقیقت کو تو مانتے ہوں گے، مگر روحانی قیامت کے ذریعے سے اسرافیل اور عزرائیل کا سہارا لے لیں اور بار بار امام کے لئے قربان ہو جائیں اور اس کے معجزات و انعامات کو دیکھیں، پھر قرآنِ حکیم کی تاویلی حکمت کی خدمت کریں۔

تجربۂ روحانی قیامت اور حصولِ معرفت کی خاطر جیتے جی مر جانا انتہائی سخت مشکل کام ہے، مگر امامِ مبین کوئی وسیلہ بنا سکتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی بے پایان رحمت سے تمہیں ظاہری اور باطنی

نعمتیں اور قوتیں عطا کردی ہیں، تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ تم ایک دن جسمِ لطیف میں جہاز کے بغیر پرواز کرو گے، فون کے بغیر دنیا کے مختلف ممالک میں رہنے والے دوستوں سے بات کر سکو گے، ٹی وی کے بنا مناظرِ عالم کو دیکھ سکو گے، کیا یہ قانونِ تسخیر اور رحمتِ خداوندی سے بعید ہے؟ قرآنِ حکیم میں ایسی بہت سی بشارتیں موجود ہیں، صرف سمجھنے کا فرق ہے، ورنہ قرآن میں کیا نہیں ہے؟

الحمدُ للهِ علىٰ منّهٖ واحسانهٖ۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
اتوار، ۲۷، جنوری ۲۰۰۲ء

حظیرۂ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ٦٧

اِمامِ مُبین اَرْ وَاحُنَا فِدَاہُ کے خزانۂ باطن سے علم وحکمت کی ہر ہر نعمت مِلتی ہے، الحمدُ للہِ ربِّ العٰلمین، وَالعَاقِبَۃُ لِلمُتَّقِین۔

اوّ مناسَن اِپی لعنی کائناتی بہشت میں ہر نعمت ممکن ہے، دُنیا آخرت نہ ہرکس بلکہ دُنیا آخرت کی کھیتی باڑی ہے، لٰہذا نیک اعمال کا اجر وصلہ دُنیا میں جُزوی طور پر اور آخرت میں کُلّی طور پر مِلتا ہے، کیونکہ کُلّی بہشت آخرت میں ہے۔

سوال: کیا دُنیا میں اللہ کا دیدار ہو سکتا ہے؟ جواب: جی ہاں، لیکن دیدار اور کلام دونوں انتہائی عظیم معجزے ایک ساتھ نہیں ہوتے، لٰہذا جب کسی بشر کو دیدار ہوتا ہے تو اُس حال میں کلام کی بجائے کوئی پُرحکمت اشارہ ہوتا ہے (۴۲: ۵۱)۔

حدیثِ شریف ہے: اَعْرَفُکُمْ بِنَفْسِہٖ اَعْرَفُکُمْ بِرَبِّہٖ۔ تم میں جو سب سے زیادہ اپنی رُوح کا عارف ہو، وہی تم میں سب سے زیادہ اپنے ربّ کا عارف ہے۔ یہ عالمِ شخصی اور حظیرۂ قدس کا حوالہ ہے، اس سے معلوم ہُوا کہ عارف اپنی رُوح ہی میں حضرتِ ربِّ تعالیٰ کا دیدار کر کے اس کی معرفت

حاصل کرتا ہے، جیسے مولا علی علیہ السلام کا ارشاد ہے: مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ = جس نے اپنی روح کو پہچان لیا، جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے، تو اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا، کیونکہ روح عالمِ امر سے آئی ہے، اور وہ وہاں خدا سے واصل ہے (۱۷: ۸۵)۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔ آئیؔ)
پیر، ۲۸، جنوری ۲۰۰۲ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۂ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ٦٨

سوال: آیا سورۂ فرقان (۲۵: ۴۵-۴۶) میں دیدارِ خداوندی کا ذکر ہے؟ جواب: جی ہاں، وہ مقامِ خطیرۂ قدس کا دیدار ہے، وہاں ظلِ الٰہی = سایۂ خدا کی تمثیل ہے، خدا کا سایہ نہیں ہوتا ہے، بلکہ عکسِ نور ہوتا ہے، مثال کے طور پر آئینے میں سورج کا عکس یعنی تصویر۔

دُنیا میں جو لوگ حقیقی اطاعت اور علم و عبادت سے مِرآتِ قلب = آئینۂ دل کو پاک و پاکیزہ کرتے ہیں، وہ یقیناً چشمِ باطن سے اپنے دل ہی میں خدا کا دیدار کرتے ہیں، اور ایسے ہی لوگوں کو شمسِ ہدایت اللہ سے ملا دیتا ہے، اور آیۂ شریفہ کا مفہوم اسی طرح سے ہے۔

حضرتِ حکیم پیر ناصر خسرو کا پُر از معرفت شعر ہے:

زنورِ او تو ہستی ہمچو پرتو (عکس)
حجاب از پیش بردار و تو او شو

ترجمہ: تو اس کے نور کا عکس ہے، پردہ سامنے سے ہٹا کر تو وہ ہو جا۔

بحوالۂ سورۂ اعراف (۷: ۱۵۵) حضرتِ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے جن ستّر رجال کو اپنے ساتھ کوہِ طُور پر لے جانے کے لئے مُنتخب کیا تھا، اُن کو دیدار

ہوا تھا یا نہیں ؟ ج : یقیناً ان کو دیدار ہُوا تھا۔

سوال : خود حضرتِ موسیٰؑ کو ربِّ تعالیٰ کا پاک دیدار ہُوا تھا یا نہیں ؟

ج : حضرتِ موسیٰؑ کو ربُّ العزّت کا دیدار ہُوا تھا در حالے کہ خدا کے دستِ مُبارک میں لپیٹی ہوئی کائنات تھی یا کتابِ مکنُون، یا گوہرِ عقل تھا، یا نُورُالانوار، اور یہ اُس آیت کی تاویل ہے۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (الیس۔ آئی)

پیر، ۲۸، جنوری ۲۰۰۲ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۶۹

حضرتِ آدم خلیفۃ اللہ علیہ السلام کی تخلیقِ روحانی کے سلسلے میں چالیس صُبحیں ایسی خاص اور کامیاب تھیں کہ حدیثِ قدسی ہے: خَمَّرْتُ طِيْنَةَ آدَمَ بِيَدَيَّ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا۔ ترجمہ: میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے آدم کی مٹی کو چالیس صُبحوں میں گُوندھ لیا۔

سوال: اللہ تبارک وتعالیٰ وہ قادرِ مطلق ہے، جو اپنے ہر کام کو صرف کُنْ (ہوجا) فرما کر یا کُنْ کا صرف ارادہ کر کے انجام دیتا ہے، پھر آدم کی تخلیق میں اتنی تاخیر کیوں ہوئی؟ جواب: ایک ہے عالمِ خلق = عالمِ جسمانی، اور دوسرا ہے عالمِ امر = عالمِ روحانی، پس عالمِ خلق میں ہر چیز کے پیدا ہونے میں وقت لگتا ہے، اور اس کے برعکس عالمِ امر میں ہر چیز اللہ کے فرمانِ کُنْ (ہوجا) ہی سے کسی تاخیر کے بغیر موجود و مشہود ہو جاتی ہے۔

سوال: اللہ کے دونوں ہاتھوں سے کیا مراد ہے؟ جواب: اللہ کے دونوں ہاتھ عالمِ سفلی میں ناطق اور اساس ہیں، اور عالمِ عُلوی میں، عقلِ کُلّ اور نفسِ کُلّ ہیں۔

سُورۂ مائدہ (۵: ۶۴) میں ارشاد ہے: بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ یعنی اللہ کے دونوں ہاتھ تو فیاضی میں بڑے کشادہ ہیں۔ اِس آیت کی تاویل کو وجہِ دین میں بھی پڑھیں۔

سورۂ صٓ (۳۸: ۷۵) سے بیانِ بالا کی تصدیق ہو جاتی ہے۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی) منگل ۲۹، جنوری ۲۰۰۲ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۷۰

حضرتِ مولانا امام سلطان محمد شاہ صلوات اللہ علیہ نے فرمایا: تم نورانی بدن = جسمِ لطیف کے ساتھ بہشت میں جاؤ گے، تمہارے پاس جو اسمِ اعظم = بول ہے، وہ دنیا میں کسی کے پاس نہیں ہے، ہمارا مذہب روحانیت کا مذہب ہے، اس لئے تمہیں اس کا پورا پورا علم ہونا چاہئے۔ (کلامِ امامِ مبین حصّۂ دوم۔ زنجبار۔ ۱۹-۲-۱۹۲۵ء)۔

ایک بھائی نے امامؑ کے حضور عرض کی کہ مجھے دنیا میں رہنا اچھا نہیں لگتا ہے، اس لئے مجھے اصل میں واصل فرمائیں، تو امامؑ نے فرمایا: دنیا میں رہو، یہاں رہتے ہوئے مؤمن کے کام کرو۔ تو اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی تم اصل سے واصل ہو سکتے ہو، ہمارے مذہب میں دنیا میں رہ کر اصل میں واصل ہونا بہت آسان ہے، آپ بیتُ الخیال میں داخل ہوئے تو اُس وقت ہم نے جو فرمان فرمایا تھا اس کے مطابق عمل کرو گے تو دل میں عشق پیدا ہوگا اور ہر چیز ممکن ہو سکے گی۔ (کلامِ امامِ مُبین حصّۂ دوم۔ دارُالسلام۔ ۹-۳-۱۹۲۵ء)

تمہارے دل میں خداوند تعالیٰ کا نور ہے، اگر دین پر سچے دل سے چلو گے تو یہ نور ظاہر ہوگا (کلامِ امامِ مُبین حصّۂ اوّل۔ جامنگر۔ ۹-۴-۱۹۰۰ء)۔

تم ہماری روحانی اولاد ہو اور یاد رکھنا کہ "روح ایک ہی ہے"۔ (کلامِ

امامِ مبین حصۂ اوّل۔ ممباسہ۔ ۱۲۔۱۱۔ ۱۹۰۵ء)

سُبحان اللہ! سُبحان اللہ! اور یاد رکھنا کہ "روح ایک ہی ہے"۔ سُبحان اللہ شاید یہاں سب سے بڑا انقلابی راز ہے، یعنی یک حقیقت۔ میں تو اس سے جیسے بے ہوش ہوگیا، مجھے ہوش میں آنے دو اور سوچنے دو، میرے لئے ایک نیا معجزہ ہے!

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
بُدھ ۳۰، جنوری ۲۰۰۲ء

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

خطیرۃُ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۱۷

مخفی روحانی قیامت کے معجزات کا ذکر قرآنِ حکیم میں ہے ان کو نہ تو کوئی شمار کر سکتا ہے اور نہ ہی علی الترتیب بیان کر سکتا ہے، کیونکہ روحانی قیامت کے ناموں میں سے ایک نام طوفانِ نوحؑ ہے (۱۴:۲۹) اگر کسی غریب و ناچار نے اسے دیکھا بھی ہو تو وہ اسکی کامل و مکمل عکاسی کس طرح کر سکتا ہے؟ اے برادران و خواہرانِ روحانی! تم سب ان شاء اللہ بہشت میں جا کر کسی نامۂ اعمال یا نورانی مُووی میں سرتاسر روحانی قیامت اور اس کے تمام معجزات کو دیکھو گے، آمین! اعزیزانِ من! معجزۂ زلزال بڑا بابرکت ہے، جو روحانی قیامت کے معجزات میں سے ہے، اس کے قرآنی حوالے یہ ہیں: (۱:۹۹)، (۲:۲۱۴)، (۲۲:۱) اور (۳۳:۱۱) معجزۂ زلزال کے اس بیان میں حقیقت بھی ہے اور حکمت بھی، وَاللہ، میں نے بارہا یہ معجزہ ظاہراً و باطناً دیکھا، اور جماعت کے بعض افراد پر ظاہراً واقع ہوتے ہوئے بھی جبکہ ذکرِ جلی کی محفلیں ہوتی تھیں، کنیڈا میں جناب بحرُ العُلوم بھی تشریف رکھتے تھے بعض جماعت خانوں میں ہمیں درویشانہ ذکرِ جلی کی اجازت ملی تھی درویشانہ ذکرِ جلی قدیم ہے یہ دراصل دف و رباب کے ساتھ ہے، یہ رسم درویشانہ ہے تو لازماً صوفیانہ ہے، اور اسکی تاریخ حضرتِ داؤد نبی، خلیفۃُ اللہ اور

اِمامِ مُستودع اور ان کی آسمانی کتاب زبور تک جاتی ہے۔ قرآنِ پاک میں زبور کا ذکر ہے: (۲۱: ۱۰۵)، (۴: ۱۶۳)، (۱۷: ۵۵)، (۲۶: ۱۹۶)، (۳: ۱۸۴)، (۱۶: ۴۴)، (۳۵: ۲۵)، (۵۴: ۴۳)۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (الیس۔ آئی)
بدھ ۳۰، جنوری ۲۰۰۲ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۲۷

اے برادران و خواہرانِ عزیزِ روحانی! آپ کو دین کی یہ اساسی حکمت بتائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی چیزیں دُنیا کی چیزوں سے نہایت پاک و برتر ہیں، جیسے اللہ کا قلم، جو فرشتہ، عقلِ اوّل = عقلِ کُلّ = نورِ محمّدی = زندہ عرش ہے، لوحِ محفوظ = ثانی = نفسِ کُلّ = نورِ علی = زندہ کُرسی ہے۔

اللہ کے چھ دن جن میں اس نے عالمِ دین کو پیدا کیا، چھ ناطق ہیں، اور خدا کا ساتواں دن = سنیچر، جس میں اللہ نے عرش پر مُساواتِ رحمانی کا کام کیا، حضرتِ قائمؑ ہے، اللہ کا دین = رسولِ پاک صلعم تھا، بحوالۂ سورۂ نصر (۱۱۰: ۲) اور آپؐ کے بعد مولا علیؑ خدا کا دین ہے، جیسا کہ مولا کا پاک ارشاد ہے: اَنَا دِیْنُ اللّٰہِ حَقّاً = یہ حقیقت ہے کہ میں خدا کا دین ہوں۔ اَنَا نَفْسُ اللّٰہِ حَقّاً یعنی میں نفسُ اللہ ہوں۔ (کتابِ سرائر ص ۱۱۷)

نفسُ اللہ کا حوالہ: (۶: ۱۲، ۶: ۵۲-۵۴) پہلی آیت میں ہے: کَتَبَ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ = اس نے اپنے نفس = مظہرِ نور = امام میں قانونِ رحمت لکھا ہے۔ دوسری آیت میں: کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ یعنی تمہارے ربّ نے اپنے نفس = مظہرِ نور = امامِ مُبین میں قانونِ رحمت درج کیا ہے۔

سُورۂ مُؤمِن (۴۰: ۸۵) کا تاویلی مفہوم بیحد ضروری ہے: اللہ کی سُنّت نُورٌ علیٰ نُورٍ کے پاک اشخاص کے سِلسِلے میں بارہا گزر بھی چکی ہے، اور کسی تبدیلی کے بغیر اس کا تجَدُّد سِلسِلۂ مذکور میں جاری بھی ہے۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
جمعرات ۳۱، جنوری ۲۰۰۲ء

خطیرۂ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۳۷

بحوالۂ کتابِ کوکبِ دُرّی بابِ سوم: امامِ مبین صلوات اللہ علیہ اپنی نورانیتِ باطن میں لوحِ محفوظ ہے، جس کی کامل معرفت خطیرۂ قدس میں ہے، اسی لوحِ محفوظ میں قرآنِ مجید محفوظ ہے (۸۵: ۲۱-۲۲) اور اسی وجہ سے امامِ مبین قرآنِ ناطق کہلاتا ہے، مزید صراحت کے لئے قرآنِ حکیم میں کتابِ ناطق یعنی بولنے والی کتاب کی تعریف کو بھی پڑھیں (۲۳: ۶۲، ۴۵: ۲۹) حضرتِ امامؑ اپنے پاک نور میں ساعت = قیامت ہے، اور مضامینِ قرآن میں قیامت کا مضمون اپنے کثیر ناموں کے ساتھ بڑا زبردست اور سرتاسر قرآن میں پھیلا ہوا ہے، اسی طرح امامِ مُبین کا ہر اسم، ہر لقب، اور ہر وصف جُملۂ قرآن میں محیط ہے، اِسی لئے مولانے ارشاد فرمایا: وَاَنَا وَجْهُ اللّٰهِ الَّذِیْ ذَكَرَهٗ بِقَوْلِهٖ (فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۲: ۱۱۵) (کتابِ سرائر ص ۱۱۷)۔

پس میں ایک عاشق درویش کہتا ہوں: مکان ولامکان، اوّل، آخر، ظاہر، باطن، آسمان وزمین، عالمِ شخصی، اور قرآنِ حکیم میں جہاں بھی دیکھو اور جس طرف بھی توجّہ کرو، وہیں وجہُ اللہ = امام کا نور موجود ہے یعنی عارفِ حق پرست کے لئے ہر طرف اور ہر جگہ دیدار ہی دیدار ہے، کیونکہ خدا خود ہی اسکی آنکھ ہو چکا ہے۔

حُجّتِ قائم القیامتؑ نے فرمایا کہ حقیقت میں صرف ایک ہی روح ہے اور وہی سب ہے، یہ یک حقیقت کی بڑی خوبصورت صراحت ہے، ہر شخص ڈرتے ڈرتے اسے قبول کرے، مبادا کوئی شخص تکبُّر کا شکار ہو جائے۔

اللہ نے چھ دن = چھ ادوارِ بزرگ میں عالمِ دین کو پیدا کیا، اور ساتویں دن اُس نے حظیرۂ قدس میں مونوریالٹی = یک حقیقت کا کام کیا، آج یکایک یہ سِرِّ اعظم بھی عزیزوں پر ظاہر ہُوا کہ اِن تمام قِسطوں کا ایک ہی عنوان (حظیرۂ قدس) کیوں ہے؟

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

جمعہ، یکم فروری ۲۰۰۲ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۷

بحوالۂ کتابِ کوکبِ دُرّی، بابِ سوم: امامِ مُبین ہی اپنی پاک نورانیّت میں وہ کتاب ہے، جس میں کوئی شک ہی نہیں، بلکہ یقین ہی یقین ہے (۲: ۱-۲)۔ امامِ زمان عَلَیہِ السّلام ہی اللہ کے اَسماءُ الحُسنیٰ ہے (۷: ۱۸۰) جن کے بارے میں اللہ کا حکم ہے کہ انہی اَسماءُ الحُسنیٰ سے اُس کو پُکارا جائے۔ امامِ مُبین مقامِ نورانیّت پر قرآن کا ترجمان اور مُؤوِّل ہے، وہی علمِ الٰہی کا خزانہ دار ہے، وہی ناقور بھی ہے، قیامت بھی ہے، اور قائمِ قیامت بھی۔ مولانے فرمایا کہ وہ نُورِ کُوہِ طُور ہے، اُس کا ارشاد ہے کہ وہ ذوالقرنین ہے۔

امامِ مُبین لوگوں پر خدا کی حُجّت ہے۔ دابۃُ الارض امام کا ایک معجزہ ہے (ہزار حکمت ح: ۳۳۳)۔ امام کے پاس فصلُ الخِطاب ہے (۳۸: ۲۰) = ایک فیصلہ کُن کَلِمۂ تامّہ۔

امامِ مبین نورانیتِ باطن میں حاملِ عرش اور عالِمِ تاویل ہے۔ امام خدا کا زندہ اسمِ اعظم ہے۔ اور آیاتُ اللہ = خدا کی نشانیاں = معجزات کہلاتا ہے۔

امامِ عالی مقام صَاحِبِ جُثّۂ اِبداعِیّہ ہے، حضرتِ امامؑ

پانی پر اللہ کا عرش بھی ہے اور اسی حال میں سفینۂ نوح بھی ہے، بحوالۂ تاویل (۱۱:۷) ہزار حکمت (ح: ۵۶۸)۔

اگر دُنیا کی ہزار زبانوں میں سے ہزار اشخاص عارف بن کر عالمِ شخصی میں جائیں تو امامِ مُبینؑ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اُس کی زبان میں کلام کرے گا۔ بحوالۂ تاویلِ آیت (۱۴:۴)۔ امامؑ رسولِ پاکؐ کے علم و حکمت کا دروازہ ہے۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔ آئیؔ)
جمعہ، یکم فروری ۲۰۰۲ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۷۵

چہار مُرغِ خلیل علیہ السلام (۲: ۲۶۰) سے متعلق سوال ہے: جب اللہ نے چار مذبوح پرندوں کو زندہ کر دیا، تو کیا اُس وقت حضرتِ ابراہیمؑ کے عالمِ شخصی میں رُوحانی قیامت برپا ہوئی تھی؟ جواب: جی ہاں۔ سوال: یہ چار پرندے جو قُدرتِ خدا سے زندہ ہو کر ابراہیمؑ کے پاس آ گئے وہ تاویلاً کون تھے؟ جواب: جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل، اور یہ حضرتِ ابراہیمؑ کے مومنین میں سے تھے، یہ پہلے گویا مُردہ تھے اب بحقیقت زندہ ہو گئے، یہ جسماً چار حُجّتانِ حُضوری تھے اور روحاً چار مُقرّب فرشتے، کیونکہ عالمِ شخصی عالمِ دین کا نمونہ ہوتا ہے۔

بحوالۂ کتاب نورِ مُبین اُردو ص ۳۹۹ کے آخر میں حضرتِ امام حسن علیٰ ذکرہ السلام کا یہ فرمان ہے: دنیا قدیم ہے، زمانہ جاودانی ہے، قیامت صرف روحانی ہے، بہشت و دوزخ معنوی (باطنی) ہیں، ہر ایک شخص کی مَوت اس کی قیامت ہے۔ جیسا کہ حدیثِ شریف کا ارشاد ہے: مَنْ مَّاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُہٗ یعنی جو شخص نفسانی طور پر مرتا ہے، اسکی روحانی قیامت برپا ہو جاتی ہے اور جو شخص کامیاب ریاضت نہیں کر سکتا ہے اسکی غیر شعوری قیامت ہوتی ہے، اور بہشت میں کسی کی غیر شعوری قیامت بھی شعوری قیامت ہو

سکتی ہے۔

سُورۂ لُقمان (۳۱: ۲۸) مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ اِس میں یہ اشارۂ حکمت ہے کہ نفسِ واحدہ کی روحانی قیامت میں سب ہوتے ہیں، مگر شعوری اور غیر شعوری کا بہت بڑا فرق ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
سنیچر، ۲، فروری ۲۰۰۲ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حَظِیرۃُ القُدس عالَمِ شخصی کی بہشت

قِسط ۔ ۷۶

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی بے پایاں رحمت سے ہر شخص کے لئے اِسی دُنیا ہی میں چار عالم بنا دئے ہیں، اور ان کے نام یہ ہیں : اوّل : عالَمِ بیداری، دُوُم : عالَمِ خواب، سِوُم : عالَمِ خیال، اور چہارُم : عالَمِ روحانیت۔ پس انسانی زندگی کی یہ بے قیاس وُسعت محض اِس مقصد کے پیشِ نظر ہے کہ انسان وقت کی اِس فراوانی سے فائدہ اُٹھا کر ذِکر و عبادت اور عِلم و حکمت کی تیاری سے روحانی قیامت میں داخل ہو جائے، تاکہ وہ اپنی رُوح اور اپنے ربّ کو پہچان سکے، اِس طریقِ کار کی خصُوصی اور کُلّی ہدایت صرف اور صرف امامِ زمان ہی (روحی فداہٗ) کے پاس ہے۔

آپ نے روحانی قیامت کا ایک نام طوفانِ نوح بتایا ہے، تو کیا اِس کا یہ مطلب ہے کہ ایسی قیامت انسان کو ہر طرف سے گھیر لیتی ہے یعنی بیداری اور خواب وخیال میں قیامت محیط ہو جاتی ہے؟ جواب : جی ہاں۔

اُطلُبُوا العِلمَ وَلَوْ بِالصِّیْنِ۔ صاحبِ جَوامِعِ الکَلِمْ کا یہ ارشادِ پاک ایک بہت ہی خاص معجزہ بھی ہے اور یاد آورِ تمام معجزاتِ چین بھی ہے۔

سُورۂ مُجادِلہ (۵۸ : ۲۱) کا یہ ارشاد : کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ

رُسُلِیْ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ۔ ترجمہ : اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رُسُل ہی غالب ہو کر رہیں گے، فی الواقع اللہ زبردست اور زورآور ہے۔

آپ بھول نہ جائیں، کہ غالب آنا ایک حَربی اِصطلاح ہے، جس کا اشارہ یقیناً روحانی قیامت کی جنگ کی طرف ہے، اور اس روحانی جنگ کا نورانی سردار یعنی صاحبِ قیامت امامِ زمان علیہ السلام ہی ہے (۱۷:۱۷)۔ الحمدُ للّٰہِ علٰی مَنِّہٖ وَاحسانِہٖ۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
اتوار ۳، فروری ۲۰۰۲ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۷۷

آیا یہ بات درست ہے کہ قرآنِ حکیم کی جن آیاتِ کریمہ میں شہیدانِ ظاہر کی تعریف آئی ہے، ان کی تاویل میں شہیدانِ باطن کی تعریف ہے؟ جواب: جی ہاں یہ قول درست اور حقیقت ہے۔

پہلی مثال: سورۂ آلِ عمران (۳: ۱۶۹-۱۷۱) وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۔ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِھِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْھِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو، وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں، اپنے ربّ کے پاس رزق پا رہے ہیں، جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے اُس پر خوش و خُرّم ہیں، اور مطمئن ہیں کہ جو اہلِ ایمان ان کے پیچھے دنیا میں رہ گئے ہیں اور ابھی وہاں نہیں پہنچے ہیں ان کیلئے بھی کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے، وہ تو اللہ کے انعام اور اس کے فضل پر شاداں و فرحاں ہیں اور ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ مومنوں کے اجر کو ضائع

نہیں کرتا۔

دوسری مثال: سورۂ محمّد (۴۷: ۴-۶) وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ۔ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ۔ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ۔

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں گے اللہ ان کے اعمال کو ہرگز ضائع نہ کرے گا، وہ ان کی رہنمائی فرمائے گا، ان کا حال درست کر دے گا اور اُن کو اُس جنّت میں داخل کرے گا جس سے وہ ان کو شناسا کرا چکا ہے۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
اتوار، ۳، فروری ۲۰۰۲ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حَظِیرۃُ القُدس عَالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔۷۸

سوال: شہیدانِ باطن کا تعلّق کس جہاد سے ہوتا ہے؟ جواب: یہ لوگ جہادِ اکبر کے شہید ہوتے ہیں جس کے بارے میں ایک مشہور حدیث یہ ہے: رَجَعنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ = ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ صحابۂ کرام نے پوچھا: حضور جہادِ اکبر کیا چیز ہے؟ فرمایا: اَلَا وَهِيَ مُجَاهِدَةُ النَّفْسِ = اچھی طرح سے سُن لو! جہادِ اکبر مُجاہدۂ نفس ہے۔ (کتاب کشف المحجوب)۔ یہ بھی ایک مشہور حدیث ہے: مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا = تم جسماً مر جانے سے قبل نفساً مر جاؤ (المعجم الصوفی ص ۱۰۳۳)۔ امامِ مُبین علیہ السّلام (روحی فداہٗ) اپنے جن مُریدوں کو اُن کی درخواست پر اِسمِ اعظم عطا فرماتا ہے، ان میں سے جو موتوا قبل ان تموتوا کے مطابق روحانی قیامت کے زیرِ اثر مر کر زندہ ہو جاتے ہیں، وہی باطنی شہید ہوتے ہیں، دراصل ان کی روحانی قربانی بھی ہوتی ہے، اور باطنی شہادت بھی۔

حضرتِ آدمؑ کے دو بیٹوں کی قربانی کی مثال بھی ہے اور ممثول بھی، اور ممثول یہ ہے کہ حضرتِ ہابیل باطن میں ذبیح اللہ بھی ہو گیا تھا اور شہید فی سبیلِ اللہ بھی۔ بحوالۂ سورۂ مائدہ (۵: ۲۷)۔ اگر حضرتِ اسماعیل

ذبیح اللہؑ سے پہلے اللہ کی کوئی ایسی سُنّت نہ ہوتی تو حضرتِ ابراہیمؑ بحکمِ خدا خواب میں اپنے فرزند کو ذبح نہ کرتے۔ سُورۂ صٰفّٰت (۳۷: ۱۰۲۔ ۱۰۵)۔ قرآنِ حکیم کے کتنے تاویلی اسرارِ عظیم اب تک ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہیں! اب ہم مانتے ہیں کہ مولانا ہابیل کے گوسفند کی قربانی مثال ہے، اور روحانی قیامت کے تحت جان کی قربانی ممثول ہے۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (الیس۔ آئیؔ)
پیر، ۴، فروری ۲۰۰۲ء

حَظِیرۃُ القُدُس عالَمِ شخصی کی بہشت

قِسط ۔ ۷۹

دائرۂ دُرُودِ شریف کا تَصَوُّر ایک ایسی نورانی رسّی کی طرح ہے، جو عرشِ برین اور فرشِ زمین کے درمیان گول شکل میں قائم کی گئی ہو، جی ہاں یہ مثال اور تَصَوُّر قرآن و حدیث ہی کی روشنی میں ہے، پس آپ جب جب محمدؐ و آلِ محمدؐ پر دُرود پڑھتے ہیں تو یہ پاک نورانی رسّی جو دراصل دُرود ہی کی رسّی ہے حرکت میں آتی ہے، جس کی وجہ سے آپ کی درخواست جو دُرُود کے الفاظ میں مخفی ہے، وہ عرشِ اعلیٰ کی طرف بلند ہو جاتی ہے، پھر اللہ اپنے فضل و کرم سے اس درخواست کو اپنے اِلٰہی دُرود میں فنا کر لیتا ہے، اور حسبِ ارشادِ سُورۂ احزاب (۳۳: ۴۳) اللہ سُبحانَہٗ وَتعالیٰ اور اُس کے فرشتے اہلِ ایمان پر دُرُود بھیجتے ہیں، جو رسُولِ پاکؐ یا جانشینِ رسولؐ یعنی امامِ زمانؑ کی مقدّس دعائے برکات کی صورت میں یہ آسمانی دُرود جملہ مومنین و مومنات کو ہر وقت حاصل ہوتا رہتا ہے۔

آپ دُرُودِ شریف کی پُرنور حکمت کو سرچشمۂ قرآن و حدیث سے عشق و محبّت کے ساتھ دلنشین کر لیں، مضمونِ صَلَوات میوۂ بہشت کی طرح بیحد شیرین، ایمان افروز اور روح پرور ہے، دُرُودِ شریف یعنی صَلَوات کا ایک مختصر اور جامع مضمون ہزار حکمت میں بھی ہے (ح: ۵۰۶ - ۵۱۰)۔

سوال: درودِ شریف کی زبردست فضیلت کا اصل راز کیا ہے؟ یہ سوال بہت بڑی اہمیّت کا حامل ہے، جس کی وجہ سے اِس کا جواب اور بھی زیادہ ضروری ہے، لہٰذا میں اِن شاءَ اللہ وَلیُّ امر کی یاری سے قسط، ۸۰ میں یہ جواب لکھنے کی سعی کروں گا کیونکہ اِس قسط کی ظرفیّت میں مزید گُنجائش نہیں۔

ن۔ن (حُبّ ِعلی) ہونزائیؒ (ایس۔آئی)
منگل، ۵، فروری ۲۰۰۲ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۸۰

یہ سوال پیدا ہوا تھا کہ درودِ شریف کی زبردست اہمیت وفضیلت کا اصل راز کیا ہے؟ الجواب: سُورۂ احزاب (۳۳: ۵۶) کا ترجمہ ہے: یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے (سب کے سب) نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں، اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم بھی ان پر دُرُود وسلام بھیجو۔ حکمائے دین کہتے ہیں کہ عقلِ کُلّ زندہ نور اور سب سے عظیم فرشتہ ہے، اور اسی طرح نفسِ کُلّ بھی، قلم اور لوح بھی فرشتے ہیں، عالمِ ذرّ میں فرشتے ہیں، عالمِ مَلکوت اور عالمِ جبروت میں فرشتے ہیں، کائنات کی ایک بالشت جگہ بھی فرشتوں سے خالی نہیں، سورج، چاند اور تمام ستارے بھی اپنی نوعیّت کے فرشتے ہیں، اللہ کے تمام سماوی اور ارضی لشکر فرشتے ہیں، وَلِلّٰہِ جُنُوۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ (۴۸: ۷) اور اللہ کے ایسے بے شمار نیک بندے ہیں جو کائناتی بہشت میں جا کر فرشتے ہو گئے ہیں، الغرض اللہ تعالیٰ اور یہ سب فرشتے محمدؐ وآلِ محمدؐ پر دُرُود بھیجتے ہیں، جب اصحابِ کبار نے آنحضرتؐ سے دُرود کے بارے میں پوچھا تو حضورؐ نے فرمایا: فَقُوۡلُوۡا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ ...... بحوالۂ حدیثِ بُخاری جلدِ سوم کتاب الدعوات باب ۷۶۹، نیز دیکھیں ہزار حکمت (ح: ۵۰۶-۵۱۰) سورۂ نور (۲۴: ۴۱) میں ارشاد ہے: ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو

کہ اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ پرندے جو پر پھیلائے اُڑ رہے ہیں؟ ہر ایک اپنی صلاۃ (نماز = درود) اور تسبیح کا طریقہ جانتا ہے۔

اس مُدلّل بیان سے اُس پیدا شدہ سوال کا جواب کُلّی طور پر مُہیّا ہو گیا جو دُرودِ شریف کی زبردست فضیلت سے متعلق پیدا ہوا تھا اور اب خلاصۂ جواب یہ ہے کہ خدا اور اسکی خدائی کی ہر چیز کی طرف سے محمدؐ و آلِ محمدؐ پر دُرود کا سِلسِلہ جاری ہے، لہٰذا ہر شخص کی دانائی یہ ہے کہ وہ خود کو اِس کُلّ کائناتی دُرود کے طوفانی ثواب میں شامل کر دے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

بُدھ، ۶، فروری ۲۰۰۲ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۸۱

سُورۂ احزاب (۳۳ : ۴۳) کا ارشاد ہے: هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُهٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا۔ ترجمہ: وہ (اللہ تعالیٰ) وہی ہے، جو تم پر دُرود بھیجتا ہے، اور اُس کے (جُملہ) فرشتے بھی، تاکہ تمہیں (غفلت و نادانی کے) اندھیروں سے نور کی طرف نکالے، اور وہ مومنین پر بہت رحم کرنے والا ہے۔

بحوالۂ حاشیۂ تفسیرِ المتقین ص ۵۴۹۔ تفسیرِ صافی ص ۴۰۷ پر بحوالۂ کافی امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے، کہ جو شخص محمدؐ اور آلِ مُحمّدؐ پر دس دفعہ دُرود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اُس پر سو مرتبہ دُرود بھیجتے ہیں، اور جو شخص مُحمّدؐ وآلِ محمّدؐ پر سو مرتبہ دُرود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ہزار مرتبہ دُرود بھیجتے ہیں۔ اسی کا خدا تعالیٰ نے اِس آیت میں ذکر فرمایا ہے۔

سوال: وہ آیۂ کریمہ کونسی ہے جس میں بمُقتضائے حکمت دُرُود اور رحمت دونوں معنوں کا ذکر ہے؟ جواب: وہ آیت (۲ : ۱۵۷) کی ہے، جس میں ارشاد ہے: اُولٰٓئِکَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ

أُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ۔

سوال: اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کا درود مومنین تک کس طرح پہنچ سکتا ہے؟ جواب: زمانۂ نبوّت میں بوسیلۂ رسولِ پاکؐ، اور ختمِ نبوّت کے بعد امامِ آلِ محمدؐ کے توسط سے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (الیس۔آئی)

کراچی

جمعرات، ۷، فروری ۲۰۰۲ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۸۲

از دعائم الإسلام عربی، جلدِ اوّل، بعنوان ذکر إیجاب الصّلاۃ علیٰ محمّد وعلیٰ آلِ محمّد صلی اللہ علیہ وعلیہم أجمعین وأنہم أھل بیتہ، وانتقال الإمامۃ فیہم والبیان علیٰ أنّہم أُمّۃ محمّد صلی اللہ علیہ وعلیہم (کتابُ الولایۃ ص: ۲۸-۲۹):

قال اللہ عزّ وجلّ: إنّ اللہ وملٰئکتہ یصلّون علی النّبیّ یاأیّہا الّذین اٰمنوا صلّوا علیہ وسلّموا تسلیماً (۳۳: ۵۶)۔

ورُوینا عن رسول اللہ (صلع) أنّ قوماً من أصحابہ سألوہ عند نزول ھٰذہ الآیۃ علیہ فقالوا: یارسول اللہ، قد علمنا کیف نسلّم علیك، فکیف نصلّی علیك؟ فقال: تقولون: اللّٰھم صلّ علیٰ محمّدٍ وعلیٰ آل محمّدٍ کما صلّیتَ علیٰ إبراھیم وعلیٰ آلِ إبراھیم إنك حمید مجید، فَبیّنَ لھم رسول اللہ (صلع) کیف الصلوٰۃُ علیہ التی افترض اللہ عزّوجلّ علیھم أن یصلّوھا علیہ، وأنّھا علیہ وعلیٰ آلہٖ کما علّمھم وبیّنَ لھم سائر الفرائض التی أنزل ذکرُھا علیہ مجملاً

فی کتابہ، کالصلوٰۃ والزکوٰۃ، والصوم، والحجّ، والولایۃ والجھاد کما أُنزِلَ ذکر الصلوٰۃ علیہ مجملاً ففسّر لھم رسول اللّٰہ (صلعم)۔

ترجمہ از دعائم الاسلام اردو، جلدِ اوّل، بعنوان محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صلوات کا بیان، محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صلوات بھیجنا واجب ہے اور آلِ محمدؐ سے اہلِ بیتِ رسولؐ مراد ہیں، اور منصبِ امامت انہیں میں منتقل ہوا ہے اور آلِ محمدؐ ہی رسولِ اکرم صلعم کی (خاص) اُمت ہیں (کتابُ الولایۃ، ص: ۵۷-۵۸)۔

ترجمۂ آیت (۳۳: ۵۶): اس میں شک نہیں کہ خدا اور اس کے فرشتے پیغمبر اور ان کی آل پر درود بھیجتے ہیں تو اے ایماندار و تم بھی درود بھیجتے رہو اور برابر سلام کرتے رہو۔

رسولِ اکرم صلعم سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ پر مذکورۂ بالا آیتِ کریمہ نازل ہوئی تو آپ کے اصحابِ کرام میں سے بعض نے پوچھا کہ اے پیغمبرِ خدا ہمیں آپ پر سلام پڑھنے کی کیفیت کا علم تو ہے لیکن آپ پر صلوات بھیجنے کی کیا صورت ہے؟ اس وقت رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ مجھ پر اس طرح سے دُرُود بھیجا کرو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے اپنے اصحاب کو کھلے لفظوں میں یہ بتا دیا کہ ان پر کس طرح صلوات بھیجنا چاہیئے اور یہ واضح رہے کہ پروردگارِ عالم نے صرف محمدؐ و آلِ محمدؐ ہی پر صلوات بھیجنا اہلِ ایمان کے لئے واجب قرار دیا ہے۔

رسولِ اکرم صلعم نے اپنے اصحاب کو محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صلوات بھیجنے کی

کیفیت سے اس طرح آگاہ کر دیا تھا جس طرح کہ آپ نے نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے، روزہ رکھنے، حج کرنے اور ولایت و جہاد کی تمام تفصیلات سے واقف کر دیا تھا کیونکہ یہ تمام فرائض قرآنِ حکیم میں مُجمَل نازل ہوئے تھے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
جمعرات، ۷، فروری ۲۰۰۲ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حَظِیرۂ القُدس عالَمِ شخصی کی بہشت

قِسط ۔ ۸۳

سُورۂ توبہ (۹ : ۱۰۳-۱۰۴) میں خوب غور کرکے چشمِ بصیرت سے دیکھنا ہوگا کیونکہ یہ ارشادِ مُبارک اُن ارشاداتِ عالی میں سے ہے، جن کے آئینۂ حکمت میں نمائندۂ خدا (رسولؐ اور بعدہٗ امامؑ) کا قول و فعل لاریب خدا ہی کا قول و فعل ہوتا ہے۔

اِس کی ایک روشن مثال آیۂ بیعت (۴۸ : ۱۰) میں ہے کہ رسولِ پاکؐ کا دستِ مُبارک گویا اللہ کا ہاتھ تھا، اِس دلیلِ محکم سے بیعت کی بہت بڑی اہمیت، اور امامِ آلِ محمدؐ کی امامت اور خلافت کا ثبوت مِل گیا، زمین پر ہمیشہ نورِ مُنزّل موجود ہونے کے بارے میں اہلِ دانش کو کوئی شک ہی نہیں، اِس لئے ہم اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور وہ صلوات کا موضوع ہے، آپ سورۂ احزاب (۳۳ : ۴۳ اور ۳۳ : ۵۶) کو اس طرح مربوط پڑھیں کہ اس میں ایک آیت دوسری کی تفسیر ہو، مثلاً آپ نے اوّل آیت ۴۳ کو پڑھا، پھر آیت ۵۶ کو تو اس کا مختصر مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے جو آسمان و زمین میں ہیں، مومنین پر درود بھیجتے ہیں، آپ یہاں خوب سوچ کر بتائیں کہ زمانۂ نبوّت میں رسولؐ اور امامؑ زمین پر دو عظیم فرشتے بھی تھے اور خدا کے دو نمائندے بھی، لہٰذا ان دونوں عظیم فرشتوں نے بھی کما حقہٗ مومنین

ومومنات پر درود بھیجا یا نہیں؟ اگر آپ کہتے ہیں کہ پیغمبرؐ اور اساسؑ (امامؑ) جب زمین پر دو عظیم فرشتے بھی تھے، اور زمین پر آسمانی صلوات کے دو نمائندے بھی، تو پھر لازمی طور پر انہوں نے خدا اور اس کے تمام فرشتوں کا صلوات اہلِ ایمان کو پہنچا دیا جیسا کہ اس کا حق ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
جمعہ، ۸، فروری ۲۰۰۲ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حظیرۃ القُدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۸۴

سورۂ احزاب ہی میں (۳۳ : ۴۳ اور ۳۳ : ۵۶) مضمونِ دُرُود کی دو بُنیادی آیتیں ہیں، آپ نے قسط ۸۳ میں پہلے آیت ۴۳ کو پڑھا ہے، لہٰذا اب یہاں آیت ۵۶ کے مفہوم کو بیان کرتے ہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے (سب کے سب) نبیؐ اور آلِ نبیؐ پر دُرُود بھیجتے ہیں، اے ایماندارو، تم بھی محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر دُرود بھیجتے رہو، اور تسلیم یعنی اطاعت و فرمانبرداری کرتے رہو، تاکہ یہ اللہ کی فرمانبرداری بھی ہو، اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کی تعظیم و تکریم بھی ہو، اور تم پر آسمانی دُرُود کے لئے ایک درخواست بھی، کیونکہ مومنین کا ہر پاک کلمہ خدا کی طرف چڑھتا ہے اور نیک عمل اُس کو بلند کرتا ہے (۳۵ : ۱۰)۔

اِس قرآنی ارشاد کے مطابق دُرُودِ شریف کے کلمات بہت ہی پاک ہیں اور وہ یہ ہیں: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ۔ اَللّٰھُمَّ خدا کا ایک خاص اسم ہے، جو ساٹھ اسماء کے برابر ہے، محمدؐ و آلِ محمدؐ اسماءُ الحُسنیٰ اور اسمِ اعظم ہیں، پس دُرُود جوان پاک کلمات پر مبنی ہے یقیناً عرشِ بریں تک جاتا ہے اور پھر وہاں سے آسمانی دُرُود کی صورت میں زمین کی طرف آتا ہے، آپ دُرُود پر یقین رکھیں جیسا کہ حق ہے۔

سورۂ احزاب (۳۳ : ۴۱-۴۳) اے لوگو، جو ایمان لائے ہو اللہ کو

کثرت سے یاد کرو، اور صبح و شام اُس کی تسبیح کرتے رہو، اللہ وہی ہے جو تم پر دُرُود بھیجتا ہے، اور اُسکے (سب) فرشتے بھی، تاکہ تمہیں تاریکیوں سے انوار کی طرف لے آئیں، یعنی نُورِ علم، نُورِ ایمان، نورِ یقین، نورِ حکمت، نورِ دیدار، نورِ معرفت، نورِ وحدت، وغیرہ، کیونکہ ایک ہی نور میں بہت سے انوار ہوتے ہیں، اگر تم بہشت میں انوار کو الگ الگ دیکھنا چاہو تو بیشک دیکھ سکتے ہو۔ الحمدُ للہ۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

جمعہ، ۸، فروری ۲۰۰۲ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۸۵

بحوالۂ صنادیق جواہر۔ سوال: ۲۰۶: آپ نے سورۂ نجم کی مذکورہ آیاتِ کریمہ کے اسرار میں جبرائیل کا کوئی ذکر نہیں کیا، اس کی کیا وجہ ہے؟ جواب: (۱) یہاں دراصل جبرائیل کا کوئی ذکر نہیں ہے (۲) جبرائیل اکیلا نہیں، بلکہ وحی کے فرشتے پانچ ہیں، سب سے اوپر وہ فرشتہ ہے، جو قلم کے نام سے مشہور ہے، اس کے بعد جو فرشتہ ہے، وہ لوح کے نام سے ہے، پھر اسرافیل ہے، پھر میکائیل، اور سب سے نیچے جبرائیل ہے (۳) جیسا کہ حضرتِ امام جعفر صادق علیہ السّلام کا ارشاد ہے: فنُون ملکٌ یُؤدّی اِلَی القلمِ وھو ملکٌ، والقلمُ یُؤدّی اِلَی اللّوحِ وھو ملکٌ واللّوحِ یُؤدّی اِلیٰ اِسرافیل واِسرافیل یُؤدّی اِلیٰ میکائیل ومیکائیل یُؤدّی اِلیٰ جبرائیل وجبرائیل یُؤدّی اِلَی الانبیاءِ والرُّسُل (المیزان: ۱۹، ص۳۷۶)۔

سوال: ۲۰۷: مُسند احمد بن حنبل، جلدِ سوم حدیث ۸۹۲۱ میں ہے لا تقومُ السّاعۃُ حتّیٰ تطلعَ الشّمسُ مِن مَغرِبِھا = قیامت برپا نہیں ہوگی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے۔ اس حدیثِ شریف میں کیا حکمت ہے؟ کیا ابھی تک کوئی قیامت نہیں آئی ہے؟ جواب: اسکی

تاویلی حکمت یہ ہے کہ قیامت روحانی واقعات کا ایک سلسلہ ہے، اور یہ اس وقت مکمل ہو جاتا ہے، جبکہ حظیرۂ قدس کا سورج مغرب سے طلوع ہو جاتا ہے، کیونکہ وہاں مشرق و مغرب ایک ہی ہے، اس حدیثِ شریف میں روحانی قیامت کی حدِّ تکمیل کا ذکر ہے کہ قیامت کے مکمل ہو جانے کا مقام وہ ہے جہاں تک پہنچ کر یہ مشاہدہ ہو جاتا ہے کہ سورج کا مشرق و مغرب ایک ہی جگہ پر ہے، اور قرآنِ حکیم نے بزبانِ حکمت بتا دیا کہ ہر امام کے ساتھ ایک روحانی قیامت ہے (۱۷:۷۱)۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
سنیچر ۹، فروری ۲۰۰۲ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۸۶

بحوالۂ کتابِ مستطاب گنجینۂ جواہرِ احادیث ص: ۶۸:
اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ جَعَلْتَ صَلَوٰاتِکَ وَ رَحْمَتَکَ وَمَغْفِرَتَکَ وَ رِضْوَانَکَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَآلِ اِبْرَاھِیْمَ، اَللّٰھُمَّ! اِنَّھُمْ (یعنی اہلِ بیت) مِنِّیْ وَاَنَا مِنْھُمْ فَاجْعَلْ صَلَوٰاتِکَ وَرَحْمَتَکَ وَمَغْفِرَتَکَ وَرِضْوَانَکَ عَلَیَّ وَعَلَیْھِمْ۔ یَعْنِیْ عَلِیًّا وَفَاطِمَۃَ وَحَسَنًا وَحُسَیْنًا

The holy Prophet said: "O Allah! Verily You sent Your blessing, Your mercy, Your forgiveness and Your pleasure upon Ibrahim and his progeny. O Allah! They are from me and I am from them. So send Your blessings, mercy, forgiveness and pleasure upon me and them, namely Ali, Fatimah, Hasan and Husayn."

یا اللہ، یقیناً تو نے اپنا دُرود اور رحمت، اور مغفرت وخوشنودی کو ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر نازل کیا تھا، اے اللہ تعالیٰ یہ مجھ سے ہیں، اور میں ان سے ہوں، پس (تو اپنی عنایتِ بے نہایت سے) اپنا دُرود اور رحمت اور اپنی مغفرت وخوشنودی مجھ پر نازل فرما! اور ان پر بھی، یعنی علی، فاطمہ، اور حسن وحُسین۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔آئی)
سنیچر، ۹، فروری ۲۰۰۲ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۸۷

سورۂ انفال (۸ : ۲۹) میں ارشاد ہے : یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ فُرۡقَانًا وَّ یُکَفِّرۡ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ وَ اللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ۔

ترجمہ : اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم خدا ترسی اختیار کرو گے تو اللہ تمہارے لئے ایک فرقان = معجزہ = کسوٹی = معیار = (نور [۵۷ : ۲۸]) مقرر کرے گا۔ لفظِ فرقان کی قرآنی حکمتوں کی معرفت کے لئے قرآن میں دیکھیں : ۲ : ۵۳، ۲ : ۱۸۵، ۳ : ۴، ۲۱ : ۴۸، ۸ : ۲۹، ۸ : ۴۱۔

لفظِ فرقان کی قرآنی معرفت کے لئے یہی چھ مقامات ہیں، اور رہاں آپ لُغاتِ قرآن کو بھی دیکھیں، فرقان کے جتنے معانی ہیں، ان میں نور کے معنی بھی ہیں، اور شاید یہ آپ کے لئے آسان ہیں، پس آپ عالمِ شخصی کی طرف توجہ دیں، اور اس میں نور کا مشاہدہ کریں اور ذکر و عبادت، اور علم و حکمت میں غیر معمولی ترقی کریں تو یہ نور جو دراصل امامِ زمانؑ ہی کا نور ہے، آپ کو حظیرۂ قدس تک لے جائے گا۔

اگر آپ کو اسمِ اعظم نہیں ملا ہے، امامِ زمان کے پاک عشق کے معجزات کا تجربہ نہیں ہے، آپ کو نفس کے خلاف جہادِ اکبر کرنے کی ہمت نہیں ہے اور آپ دوسرے حقیقی مومنین و مومنات کی طرح عبادت میں گریہ وزاری بھی نہیں

کر سکتے ہیں تو پھر آپ کو دیکھنا اور سوچنا پڑے گا کہ کس وجہ سے ایسا ہے۔
لفظِ فرقان کی لُغوی وضاحت کے لئے دیکھو: قاموس القرآن، ص ۳۹۹۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔آئیؔ)
اتوار، ۱۰، فروری ۲۰۰۲ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۸۸

سورۂ حدید کے آخر میں بھی ایک زبردست انمول نگینہ ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِہٖ یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِہٖ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِہٖ وَیَغْفِرْ لَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو، اور اس کے رسول (محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ) پر کماحقہٗ ایمان لاؤ، اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دُہرا حصہ عطا فرمائے گا اور تمہیں وہ نور مقرر کرے گا جس کی روشنی میں تم چلو گے، اور تمہارے قصور معاف کر دے گا، اللہ بڑا معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔

سوال: کیا رحمت کے دُہرے حصّے کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ ظاہر و باطن اور دُنیا و آخرت میں رحمت ہو گی؟ جواب: جی ہاں، اِنشاء اللہ۔

سوال: یہ کونسا نور ہے؟ جواب: یہ امامِ زمان علیہ السّلام کا نور ہے۔

سوال: ایک حساب کے مطابق قرآنِ حکیم کی آیات ۶۶۶۶ = چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہیں، آپ نے اب سے بہت پہلے یہ کہا تھا کہ آپ اِن شاء اللہ قرآنِ حکیم کی ہر آیت کے باطن میں سے ثبوتِ امامت کی کوئی حکمت بتا سکتے ہیں، کیا آپ اس طریقِ کار کا کوئی راز بتا سکتے ہیں؟ جواب: جی ہاں، اصل راز

حضرتِ امامِ آلِ محمدؑ کی مدد ہی ہے، جس سے اس غلامِ کمترین کو یہ معلوم ہوا ہے کہ قرآن کی ۶۶۶۶ آیات میں کیونکر اختلاف ہو سکتا ہے؟ ان میں تو ہم آہنگی اور یکرنگی ہے، وہ سب کی سب کتابِ مکنون میں ہیں، وہ گوہرِ عقل میں ہیں، وہ امامِ مبینؑ میں ہیں، وہ سب کلمات ہیں، اور کلمات میں حروف ہیں، حروف میں نقطے ہیں، نقطے سب یکسان ہیں، لہٰذا صرف ایک ہی نقطے کی معرفت ضروری ہے اور وہ نقطہ باءِ بسم اللہ ہے، جس کی تاویل علیؑ ہے، پس ہر آیت میں بشکل نقطہ علی ہے، یہ نقطہ جو علی ہے، وہ گوہرِ عقل ہے، = کتابِ مکنون = لپیٹی ہوئی کائنات = نورِ ازل = نورِ محمدی = نورِ علی۔ مجھے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا ہے۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
اتوار، ۱۰، فروری ۲۰۰۲ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۸۹

بحوالۂ کتابِ وجہِ دین، اردو، کلام۔ ۱، ص ۱۳۱ پر سورہ ابراہیم (۱۴: ۲۵) کی پُرحکمت آیۂ شریفہ درج ہے جس میں رسولِ اکرمؐ کی مثال ایک ایسے پاک درخت کی طرح ہے، جس کی جڑیں زمین میں محکم و مضبوط ہیں، اور اسکی شاخ آسمان میں پہنچ گئی ہے، یعنی فرزندِ رسول = امامِ مُبین کا نورِ اقدس خطیرۂ قدس کے آسمان میں ہر وقت اپنے ربّ کے اِذن سے علم و حکمت کا روح پرور پھل دیتا رہتا ہے اور خطیرۂ قدس کے تمام اسرارِ عظیم کا تعلّق بھی امامِ مُبینؑ کے نورِ مبارک ہی سے ہے یعنی کُلّیّۃً امامِ مُبین کے انتہائی عظیم حیران کُن اور ہوش رُبا معجزات، ظہورِ ازل و ابد، عہدِ الست کا تجدُّد، فنائے مطلق کا سِرِّ اعظم!

سوال: کیا آدم خلیفۃُ اللہ جنّت میں جا کر ہی صورتِ رحمان پر پیدا ہوا تھا؟ ج: جی ہاں۔ سوال: حضرتِ داؤد نبیؑ، امامِ مُستودع اور خلیفۃُ اللہ تھا (۳۸: ۲۶) اُس میں اور آدم میں کیا فرق تھا؟ جواب: کوئی فرق نہ تھا۔ سوال: اُس کو فرشتوں نے سجدہ کیا تھا یا نہیں؟ جواب: کیا تھا۔ سوال: وہ خطیرۂ قدس میں جا کر صورتِ رحمان پر پیدا ہوا تھا یا نہیں؟ جواب: ہُوا تھا۔

سُورۂ اَنعام (۶: ۱۶۵) کے مطابق اللہ تعالیٰ نے جن کو خلیفہ بنایا

ہے، وہ ظاہری ہیں یا باطنی ؟ اگر وہ باطن میں ہیں، تو کیا وہ سلاطینِ بہشت ہیں؟ یہی سوال سورۂ نور (۵۵:۲۴) سے بھی متعلق ہے، ایسے سخت مشکل سوالات کے جوابات کے لئے حضرتِ مولانا امام سلطان محمد شاہ صلوات اللہ علیہ کے پُرحکمت ارشادات کو پڑھیں۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
پیر، ۱۱، فروری ۲۰۰۲ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۹۰

سوال: حضرتِ رب تعالیٰ کی پاک و پُرحکمت معرفت کا اوّلین دل نشین اشارہ قرآنِ عزیز کے کس مقام پر ہے، اور کس طرح؟ جواب: یہ سب سے اوّلین اشارۂ معرفتِ الٰہی سُورۂ فاتحہ کی ربّانی تعلیم میں ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت اور توحید کے اشارے پر مبنی تعلیم میں اپنے عارفوں کی زبان سے کہا کہ ہم تجھ کو پہچانتے ہیں اور واحد و یکتا مانتے ہیں اور تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ قرآنِ حکیم کے مبارک الفاظ یہ ہیں۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ کیونکہ معبودِ برحق کی عبادت کے لئے معرفت ضروری ہے۔

سُورۂ ذاریات (۵۱:۵۶) میں ارشاد ہے: وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ۔ ترجمہ: اور میں نے جنّوں اور انسانوں کو اپنی عبادت = معرفت کیلئے پیدا کیا ہے۔ یہ ابنِ عبّاس کی تفسیر ہے، بحوالہ المعجو الصُّوفی ص ۱۲۶۷۔

حدیثِ قدسی ہے: کُنۡتُ کَنۡزاً لَا اُعۡرَفُ فَاَحۡبَبۡتُ اَنۡ اُعۡرَفَ فَخَلَقۡتُ خَلۡقاً فعرّفتُھُم فبی عرفونی۔ (ص ۱۲۶۶) ترجمہ: میں ایک ان پہچانا خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میری معرفت ہو، تو میں نے ایک خلق کو پیدا کیا، پس میں نے ان کو اپنا عارف بنایا، پس انہوں نے میرے ہی وسیلے سے مجھ کو پہچان لیا۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

پیر، ۱۱، فروری ۲۰۰۲ء کراچی

حظیرۂ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۹۱

کتاب دعائم الاسلام عربی، جلدِ اوّل ص ۲۵ پر یہ حدیث شریف ہے: مَنْ مَاتَ لَا یَعْرِفُ اِمَامَ دَھْرِہٖ حَیًّا مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً = یعنی جو شخص اپنے زندہ امامِ زمانہ کی معرفت کے بغیر وفات پا گیا تو وہ جاہلیّت کی موت مر گیا۔

کتابِ وجہِ دین ص ۳۴۳ پر بھی اس حدیثِ شریف کو پڑھیں: مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً وَالْجَاھِلُ فِی النَّارِ = جو شخص مرے اور اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانے تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے اور جاہل جیتے جی دوزخِ جہالت میں گرفتار ہے۔

امام شناسی کے تین بڑے درجے ہیں، عِلمُ الیقین، عینُ الیقین، اور حقّ الیقین۔ عِلمُ الیقین وہ سلسلۂ یقینی علم ہے، جس سے بتدریج = رفتہ رفتہ آپ کے سوالات اور شکوک و شبہات کم سے کم ہوتے جاتے ہیں، کامیاب اور حقیقی عینُ الیقین اُس وقت ممکن ہے جب امامِ زمانؑ اپنے کسی مُرید کو اسمِ اعظم عطا فرماتا ہے، اگر کسی مومنِ سالک پر مخفی روحانی قیامت واقع ہو جاتی ہے، تو یہ اس کی بہت بڑی سعادت ہے، اب وہ بحکمِ خدا اپنے نفسِ امّارہ کے خلاف جہادِ اکبر میں فتح یاب ہو سکتا

ہے، تاہم حقّ الیقین سے خطیرۂ قدس تک سخت امتحانات جاری ہیں، کیونکہ قیامِ قیامت کا عمل اُس وقت پورا ہوتا ہے، جب خطیرۂ قدس کا آفتابِ نور مغرب سے طلوع ہوتا ہے، اور یہ مقامِ حقّ الیقین ہے، الحمدُ للہ

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

کراچی

منگل، ۱۲، فروری ۲۰۰۲ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حَظِیرۂ القُدُس عالمِ شخصی کی بہشت

قِسط۔ ۹۲

حضرتِ امیر المؤمنین علی علیہ السّلام کا ارشادِ پاک ہے: اِسْمِي فِي الْقُرْآنِ حَكِيمًا یعنی میرا نام قرآن میں حکیم ہے۔ بمعنیٔ صاحبِ حکمت، یہ اسم اللہ تعالیٰ کے اسمائے صفاتی میں بھی ہے، حکیم قرآن کے ناموں میں بھی ہے، اور رسولؐ کے ناموں میں بھی، اس کا اشارہ یقیناً یہ ہے کہ خدا و رسولؐ اور قرآن کی حکمت علیؑ = امامِ مبین سے عاشقوں اور عارفوں کو مِل سکتی ہے، جب علی = امامِ زمان اللہ کا حقیقی اور نورانی اسمِ اعظم اور مجموعۂ اَسماءِ حُسنیٰ ہے تو اللہ کے تمام اسمائے صِفات اُس کے اسمِ اعظم میں جمع ہو سکتے ہیں حضرتِ مولانا علی صلوات اللّٰہ علیہ کے پاک ارشادات کا اِشارہ یہی ہے۔

آپ کو اور ہمیں راہِ معرفت میں آگے سے آگے جانے کی سخت ضرورت ہے، تا آنکہ ہم حظیرۂ قدس میں داخل ہو جائیں، تاکہ ہم وہاں امامِ زمانؑ کو حقیقی معنوں میں پہچان سکیں، کیونکہ حظیرۂ قدس ہی علم و حکمت اور معرفت کے معجزات کی بہشت ہے، آپ نے جتنے معجزات کے بارے میں سُنا ہے، وہ سب زمانۂ ماضی میں ہو سکتے ہیں، لیکن آپ نے وعدۂ الٰہی (۴۱: ۵۳) کے باوجود اپنے عالمِ شخصی اور حظیرۂ قدس میں امامِ آلِ محمدؐ کے معجزات کو نہیں دیکھا، چلو

آپ اور ہم سب امامِ عالی مقامؑ کے عاشق مُرید ہیں، یہ دل کی آنکھ کا مُشاہدہ ہے کہ امامِ مبینؑ کا ہر معجزہ علم و حکمت اور معرفت کا سرچشمہ ہُوا کرتا ہے۔

کیا یہ سب سے عجیب و غریب اور سب سے عظیم معجزہ نہیں ہے کہ امامِ مُبینؑ کائنات کو بار بار لپیٹتا اور پھیلاتا رہتا ہے، حالانکہ یہ اپنی جگہ قائم ہے، آپ امامؑ میں فنا ہو کے اس کے معجزات کو دیکھیں، حضرتِ امامِ اقدس و اطہرؑ کے تمام عظیم معجزات حظیرۂ قدس میں ہیں۔ الحمدُ لِلّٰہ۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

بدھ، ۱۳، فروری ۲۰۰۲ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۹۳

جب عالمِ اسلام میں تصوّف کا ایک خاص مقام ہے، تو پھر عملی تصوّف کی بہت بڑی اہمیت کیوں نہ ہو، پس آپ عملی تصوّف کی کتاب کا مطالعہ ضرور کریں، اور ایسا کوئی حقیقی صُوفی دنیا میں نہیں ہوگا جو حدیثِ قدسیٔ نوافل پر یقین نہ رکھتا ہو، پس آپ کتابِ عملی تصوّف میں معجزۂ نوافل قسطِ اوّل اور دوم کی حکمتوں کو پڑھ لیں، پھر آپ عالمِ شخصی کی بہشتِ برین = خطیرۂ قدس کا تصوّر کریں، اب آپ اس تصوّر میں دیکھیں کہ ایک لطیف نورانی ہاتھ ہے، جو باطناً کائنات کو لپیٹتا اور پھیلاتا رہتا ہے، یہ کس کا ہاتھ ہے؟ کیا یہ آپ کے پاک امامؑ کا دستِ مُبارک ہے؟ جواب: جی ہاں، یقیناً، کیونکہ یہاں امامِ مبینؑ کا نورِ اقدس کام کر رہا ہے، قلبِ قرآن (۳۶: ۱۲) میں جو کُلّیۂ امامِ مبینؑ ہے، اس کے عملی معجزات اور ظہورات کا مقام جَبین = خطیرۂ قدس = عالمِ شخصی کی بہشت ہے جس میں بوقتِ روحانی قیامت امامِ مُبینؑ کا پاک نور طُلوع ہو جاتا ہے، اور سب سے عظیم معجزات کرتا ہے، جن میں ناقابلِ فراموش علم و حکمت اور معرفت کے اسرارِ عظیم ہیں، امامِ مُبینؑ اللہ تعالیٰ کے نورِ قدیم کا حامل ہے۔

پروانہ اگر ایک بار شعلۂ چراغ کی زد میں آکر جلتا ہے، تو پھر وہ مرکر

ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا ہے، اس کے برعکس اگر تم کو امامِ برحقؑ کے نورِ عشق میں ستّر ہزار مرتبہ جلاتے اور زندہ کرتے رہتے ہیں تو تم کو اور تمہارے تمام دوستوں کو بہت بہت مبارک ہو کہ تم کو ازلی اور ابدی حیات عطا ہوئی۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔آئیؔ)

بُدھ، ۱۳، فروری ۲۰۰۲ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط - ۹۴

جو شخص حظیرۃ قدس میں امامِ زمانؑ کا عارف ہو جاتا ہے، وہ اپنی روح اور اپنے ربّ کا عارف ہو جاتا ہے، خدا کی قسم نورِ امامِ زمان اور نورِ قرآن الگ الگ نہیں، اور نہ ہی جنّت کے کُل معجزات اس سے جُدا ہیں (۴۷: ۶) ہاں یہ سچ اور حقیقت ہے کہ جنّت بنا بنایا ہوا دُنیا کے کسی باغ کی طرح نہیں ہے، بلکہ وہ حضرتِ باری تعالیٰ کے کلمۂ کُن (ہو جا) سے بیشمار عجیب و غریب معجزات کی صورت میں ہے جس کی معرفت عالمِ شخصی خصوصاً حظیرۃ قدس میں ہے۔

سورۂ نمل کی آخری آیت (۲۷: ۹۳) بھی ایک بڑا انمول نگینہ ہے: ارشادِ خداوندی ہے: وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ۔ ترجمہ: ان سے کہو، تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، عنقریب وہ تمہیں اپنی نشانیاں (معجزات) دکھا دے گا اور تم انہیں پہچان لوگے، اور تیرا رب بے خبر نہیں ہے اُن اعمال سے جو تم لوگ کرتے ہو۔

تاویلی حکمت: حمد = عقلِ کُل، اور یہی فرشتۂ عظیم، اللہ کی سب سے بڑی زندہ تعریف ہے، اللہ کی آیات = معجزات = امامِ زمانؑ ہے، ارشاد ہوا کہ عنقریب روحانی قیامت میں تم کو آیات و معجزاتِ الٰہی یعنی

امامِ زمانؑ کا نور دکھا دیا جائے گا، اور تم کو اس کی معرفت ہوگی، پس آیاتُ اللہ = خدا کے معجزات امامِ زمان علیہ السّلام ہے۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔ آئیؔ)

بدھ، ۱۳، فروری ۲۰۰۲ء

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

خَطِیرۃُ القُدُس عالَمِ شخصی کی بہشت

قِسط۔ ۹۵

شاہکار اِسلامی انسائیکلوپیڈیا ص۱۳۱۶ پر نزولِ قرآن کی تخمینی مُدّت ۲۲ سال ۵ ماہ اور ۱۴ دن ہے، نیز اُردو جامع انسائیکلوپیڈیا جلدِ دُوم ص۱۱۳۵ پر بھی یہی مدّت درج ہے، ان دونوں کے مطابق کُلّ آیاتِ قرآن ۶۶۶۶ ہیں، جیسے جارُاللہ کے اِس قول پر یہ شعر ہے:

گُفت جارُاللہ ہمہ آیاتِ قرآنِ مجید
شش ہزار و شش صد و شصت و شش آمد در شمار

جارُاللہ نے کہا: قرآنِ مجید کی تمام آیات شمار میں ۶۶۶۶ ہیں۔

حکیم پیر ناصر خسرو کی شہرۂ آفاق کتاب وجہِ دین میں حجتِ قائم اور قائم علیہما السّلام کے بارے میں معرفتِ کتابی حاصل کریں، یہ کتاب تقریباً ایک ہزار سال پہلے تصنیف کی گئی ہے، اور یہ اَسرارِ امام شناسی کا ایک عظیم خزانہ ہے، اس عظیم الشّان کتاب میں حدودِ دین کی معرفت اور علمِ تاویل کا بہت بڑا سرمایہ ہے، اس میں جا بجا حُجّتِ قائمؑ اور حضرتِ قائمؑ کا ذکر آیا ہے، اس کتاب کے مطابق سورۂ قدر کی تاویلِ باطن میں حُجّتِ قائمؑ اور نورِ قائمؑ کا ذکر ہے، جس میں شبِ قدر سے حجتِ قائمؑ مراد ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کو مخفی روحانی قیامت بنانا چاہتا تھا (۲۰: ۱۵) اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰہُ[۱]

فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ (۱:۹۷) = ہم نے اُس (قائمؑ) کو شبِ قدر (حُجّتِ قائمؑ) میں نازل کیا۔ تاکہ یہ قدر والی رات قائمؑ اور قیامت کو چھپالے، اور تمام لوگوں کے لئے بہت بڑا امتحان ہو۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (الیس۔آئی)
جمعرات، ۱۴، فروری ۲۰۰۲ء

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

حَظِیرۃُ القُدس عالَمِ شخصی کی بہشت

قِسط۔ ۹۶

یہ حدیثِ شریف کتاب سرائر ص ۲۴۳ پر بھی موجود ہے: مَنْ مَّاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً۔ اِس کا ترجمہ قبلاً ہو چکا ہے۔

سوال: اِس ارشادِ نبوی میں، امامِ زمان کی کونسی معرفت مقصود ہے؟ اقرار؟ ظاہری شناخت؟ کتابی معرفت = علم الیقین؟ عین الیقین؟ یا کُلّی معرفت = حق الیقین؟ جواب: امام شناسی گویا حظیرۂ قدس کی سیڑھی ہے، لہٰذا سیڑھی اُوپر جانے کے لئے ہوا کرتی ہے۔

حضرتِ مولانا امام سلطان محمّد شاہ (ارواحنا فداہٗ) نے اپنے زمانے کی روحانی قیامت برپا کر کے تمام انسانوں اور جنّات پر بہت بڑا ابدی احسان کیا ہے، اُن کی امامت کا زمانہ ظاہراً و باطناً خداوندی پروگرام کے مطابق بڑا انقلابی زمانہ تھا، اے کاش ان کے پُرحکمت ارشادات سے ہم سب بھرپور فائدہ اٹھا سکتے! اے کاش ہم سب اُن کو قرآن اور روحانیت کی روشنی میں پہچان سکتے! ان کے وارث و جانشین نور مولانا شاہ کریم الحُسینی حاضر امام صلوات اللہ علیہ کی شانِ اقدس میں اس بندۂ درویش نے کئی مدحیہ نظمیں تصنیف کی ہیں، جو فارسی، اُردو، اور بُروشسکی میں ہیں، آپ ان کا گہرا مطالعہ کر کے دیکھیں۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

جمعرات، ۱۴، فروری ۲۰۰۲ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط۔ ۹۷

ازکتاب سراج القلوب ص ۱۰۰، بعنوان سورۂ کوثر کی حکمت:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ (اے رسولؐ) بے شک ہم نے تمہیں کوثر عطا کیا ہے، تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو، اور قربانی کرو، یقیناً تمہارا دشمن ہی مقطوع النسل ہے۔

لہ کوثر بروزنِ فوعل صیغۂ مبالغہ ہے، جو کثرت سے مشتق ہے، کثیر زیادہ اکثر بہت زیادہ، کُثار بہت ہی زیادہ، اور کوثر بے حد زیادہ، جو خلق کی عقل و فہم سے وراء ہے، اس سے عالمِ ذرّ مراد ہے، جو حضورِ اکرمؐ سے آپؐ کے وصی مولا علیؑ میں منتقل ہوگیا، اسی طرح سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پاک ذُرّیّت جاری و باقی رہی، جیسے ارشادِ نبویؐ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَعَلَ ذُرِّيَّةَ كُلِّ نَبِيٍّ فِيْ صُلْبِهٖ وَجَعَلَ ذُرِّيَّتِيْ فِيْ صُلْبِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ۔ خدا نے ہر نبی کی اولاد اس کے صُلب سے قرار دی ہے، لیکن میری اولاد صُلبِ علی سے ہے۔

کوثر کے ایک معنی مردِ کثیر اولاد کے ہیں، اور وہ حضرتِ علی علیہ السّلام ہی ہیں، کیونکہ ان کی پُشتِ مبارک میں عالمِ ذرّ آیا، جس میں کثیر ذُرّیّت اور کوثر

کے دوسرے تمام معانی شامل ہیں۔

حکیم پیر ناصر خسرو قدس سرہ کے دیوانِ اشعار میں ہے:

ایزد عطاش داد محمّد را ۔۔۔ نامش علی شناس و لقبش کوثر

خداوندِ قدوس نے حضرتِ محمد صلعم کو جانشین عطا کر دیا، جس کا اسمِ گرامی علیؑ اور لقب کوثر ہے، کتاب وجہ دین، کلام ۲۰ میں سورۂ کوثر کی یوں تفسیر و تاویل کی گئی ہے۔

(اے محمّد صلعم) ہم نے آپ کو بہت سی اولاد و الامر دعطا کر دیا ہے (جس سے اللہ تعالیٰ کی مُراد اساس یعنی علیؑ ہیں) پس آپ اپنے پروردگار کے لئے نماز قائم کیجئے (یعنی دعوتِ حق برپا کیجئے) اور نحر کے طریقے پر اونٹ ذبح کیجئے (یعنی اساس کا عہد لیجئے) کیونکہ آپ کا دشمن دُم بُریدہ ہے (یعنی وہ بے اولاد ہے، اس لئے امامت اس میں نہ رہے گی، بلکہ وہ آپ ہی کی ذریت میں باقی رہے گی)۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی

منگل ۲۲، شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ

۲۴، جنوری ۱۹۹۵ء کراچی

ن۔ن۔(حُبِّ علی) ہونزائی (الیس آئی)

جمعہ، ۱۵، فروری ۲۰۰۲ء

خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۹۸

حکیم پیر ناصر خسرو قس کے دیوانِ اشعار صہ ۱۴۸ پر یہ پُر حکمت شعر ہے:

ایزد عطاش داد محمّد را نامش علی شناس و لقب کوثر

یعنی خداوندِ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول حضرت محمّد صلعم کو بطورِ فرزند و جانشین وہ شخصِ کامل عطا کر دیا، جس کا نامِ مُبارک علی اور لقب کوثر ہے، یہ سورۂ کوثر کا تاویلی راز ہے، آپ کتابِ وجہِ دین میں بھی لفظِ کوثر کو دیکھیں، اور سراجُ القلوب صہ ۱۰ کو بھی۔

سورۂ احزاب (۳۳ : ۴۰) کا ترجمہ ہے: محمّدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس فرمان میں یہ چاہتا ہے کہ حضرتِ فاطمہ سَلامُ اللہ علیہا کے خاندانی شرف و اصالت اور سیادت کو نمایاں اور مُستند کیا جائے اور آلِ ابراہیم و آلِ محمّد کی معرفت میں کسی کو کوئی غلط فہمی نہ ہو جائے۔

قرآنِ حکیم میں حضرتِ عیسیٰ علیہ السّلام کا نام کُل ۲۵ بار آیا ہے، جس میں کبھی عیسیٰ اور کبھی عیسیٰ ابنِ مریم کہا گیا ہے، البتہ اس میں کوئی بڑا اسرار ہے، ورنہ والدہ کے اسم کے بغیر بھی قرآن میں اسمِ عیسیٰ موجود ہے۔

المیزان، جلد ۱۹، صہ ۳۷۶: امام جعفر صادق علیہ السّلام کا ارشاد ہے:

وَأَمَّا نُوْنٌ فَهُوَ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: اُجْمُدْ

فَجَمَدَ فصارَ مِداداً ثُمَّ قالَ لِلقَلَمِ: اُكتُبْ فَسَطَرَ القَلَمُ فِي اللَّوحِ المَحفُوظِ ماكانَ وَماهُوَ كائِنٌ إلىٰ يَومِ القِيامَةِ۔ فَالمِدادُ مِدادٌ مِن نُورٍ وَالقَلَمُ قَلَمٌ مِن نُورٍ وَاللَّوحُ لَوحٌ مِن نُورٍ۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

جمعہ، ۱۵، فروری ۲۰۰۲ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حَظِیرۃُ القُدُس عالمِ شخصی کی بہشت

قِسط۔ ۹۹

آیۂ شریفۂ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ (۷:۱۷۲) کے معجزۂ اعظم کا ہر تجدّد حظیرۂ قدس ہی میں ہوتا ہے، اس معجزے کا اوّلین تعلق انبیاء، واولیاء اور عرفاء سے ہے، یاد رہے کہ ایک میں سب ہوتے ہیں، لہٰذا روحانی قیامت صرف فردِ واحد کی ہوتی ہے، جو سب کی نمائندگی کے لئے کافی ہے، اور اسی طرح ہر روحانی قیامت میں صرف ایک ہی روح اللہ کے حضور جاتی ہے، جس میں سب کی ازلی وحدت پوشیدہ ہوتی ہے، پس آیۂ الست کی حکمت کے لئے زیادہ سے زیادہ غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔

اس آیتِ مبارکہ میں بنی آدم سے انبیاء، واولیاء اور عارفین مراد ہیں، اور ان کی پشتوں میں سے ان کی ذُرِّیّت کو لینا روحانی قیامت کا عمل ہے، اور خدا کا یہ پوچھنا کہ آیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ عوامُ النّاس سے متعلق نہیں ہے، بلکہ اس کا تعلق ان خواص سے ہے، جنہوں نے اپنی روح اور اپنے ربّ کو پہچان لیا ہے، یہاں یہ حضرات اپنی روح کو خدا کے نور سے واصل پاتے ہیں، یا اپنی انائے علوی کو خدا میں فنا پاتے ہیں۔

وَاَشْھَدَھُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ = اور ان کو اپنی جانوں = روحوں پر گواہ بنایا۔ کسی واقعے کا گواہ وہ شخص ہوتا ہے جو حاضر ہو کر پوری

طرح سے واقعے کو دیکھ لیتا ہو، تو کیا اس ارشاد میں مشاہدۂ روح اور دیدارِ خداوندی کا ذکر نہیں ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
جمعہ، ۱۵، فروری ۲۰۰۲ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حظیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

قسط ۔ ۱۰۰

کتاب زادُالمُسافرین ص۱۸۲ پر جو عظیمُ الشّان حدیثِ قدسی ہے، یہ اُسی کا مفہوم ہے کہ اے ابنِ آدم = آدمِ زمان کا حقیقی مُؤمن، میری کُلّی اطاعت کرتا کہ میں تجھ کو اپنی مثل بناؤں گا، کہ تو ہمیشہ زندۂ جاوید رہے گا اور کبھی نہیں مرے گا، اور ایسا عزّت والا بناؤں گا کہ تجھ کو کبھی کوئی ذلّت ہی نہ ہو، اور ایسا غنی کہ کبھی مفلسی تیرے قریب ہی نہ آسکے۔ حضرتِ پیر نے اِس حدیثِ قدسی کی قرآنی شہادت کے لئے جس آیۂ کریمہ کو لیا ہے، وہ (۴: ۱۲۵) ہے، یعنی: وَمَنۡ اَحۡسَنُ دِیۡنًا مِّمَّنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبۡرٰهِیۡمَ حَنِیۡفًا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبۡرٰهِیۡمَ خَلِیۡلًا۔

آپ علمائے کرام کے مستند تراجم کو بعد میں خوب غور سے دیکھ لینا کیونکہ اِس آیۂ کریمہ کے باطن میں اَسرارِ معرفت کا ایک عظیم خزانہ ہے جس کے دروازے کی نشاندہی اس حکمت میں ہے: "جس نے اپنے چہرۂ جان کو اللہ کے سپرد کر دیا، جس طرح حضرتِ ابراہیم نے یہ عمل کیا تھا (۶: ۷۹) تو ایسا شخص حظیرۂ قدس میں فنا فی اللہ بھی ہو جاتا ہے اور اپنے باپ آدم کی طرح صورتِ رحمان پر پیدا بھی ہو جاتا ہے۔" یہاں اتنی تاویل صاحبانِ عقل کے لئے کافی ہے، صوفیاء کے درجۂ اعلیٰ کے مطابق فنا فی اللہ

وبقا باللہ کا سرِّ اعظم حق ہے، اور یہ سب سے بڑا معجزہ حظیرۂ قدس میں ہوتا ہے، اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ روح شناسی اور ربّ شناسی کا یہ انتہائی عظیم معجزہ انبیاء و اولیا اور عُرفاء کے لئے خاص ہے اور امامِ زمان علیہ السلام کے عاشق مریدوں میں سے جو بھی اسمِ اعظم کی تمام شرائط پر عمل کرتا ہے وہ بھی فنا فی الامامؑ کی سب سے بڑی سعادت حاصل کر سکتا ہے، اور فنا فی الامامؑ کا مرتبہ دراصل مرتبۂ فنا فی اللہ ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
سنیچر، ۱۶، فروری ۲۰۰۲ء

انڈیکس

ISW
LS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ISW
LS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آیاتِ قرآنی

نمبر شمار	حوالۂ آیت (سورہ: آیت)	صفحہ نمبر
۱	۴:۱	۱۶۳
۲	۲-۱:۲	۱۳۱،۳۶
۳	۲۶:۲	۶۹
۴	۳۴:۲	۱۰۹
۵	۵۳:۲	۱۵۷
۶	۵۴:۲	۲۰
۷	۵۶-۵۵:۲	۴۵
۸	۶۳:۲	۲۷
۹	۹۴:۲	۲۲
۱۰	۱۱۵:۲	۱۲۹،۱۰۳
۱۱	۱۵۷:۲	۱۴۵
۱۲	۱۸۵:۲	۱۵۷
۱۳	۲۱۲:۲	۳۳
۱۴	۲۱۴:۲	۱۲۵
۱۵	۲۵۵:۲	۸۰-۷۹
۱۶	۲۶۰:۲	۱۳۳
۱۷	۴:۳	۱۵۷
۱۸	۲۷:۳	۶۸،۳۳
۱۹	۳۷:۳	۳۳
۲۰	۴۵:۳	۶۹
۲۱	۴۹:۳	۶۹،۶۷
۲۲	۱۲۵-۱۲۴:۳	۱۰۷
۲۳	۱۳۳:۳	۳۹
۲۴	۱۷۱-۱۶۹:۳	۱۳۷
۲۵	۱۸۴:۳	۱۲۶
۲۶	۵۴:۴	۶۵،۵۹
۲۷	۱۲۵:۴	۱۸۱
۲۸	۱۵۴:۴	۲۷
۲۹	۱۶۳:۴	۱۲۶
۳۰	۱۷۱:۴	۶۹
۳۱	۱۵:۵	۷۹،۵۰
۳۲	۲۰:۵	۶۶،۱۶
۳۳	۲۷:۵	۱۳۹
۳۴	۶۴:۵	۱۲۲

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	حوالۂ آیت (سورہ:آیت)	صفحہ نمبر
۳۵	۵:۱۱۰	۶۷، ۶۹
۳۶	۵:۱۱۲–۱۱۵	۷۳
۳۷	۶:۱۲	۱۲۷
۳۸	۶:۵۲–۵۴	۱۲۷
۳۹	۶:۷۹	۱۸۱
۴۰	۶:۱۱۵	۹۵
۴۱	۶:۱۳۰	۱۱۴
۴۲	۶:۱۶۵	۱۵، ۶۴، ۶۸، ۱۶۱
۴۳	۷:۱۱	۱، ۷۵
۴۴	۷:۵۲–۵۳	۵۹، ۹۵
۴۵	۷:۵۳	۸۹
۴۶	۷:۱۳۷	۳، ۱۰۳
۴۷	۷:۱۵۵	۱۲۰
۴۸	۷:۱۷۱	۲۷
۴۹	۷:۱۷۲–۱۷۳	۹
۵۰	۷:۱۷۲	۱۷۹
۵۱	۷:۱۸۰	۹۱، ۱۳۱
۵۲	۸:۲۹	۱۵۷
۵۳	۸:۴۱	۱۵۷
۵۴	۹:۳۳	۱۰۵
۵۵	۹:۱۰۳–۱۰۴	۱۵۰
۵۶	۱۱:۷	۱۳۲
۵۷	۱۱:۴۴	۱
۵۸	۱۱:۴۸	۱
۵۹	۱۲:۶	۵۹
۶۰	۱۲:۲۱	۵۹
۶۱	۱۳:۱–۲	۱۰۱
۶۲	۱۳:۱۲	۴۳
۶۳	۱۴:۴	۱۳۲
۶۴	۱۴:۲۵	۱۶۱
۶۵	۱۵:۲۱	۱۷، ۱۹
۶۶	۱۵:۹۱	۷۸
۶۷	۱۶:۴۴	۱۲۶
۶۸	۱۶:۸۱	۴۲، ۱۰۷
۶۹	۱۶:۱۲۰	۹۱
۷۰	۱۷:۵۵	۱۲۶
۷۱	۱۷:۷۱	۳۲، ۵۵، ۸۲، ۹۰، ۹۷، ۱۳۶، ۱۵۵

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	حوالۂ آیت (سورہ:آیت)	صفحہ نمبر
۷۲	۱۷:۷۲	۴۱
۷۳	۱۷:۷۹	۱۰۳
۷۴	۱۷:۸۵	۱۱۹
۷۵	۱۷:۱۰۴	۲۶
۷۶	۱۸:۵۰	۱۰۹
۷۷	۱۸:۶۰	۱۱،۱۳
۷۸	۱۸:۶۰-۸۲	۱۳
۷۹	۱۸:۸۴	۵۱
۸۰	۱۹:۵۶-۵۷	۲
۸۱	۱۹:۷۱	۳۸
۸۲	۲۰:۱۲	۲۷
۸۳	۲۰:۱۵	۹۷،۱۲۷
۸۴	۲۱:۴۸	۴۹،۱۵۷
۸۵	۲۱:۷۱	۳
۸۶	۲۱:۸۰	۴۲،۱۰۷
۸۷	۲۱:۱۰۴	۲۷
۸۸	۲۱:۱۰۵	۱۲۶
۸۹	۲۲:۱	۱۲۵
۹۰	۲۲:۲۷	۹۸

نمبر شمار	حوالۂ آیت (سورہ:آیت)	صفحہ نمبر
۹۱	۲۲:۲۷-۲۹	۹۸
۹۲	۲۳:۲۰	۸،۲۷
۹۳	۲۳:۵۰	۷
۹۴	۲۳:۶۲	۷۹،۱۰۱،۱۲۹
۹۵	۲۴:۳۵	۷،۱۳،۷۱،۱۲۸
۹۶	۲۴:۳۶	۱
۹۷	۲۴:۴۱	۱۴۳،۱۴۴
۹۸	۲۴:۵۵	۱۶،۶۳،۶۸،۱۶۲
۹۹	۲۵:۱۱	۹۰
۱۰۰	۲۵:۳۵	۱۳
۱۰۱	۲۵:۴۵-۴۶	۱۲۰
۱۰۲	۲۶:۱۹۶	۱۲۶
۱۰۳	۲۶:۲۱۴	۶۱
۱۰۴	۲۷:۷-۸	۵
۱۰۵	۲۷:۸	۶
۱۰۶	۲۷:۱۶	۱۸
۱۰۷	۲۷:۱۷	۱۰۷،۱۰۸
۱۰۸	۲۷:۶۵-۶۶	۴۰
۱۰۹	۲۷:۶۶	۹۵

نمبر شمار	حوالۂ آیت (سورہ:آیت)	صفحہ نمبر
۱۱۰	۹۳:۲۷	۱۷۰
۱۱۱	۳۰:۲۸	۷
۱۱۲	۸۸:۲۸	۱۰۳
۱۱۳	۱۴:۲۹	۱۲۵
۱۱۴	۲۰:۳۱	ک، ۹۹، ۱۱۶
۱۱۵	۲۸:۳۱	۷۶، ۱۳۴
۱۱۶	۱۱:۳۲	۲۱
۱۱۷	۱۱:۳۳	۱۲۵
۱۱۸	۴۰:۳۳	۱۷۷
۱۱۹	۴۳-۴۱:۳۳	۱۵۲
۱۲۰	۴۳:۳۳	۱۴۱، ۱۴۵، ۱۵۰، ۱۵۲
۱۲۱	۵۶:۳۳	۱۴۳، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۲
۱۲۲	۱۰:۳۵	۱۵۲
۱۲۳	۲۵:۳۵	۱۲۶
۱۲۴	۳۲:۳۵	۸۳
۱۲۵	۱۲:۳۶	۱، ۱۷، ۲۸، ۲۹، ۵۳، ۷۷، ۸۰، ۱۶۸
۱۲۶	۳۶:۳۶	۵۴
۱۲۷	۱۰۵-۱۰۲:۳۷	۱۴۰
۱۲۸	۲۰:۳۸	۱۳۱
۱۲۹	۲۶:۳۸	۱۸، ۱۶۱
۱۳۰	۷۵:۳۸	۱۲۲
۱۳۱	۶۷:۳۹	۲۷
۱۳۲	۶۸:۳۹	۵۴، ۹۸
۱۳۳	۱:۴۰	۸۷
۱۳۴	۸۵:۴۰	۱۲۸
۱۳۵	۱:۴۱	۸۷
۱۳۶	۵۳:۴۱	۱۶۶
۱۳۷	۱:۴۲	۸۷
۱۳۸	۵۱:۴۲	۱۱۸
۱۳۹	۵۲:۴۲	۸۹
۱۴۰	۱:۴۳	۸۷
۱۴۱	۱:۴۴	۸۷
۱۴۲	۱:۴۵	۸۷
۱۴۳	۲۹:۴۵	۳۶، ۷۹، ۱۰۱، ۱۲۹
۱۴۴	۱:۴۶	۸۷
۱۴۵	۳۲-۲۹:۴۶	۱۱۲
۱۴۶	۶-۴:۴۷	۱۳۸

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	حوالہ آیت (سورہ:آیت)	صفحہ نمبر
۱۴۷	۶:۴۷	۱۷۰،۲۲
۱۴۸	۷:۴۸	۱۴۳
۱۴۹	۱۰:۴۸	۱۵۰
۱۵۰	۲۸:۴۸	۱۰۵
۱۵۱	۱:۵۰	۳۵
۱۵۲	۳۵-۳۱:۵۰	۹
۱۵۳	۲۲-۲۰:۵۱	۳
۱۵۴	۵۶:۵۱	۱۶۳
۱۵۵	۷-۱:۵۲	۳۵
۱۵۶	۱۸-۱:۵۳	۱۵۴
۱۵۷	۱۶-۱۵:۵۳	۸
۱۵۸	۳۲،۲۲،۱۷:۵۴	ل
۱۵۹	۴۳:۵۴	۱۲۶
۱۶۰	۱۶-۱۴:۵۵	۱۰۹
۱۶۱	۲۰-۱۹:۵۵	۱۳
۱۶۲	۲۷:۵۵	۱۰۳
۱۶۳	۳۳:۵۵	۱۱۰
۱۶۴	۱۱-۱۰:۵۶	۳۹
۱۶۵	۳۰:۵۶	۳۱
۱۶۶	۷۹-۷۷:۵۶	۱۰۳،۲۹
۱۶۷	۲۱:۵۷	۳۹
۱۶۸	۲۸:۵۷	۱۵۹،۱۵۷
۱۶۹	۲۱:۵۸	۱۳۶-۱۳۵
۱۷۰	۹:۶۱	۱۰۵
۱۷۱	۱۴،۱۱:۷۲	۱۰۹
۱۷۲	۸:۷۴	۹۰
۱۷۳	۲۰:۷۶	۶۵
۱۷۴	۱۸:۸۳	۱۰۳
۱۷۵	۲۱-۱۸:۸۳	۳۷
۱۷۶	۲۰:۸۳	۱۰۳
۱۷۷	۱۱-۱:۸۴	۲۳
۱۷۸	۲۲-۲۱:۸۵	۱۲۹،۳۵
۱۷۹	۶-۵:۹۴	ک
۱۸۰	۱:۹۷	۱۷۳-۱۷۲
۱۸۱	۴:۹۷	۸۷
۱۸۲	۱:۹۹	۱۲۵
۱۸۳	۳-۱:۱۰۸	۱۷۷،۱۷۵
۱۸۴	۲:۱۱۰	۱۲۷

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

احادیثِ شریفہ

نمبر شمار	حدیث	صفحہ نمبر
۱	یا بنی عبدالمطلب! اطیعونی تکونوا ملوک الارض وحکامها.	۱۶،۶۱،۶۳
۲	من مات فقد قامت قیامته.	۲۰،۱۳۳
۳	موتوا قبل ان تموتوا.	۲۰،۲۱،۱۳۹
۴	یدخل الجنة سبعون الفا بغیر حساب.	۳۲،۶۷
۵	روح المومن بعد الموت فی قالب کقالبه فی الدنیا.	۴۲
۶	ان للقرآن ظهرا وبطنا ولبطنه بطنا الی سبعة ابطن او الی سبعین بطنا.	۴۵،۸۹
۷	ان فاطمة و علیا والحسن والحسین فی حظیرة القدس فی قبة بیضاء سقفها عرش الرحمن.	۴۷
۸	یاعلی انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لانبی بعدی.	۴۷،۴۹
۹	یاعلی ان لک کنزا فی الجنة وانک ذوقرنیها .	۵۳
۱۰	ایک اعرابی نے آنحضورؐ سے پوچھا کہ یا حضرت صُور کیا چیز ہے؟ رسول پاکؐ نے فرمایا کہ وہ ایک قرن (سینگ) ہے۔	۵۳
۱۱	یاایها الناس ان منکم من یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیله فقلنا من هو یا رسول اللّٰه ،فقال ذاک خاصف النعل.	۵۵
۱۲	الخلق عیال اللّٰه (حدیثِ قدسی)	۶۸

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	حدیث	صفحہ نمبر
١٣	خلق اللّٰہ آدم علی صورته ،فکل من یدخل الجنة علی صورة آدم.	٧٥
١٤	ان لکل شیء قلباوقلب القرآن یٰسٓ.	٧٧
١٥	اول ماخلق اللّٰہ نوری .	٨١
١٦	اول ما خلق اللّٰہ القلم.	٨١
١٧	اول ماخلق اللّٰہ العقل.	٨١
١٨	بین قبری ومنبری روضة من ریاض الجنة.	٨٨
١٩	علی مع القرآن والقرآن مع علی،لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض.	٩٣
٢٠	ان منکم من یقاتل علی تاویله کما قاتلت علی تنزیله.	٩٣
٢١	من رانی فقد را اللّٰہ.	١٠٣
٢٢	اعرفکم بنفسه اعرفکم بربه.	١١٨
٢٣	خمرت طینة آدم بیدی اربعین صباحا.(حدیثِ قدسی)	١٢٢
٢٤	اطلبوا العلم ولو بالصین.	١٣٥
٢٥	رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر.	١٣٩
٢٦	فقولوا اللّٰهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انک حمید مجید	١٤٣،١٤٧، ١٤٨
٢٧	لا تقوم الساعة حتی تطلع الشمس من مغربها.	١٥٤
٢٨	اللّٰهم انک جعلت صلواتک ورحمتک ومغفرتک و رضوانک علی ابراهیم و آل ابراهیم ،اللّٰهم !انهم (یعنی اهل بیت)	١٥٦

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	حدیث	صفحہ نمبر
	منی و انا منهم فاجعل صلواتک ورحمتک ومغفرتک ورضوانک علی وعلیهم.یعنی علیا و فاطمة وحسنا و حسینا.	
۲۹	کنت کنزا لا اعرف فاحببت ان اعرف فخلقت خلقا فعرفتهم فبی عرفونی.(حدیثِ قدسی)	۱۶۳
۳۰	من مات لایعرف امام دهره حیا مات میتة جاهلیة .	۱۶۴
۳۱	من مات ولم یعرف امام زمانه مات میتة جاهلیة والجاهل فی النار.	۱۶۴
۳۲	من مات ولم یعرف امام زمانه مات میتة جاهلیة.	۱۷۴
۳۳	ان اللّٰه تعالی جعل ذریة کل نبی فی صلبه وجعل ذریتی فی صلب علی بن ابی طالب.	۱۷۵
۳۴	یا بن آدم اطعنی اجعلک مثلی حیا لا یموت و عزیزا لا یذل وغنیا لا یفتقر.(حدیثِ قدسی)	۱۸۱

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

ارشادات واقوال

نمبرشمار	ارشاد/قول	شخصیت	صفحہ نمبر
۱	انا النور الذی اقتبس منه موسیٰ فهدی.	حضرت علیؑ	۵
۲	وتحسب انک جرم صغیر+وفیک انطوی العالم الاکبر	ایضاً	۲۳
۳	انا اللوح المحفوظ.	ایضاً	۸۵،۳۵
۴	اناذالک الکتٰب لاریب فیه.	ایضاً	۱۳۱،۳۶
۵	انا خازن علم اللّٰه.	ایضاً	۱۳۱،۳۶
۶	انا ذوالقرنین هٰذه الامة.	ایضاً	۱۳۶،۵۵،۵۱
۷	انا الذی انفخ فی الناقور.	ایضاً	۵۵
۸	انا البعوضة التی ضرب اللّٰه بها مثلا.	ایضاً	۶۹
۹	انا ومحمد نور واحد من نور اللّٰه.	ایضاً	۸۵
۱۰	انا القرآن الحکیم.	ایضاً	۸۵
۱۱	انا محمد و محمد انا.	ایضاً	۸۵
۱۲	انا ملک ابن ملک.	ایضاً	۸۵
۱۳	فآدم وشیث ونوح وسام وابراهیم واسمٰعیل وموسیٰ ویوشع وعیسیٰ وشمعون ومحمد وانا کلنا واحد.	ایضاً	۸۵

نمبر شمار	ارشاد/قول	شخصیت	صفحہ نمبر
۱۴	انا النّبأالعظیم انا الصراط المستقیم.	ایضاً	۸۶
۱۵	انا واللّٰه وجه اللّٰه.	ایضاً	۸۶
۱۶	انا امانة یاسین.	ایضاً	۸۷
۱۷	انا حاء الحوامیم.	ایضاً	۸۷
۱۸	من عرف نفسه فقد عرف ربه.	ایضاً	۱۱۹
۱۹	انا دین اللّٰه حقا.	ایضاً	۱۲۷
۲۰	انا نفس اللّٰه حقا.	ایضاً	۱۲۷
۲۱	انا وجه اللّٰه الذی ذکره بقوله.	ایضاً	۱۲۹
۲۲	انا الاسماء الحسنی التی امر اللّٰه ان یدعٰی بها.	ایضاً	۱۳۱
۲۳	انا ترجمان وحی اللّٰه.	ایضاً	۱۳۱
۲۴	انا الناقور الذی قال اللّٰه تعالٰی " فاذانقرفی الناقور".	ایضاً	۱۳۱،۷۰
۲۵	انا الذی اقوم الساعة.	ایضاً	۱۳۱
۲۶	انا الذی هو حامل عرش اللّٰه.	ایضاً	۱۳۱
۲۷	انا الذی اعلم تاویل القرآن والکتب السالفة.	ایضاً	۱۳۱
۲۸	انا الاسم الاعظم.	ایضاً	۱۳۱
۲۹	اسمی فی القرآن حکیما.	ایضاً	۱۶۶
۳۰	ما قیل فی اللّٰه فهو فینا.........	حضرت امام محمد باقرؑ	۱۰۳

نمبر شمار	ارشاد/قول	شخصیت	صفحہ نمبر
۳۱	فنون ملک یؤدی الی القلم و ھو ملک، و القلم یؤدی الی اللوح و ھو ملک و اللوح یؤدی الی اسرافیل و اسرافیل یؤدی الی میکائیل و میکائیل یؤدی الی جبرائیل و جبرائیل یؤدی الی الانبیاء والرسل.	حضرت امام جعفر صادقؑ	۱۵۴
۳۲	واما نون فھو نھر فی الجنة قال اللّٰہ عزوجل: اجمدفجمد فصار مدادا ثم قال للقلم :اکتب فسطر القلم فی اللوح المحفوظ ماکان وما ھو کائن الی یوم القیامة .فالمداد مداد من نور والقلم من نور واللوح لوح من نور.	ایضاً	۱۷۷
۳۳	جو شخص محمد اور آلِ محمد پر دس دفعہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر سو مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔۔۔	ایضاً	۱۴۵
۳۴	خداوند تعالیٰ ہمیشہ تخلیق کرتا ہے۔	حضرت امام سلطان محمد شاہؑ	۱۹
۳۵	ہم علیؑ اور نبیؐ دونوں کے نور ہیں۔	ایضاً	۳۰
۳۶	تم زندگی ہی میں روح کو بدن سے ایک بار باہر نکال کر تجربہ کرو۔	ایضاً	۳۴
۳۷	جہاں (باطنی) دیدار ہے، وہاں ہی بہشت ہے۔	ایضاً	۴۲
۳۸	تم نورانی بدن کے لباس میں ملبوس ہو کر بہشت میں جاؤ گے۔	ایضاً	۴۲

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	ارشاد/قول	شخصیت	صفحہ نمبر
۳۹	دنیا میں ہمیشہ تین سو تیرہ (۳۱۳) مومن ہوتے ہیں، اگر وہ نہ ہوں تو دنیا کا نظام نہ چلے۔	ایضاً	۱۰۵
۴۰	تم نورانی بدن کے ساتھ بہشت میں جاؤ گے، تمہارے پاس جو اسمِ اعظم (بول) ہے وہ دنیا میں کسی کے پاس نہیں ہے، ہمارا مذہب روحانیت کا مذہب ہے، اس لئے تمہیں اس کا پورا پورا علم ہونا چاہئے۔	ایضاً	۱۲۳
۴۱	دنیا میں رہو، یہاں رہتے ہوئے مومن کے کام کرو۔ تو اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی تم اصل سے واصل۔۔۔	ایضاً	۱۲۳
۴۲	تمہارے دل میں خداوند تعالیٰ کا نور ہے، اگر دین پر سچے دل سے چلو گے تو یہ نور ظاہر ہوگا۔	ایضاً	۱۲۳
۴۳	تم ہماری روحانی اولاد ہو اور یاد رکھنا کہ "روح ایک ہی ہے"۔	ایضاً	۱۲۳، ۱۲۴، ۱۳۰

Institute for Spiritual Wisdom Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اشعار

صفحہ نمبر	شعر	نمبر شمار
۵۷	ھوالاول، ھوالآخر، ھوالظاہر، ھوالباطن منزہ مالک الملکی کہ بے پایان حشر دارد	۱
۹۴	بر جانِ من چو نورِ امام زمان بتافت لیل السّرار بودم وشمس الضّحیٰ شدم	۲
۱۲۰	زنورِ او تو ہستی ہمچو پرتو حجاب از پیش بردارو تو او شو	۳
۱۷۲	گفت جاراللہ ہمہ آیاتِ قرآنِ مجید شش ہزاروشش صدوشصت وشش آمد درشمار	۴
۱۷۶، ۱۷۷	ایزد عطاش داد محمد را نامش علی شناس ولقبش کوثر	۵

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

فہرستِ اعلام

نمبر شمار	اسم	صفحہ نمبر
۱	حضرت آدمؑ	۱، ۱۵، ۱۷، ۱۸، ۶۵، ۷۵، ۷۶، ۸۵، ۱۰۴، ۱۲۲، ۱۳۹، ۱۶۱، ۱۸۱
۲	حضرت ابراہیمؑ	۲، ۵۹، ۶۰، ۸۵، ۹۱، ۹۸، ۱۳۳، ۱۴۰، ۱۵۶، ۱۸۱
۳	حضرت ابوطالبؑ	۶۲
۴	ابولہب	۶۱، ۶۲
۵	حضرت ادریسؑ	۱، ۲۱
۶	حضرت اسرافیلؑ	۱۲، ۲۱، ۴۵، ۹۷، ۹۸، ۱۱۶، ۱۳۳، ۱۵۴
۷	حضرت اسماعیلؑ	۲، ۸۵، ۱۳۹
۸	جارُاللہ	۱۷۲
۹	حضرت جبرائیلؑ	۱۳۳، ۱۵۴
۱۰	حضرت امام جعفر صادقؑ	۱۴۵، ۱۵۴، ۱۷۷
۱۱	سیدنا جعفر بن منصور الیمن	۱۱۴
۱۲	حضرت حسنؑ	۴۷، ۱۵۶
۱۳	حضرت امام حسینؑ	۴۷، ۱۵۶
۱۴	حضرت امام حسن علیٰ ذکرہِ السّلام	۱۳۳

نمبر شمار	اسم	صفحہ نمبر
۱۵	حضرت خضرؑ	۱۴
۱۶	حضرت داوؤدؑ	۱۸،۱۲۵،۱۶۱
۱۷	حضرت ذوالقرنینؑ	۵۱،۵۲،۵۳،۵۵،۱۳۱
۱۸	حضرت سامؑ	۸۵
۱۹	حضرت امام سلطان محمد شاہؑ	۱۹،۳۰،۳۴،۴۲،۸۱،۱۰۵،۱۲۳،۱۶۲،۱۷۴
۲۰	حضرت سلیمانؑ	۱۸،۱۰۷،۱۰۸،۱۰۹
۲۱	حضرت امام شاہ کریم الحسینی حاضر امامؑ	۱۷۴
۲۲	حضرت شمعونؑ	۸۵
۲۳	حضرت شیثؑ	۸۵
۲۴	حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ	۱۶۳
۲۵	حضرت عزرائیلؑ	۱۲،۲۱،۴۵،۱۱۶،۱۳۳
۲۶	حضرت علیؑ	۵،۱۶،۲۳،۳۰،۳۵،۳۶،۴۴،۴۷،۴۸،۴۹،۵۰،۵۱، ۵۳،۵۵،۶۱،۶۲،۶۹،۷۹،۸۱،۸۳،۸۵،۸۷،۸۸، ۹۰،۹۱،۹۳،۱۱۹،۱۲۷،۱۵۶،۱۶۰،۱۶۶،۱۷۵،۱۷۶،۱۷۷
۲۷	حضرت عیسیٰؑ	۶۷،۶۹،۷۰،۷۱،۷۳،۷۴،۸۵،۱۷۷
۲۸	حضرت فاطمہ علیہا السلام	۴۷،۱۵۶،۱۷۷

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	اسم	صفحہ نمبر
۲۹	حضرت محمّد صلعم	۱۶، ۳۵، ۴۸، ۴۹، ۶۲، ۸۱، ۸۵، ۸۷، ۱۴۱، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۲، ۱۵۹، ۱۷۶، ۱۷۷
۳۰	حضرت امام محمّد باقرؑ	۱۰۳
۳۱	حضرت مریم علیہا السّلام	۳۳، ۶۹
۳۲	حضرت موسیٰؑ	۵، ۱۱، ۱۳، ۱۶، ۲۰، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۶۶، ۸۵، ۱۱۲، ۱۲۰، ۱۲۱
۳۳	حضرت میکائیلؑ	۱۳۳، ۱۵۴
۳۴	حکیم پیر ناصرِ خسرو ق س	۵۷، ۹۴، ۱۲۰، ۱۷۲، ۱۷۶، ۱۷۷
۳۵	حضرت نوحؑ	۱، ۸۵
۳۶	حضرت ہابیلؑ	۱۳۹، ۱۴۰
۳۷	حضرت ہارونؑ	۱۳، ۱۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۶۶
۳۸	حضرت یوسفؑ	۵۹
۳۹	حضرت یوشعؑ	۸۵

اسمائے کتب

نمبر شمار	کتاب	صفحہ نمبر
۱	احادیث مثنوی	۴۵
۲	اردو جامع انسائیکلوپیڈیا	۱۷۲
۳	المستدرک	۵۳
۴	المعجم الصوفی	۱۳۹،۱۶۳
۵	المیزان	۸۹،۱۵۴،۱۷۷
۶	تفسیر المتقین	۱۴۵
۷	تفسیرِ صافی	۱۴۵
۸	دعائم الاسلام	۶۰،۶۲،۸۳،۱۴۷،۱۴۸،۱۶۴
۹	دیوانِ اشعارِ حکیم ناصر خسرو	۵۷،۱۷۶،۱۷۷
۱۰	زاد المسافرین	۱۸۱
۱۱	سراج القلوب	۱۷۵،۱۷۷
۱۲	سرائر و اسرار النطقاء	۱۱۴،۱۲۷،۱۲۹،۱۷۴
۱۳	شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا	۱۷۲
۱۴	صحیح البخاری	۳۲،۶۷،۷۵،۱۴۳

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحہ نمبر
۱۵	صنادیقِ جواہر	۱۵۴
۱۶	عملی تصوف اور روحانی سائنس و روحانی سائنس کے عجائب وغرائب	۲۴،۹۹،۱۰۸،۱۶۸
۱۷	قاموس القرآن	۱۱۴،۱۵۸
۱۸	کتاب کشف المحجوب	۱۳۹
۱۹	کلامِ امامِ مبین	۴۲،۱۰۵،۱۲۳،۱۲۴
۲۰	کوکبِ درّی	۵،۳۵،۳۶،۵۱،۵۵، ۶۹،۷۰،۹۱،۱۲۹،۱۳۱
۲۱	گنجینۂ جواہرِ احادیث	۴۷،۹۳،۱۵۶
۲۲	لغات الحدیث	۱۱۴
۲۳	مسندِ احمد بن حنبل	۱۵۴
۲۴	نورِ مبین	۱۳۳
۲۵	وجہ دین	۸۸،۱۲۲،۱۶۱،۱۶۴، ۱۷۲،۱۷۶،۱۷۷
۲۶	ہزار حکمت	۲۰،۴۲،۶۰،۸۹،۹۵، ۱۳۱،۱۳۲،۱۴۱،۱۴۳

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

Table of Contents

www.monoreality.org

ISBN 190344019-X

9 781903 440193